

سائبر

شجرہ ملعونہ

سید آل نقی



الولایت پبلیکیشنز سندھ

www.ziaraat.com
jagir.abbas@yahoo.com
Sabeel-e-Sakina

www.ziaraat.com
jagir.abbas@yahoo.com
Sabeel-e-Sakina

www.ziaraat.com
jabir.abbas@yahoo.com
Sabeel-e-Sakina

سازگار

شجرہ ملعونہ

سید آلِ نقی



الولایت پبلیکیشنز سندھ

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب ----- شجرۂ ملعونہ

مصنف ----- سید آل نقی

کمپوزنگ ----- حسن امینی

طبع اول ----- اگست ۲۰۰۰ء

تعداد ----- ۲۰۰۰

قیمت ----- = / ۵۰ روپے

فہرست

۱۱	مقدمہ
۱۵	فضائل اہل بیت پیغمبرؐ
۱۵	۱۔ آیت تطہیر
۱۸	۲۔ آیت مباہلہ
۱۹	۳۔ آیت ولایت
۲۰	۴۔ آیت انفاق
۲۱	۵۔ آیت موڈہ

اہل بیت علیہم السلام حضرت پیغمبرؐ کی نگاہ میں ----- ۲۴

- ۱۔ حدیث ثقلین ----- ۲۵
- ۲۔ حدیث منزلت ----- ۲۶
- ۳۔ حضرت پیغمبرؐ کے بھائی ہونے پر روایات ----- ۲۷
- ۴۔ حب و بغض اہل بیت ----- ۲۹
- ۵۔ ولایت اہل بیت ----- ۳۷
- ۶۔ مناقب اہل بیت ----- ۴۰

شجرہ ملعونہ ----- ۴۹

- روایات شان نزول ----- ۴۹
- ابو سفیان صخر بن حرب القرشی ----- ۵۲

معاویہ بن ابو سفیان ----- ۵۴

حضرت پیغمبرؐ کی زبان پر معاویہ کا ذکر ----- ۵۸

حضرت علیؑ کی زبان پر معاویہ کا ذکر ----- ۶۵

حضرت عائشہؓ کی معاویہ کے بارے میں رائے ----- ۶۸

حضرت عبداللہ بن عباسؓ کا صفین میں خطاب ----- ۶۹

- قیس کا خط معاویہ کے نام ----- ۶۹
- حافظ ابن کثیر کی بنو امیہ کی بادشاہت کے بارے میں رائے ----- ۷۱
- معاویہ کے پوتے معاویہ بن یزید بن معاویہ کا بیان ----- ۷۱
- عبداللہ بن عمر کی معاویہ کے بارے میں رائے ----- ۷۲
- معاویہ کے کارنامے ----- ۷۳
- گورنروں کو کھلی چھوٹ ----- ۷۴
- سرکاٹ کر ایک جگہ سے دوسری جگہ لے جانا ----- ۷۷
- قتل عمار یاسر ----- ۷۷
- قتل مالک اشتر ----- ۷۸
- قتل عمرو بن حمق ----- ۷۹
- قتل محمد بن ابی بکر ----- ۷۹
- قتل نعمان بن بشیر ----- ۸۰
- قتل مصعب بن زبیر ----- ۸۱
- قتل عبداللہ بن زبیر ----- ۸۱
- شہادت امام حسن ----- ۸۲
- کچھ جعدہ بنت اشعث کنڈی کے بارے میں ----- ۸۶

- ۸۸ ----- امام حسن کی تدفین
- ۸۹ ----- مروان بن حکم کے بارے میں
- ۹۱ ----- کچھ عمرو عاص کے بارے میں
- ۹۲ ----- معاویہ علماء اعلام کی نظر میں
- ۹۴ ----- معاویہ کی ایجاد کردہ بدعتیں
- ۹۴ ----- ۱۔ ارث
- ۹۴ ----- ۲۔ دیت کا مسئلہ
- ۹۵ ----- ۳۔ خاندان رسالت پر سب و شتم
- ۹۷ ----- ۴۔ مال غنیمت کی تقسیم
- ۹۸ ----- ۵۔ زیاد بن سمیہ کا استحقاق
- ۹۹ ----- ۶۔ معاویہ سود خور تھا
- ۱۰۱ ----- ۷۔ عیدین کی نماز میں اذان
- ۱۰۲ ----- ۸۔ معاویہ کا بدھ کے روز نماز جمعہ پڑھانا
- ۱۰۳ ----- ۹۔ دو بہنوں سے ایک ساتھ نکاح کرنا
- ۱۰۴ ----- ۱۰۔ نماز میں تکبیر کو ترک کرنا
- ۱۰۴ ----- ۱۱۔ ترک تلبیہ

۱۲۔ نماز عیدین میں خطبہ کو مقدم کرنا ----- ۱۰۵

۱۳۔ بیٹھ کر خطبہ دینا ----- ۱۰۵

۱۰۶۔ یزید کے لیے بیعت لینا ----- ۱۰۶

۱۱۳۔ معاویہ کی موت اور یزید کا تخت نشین ہونا ----- ۱۱۳

۱۱۴۔ واقعہ کربلا ----- ۱۱۴

۱۱۹۔ مدینہ پر حملہ ----- ۱۱۹

۱۲۲۔ مکہ مکرمہ پر حملہ ----- ۱۲۲

۱۲۵۔ قتل امام حسینؑ یزید کی رضایت سے ہوا ----- ۱۲۵

۱۲۸۔ لعنت کی سنت اور یزید یوں کا دفاع ----- ۱۲۸

۱۳۱۔ پہلا جواب ----- ۱۳۱

۱۳۳۔ دوسرا جواب ----- ۱۳۳

۱۳۳۔ تیسرا جواب ----- ۱۳۳

۱۳۴۔ چوتھا جواب ----- ۱۳۴

۱۳۶۔ پانچواں جواب ----- ۱۳۶

۱۳۷۔ چھٹا جواب ----- ۱۳۷

ساتواں جواب ----- ۱۳۸

حدیث قسطنطنیہ اور اس کا جواب ----- ۱۳۹

یزید کے بارے میں اعلام العلماء کی رائے ----- ۱۴۳

۱۔ عمر بن عبدالعزیز ----- ۱۴۳

۲۔ امام ذہبی ----- ۱۴۳

۳۔ حافظ ابن حجر ----- ۱۴۴

۴۔ علامہ جلال الدین سیوطی ----- ۱۴۶

۵۔ علامہ حافظ ابن کثیر ----- ۱۴۶

۶۔ الکلیا الہر اسی ----- ۱۴۸

۷۔ شہاب الدین آلوسی ----- ۱۴۹

۸۔ امام ابن جوزی ----- ۱۵۱

۹۔ منذر بن زبیر بہ نقل حافظ ابن کثیر ----- ۱۵۲

۱۰۔ ابوالاعلیٰ مودودی ----- ۱۵۲

فہرست آیات ----- ۱۵۵

فہرست روایات ----- ۱۵۷

فہرست منابع ----- ۱۶۲

فہرست رجال ----- ۱۶۷

سَجَرَةُ طَيْبَةٍ اور سَجَرَةُ مَلْعُونَةٍ

قرآن مجید میں خالق دو جہاں نے کلمہ طیبہ کی مثال شجرہ طیبہ سے دی ہے۔
چنانچہ ارشاد قدرت ہے :

”الم تر كيف ضرب الله مثلا كلمة طيبة كشجرة طيبة اصلها
ثابت و فرعها في السماء O توتى اكلها كل حين باذن ربها ويضرب الله
الامثال للناس لعلهم يتذكرون.

کیا تم نے نہیں دیکھا کہ خداوند عالم نے کس طرح کلمہ طیبہ کی مثال پیش کی
جیسے ایک پاک و پاکیزہ درخت ہو جس کی جڑیں (زمین میں) راسخ اور جس کی شاخیں
آسمانوں میں (بلند ہوں اور) وہ ہر آن اپنے پروردگار کی اجازت سے پھل دے رہا ہو اور
خداوند عالم تو لوگوں کے لئے مثالیں پیش کرتا ہے تاکہ وہ نصیحت حاصل کریں۔“
(سورہ ابراہیم آیت ۲۴ و ۲۵)

جس کی تفسیر و تشریح، روایات معصومین میں یوں کی گئی ہے کہ :
اس شجرہ طیبہ (پاک و پاکیزہ درخت) کی جڑ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ

وآلہ وسلم اس کی فرع امیر المؤمنین حضرت علی بن ابی طالب علیہ السلام، ائمہ طاہرین علیہم السلام، اس کے ثمرات اور شیعان حیدر کرار، اس درخت کے اوراق ہیں۔

اور یہ شجرہ طیبہ ان تمام خصوصیات سے مالا مال ہے جن کا تذکرہ مذکورہ بالا آیات میں کیا گیا ہے کہ اس کی اصل ثابت ہے۔ فرع آسمانی ہے، ثمرات بلا فصل ہیں، فوائد دائمی ہیں، افادیت اذن پروردگار کے مطابق ہے اور اس کے سارے اجزاء ایک مخصوص نظام کے تحت عمل انجام دے رہے ہیں۔

جبکہ اس کے مقابلے پر ایک شجرہ خبیثہ کی توصیف یوں کی گئی ہے کہ :
”و مثل کلمۃ خبیثۃ کثرتۃ خبیثۃ ، اجشت من فوق الارض ،
مالھا من قرار .

اور کلمہ خبیثہ کی مثال ایسی ہے جیسے ایک ”خبیث درخت“ جو زمین کے اوپر ہی سے اکھاڑ دیا جائے اور اس کے لئے دوام نہ ہو۔“

اور ان دو ”درختوں“ دو شجروں کے علاوہ قرآن مجید نے ایک اور ”شجرہ“ کا بھی تذکرہ کیا ہے اور اسے شجرہ ملعونہ کے نام سے یاد کیا گیا ہے اور صاحبان فکر و دانش سے مخفی نہیں ہے کہ ”شجرہ خبیثہ“ بھی ایک مذموم شجرہ ہے لیکن شجرہ ملعونہ تو وہ ہے جس پر خدا اور رسول کی طرف سے لعنت کی گئی ہے۔ چنانچہ خالق دو جہاں کا اپنی کتاب مقدس ”قرآن مجید“ میں ارشاد ہے :

”وما جعلنا الريا التي اريناك الا فتنة للناس والشجرة الملعونه

في القرآن.

اور ہم نے آپ کو جو خواب دکھایا تھا وہ صرف لوگوں کی آزمائش کے لئے تھا (جس طرح سے کہ) قرآن میں قابل لعنت شجر بھی (اسی طرح بنی نوع انسان کی آزمائش کے لئے ہے)۔“ (سورۃ بنی اسرائیل آیت ۶۰)

جس کے بارے میں مفسرین نے لکھا ہے کہ :

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خواب میں یہ منظر دیکھا تھا کہ بنی امیہ آپ کے منبر پر بندروں کی طرح اچھل کود کر رہے تھے۔

اس بناء پر علماء و محققین نے بنی امیہ کو شجرۃ ملعونہ قرار دیا ہے۔ جنہوں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اعلان رسالت کے بعد کھل کر آپ کی عداوت کا مظاہرہ کیا اور حضور اکرم کو جتنی جنگوں کا سامنا کرنا پڑا ان میں بیشتر مقامات پر بنی امیہ آپ کے مد مقابل نظر آئے اور جب خداوند عالم نے حضور اکرم کو فتح و نصرت عطا فرمائی تو فتح مکہ کے بعد ان دشمنان دین نے ”نفاق“ کا لباس پہن لیا اور پیغمبر اکرم کے خاندان کو تاراج کرنے اور آپ کے دین کو مٹانے کی سر توڑ کوشش کرتے رہے اور جن کے ظلم و ستم نے اسلام کی تاریخ کو اس طرح خون آلود کیا کہ اب صبح قیامت تک یہ داغ دھویا نہیں جاسکتا۔

برادر عزیز حجتہ الاسلام مولانا سید آل نقی نے زیر نظر کتاب میں ”شجرہ ملعونہ“ کے ”کرتوت“ کو تاریخی شواہد کے ساتھ اور برادران اہلسنت کے نہایت معتبر حوالوں کے ساتھ مزین کر کے اہل ایمان کے مطالعے کیلئے پیش کیا ہے۔

”مؤلف مذکور“ قم کے ان افاضل میں سے ہیں جن سے ملت جعفریہ کو بڑی امیدیں وابستہ ہیں۔

میری دعا ہے کہ پاک پروردگار، برادر عزیز مولانا آل نقی صاحب دامت برکاتہ کی توفیقات خیر میں اضافہ کرے، ان کے قلم میں مزید جولانی عطا فرمائے، انہیں حضرات اہلبیت طاہرین علیہم السلام کے متن کو فروغ دینے اور تعلیمات اہلبیت طاہرین علیہم السلام کو عصری تقاضوں کے مطابق جدید آہنگ سے پیش کرنے کی سعادت عطا فرمائے اور آپ کے قلم سے ایسی نگارشات منصہ شہود پر آئیں جو مذہب اہلبیت کا دفاع کرنے والی بھی ہوں اور اہلبیت کرام کے ماننے والوں کے اندر کردار سازی کا اہم ترین فریضہ ادا کرنے والی بھی۔

ایں دعا از ما و از جملہ جہاں آمین باد

سید راج نقوی

مقدمہ

(حورِ بالہ من النبطاء الرحیم)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

(الحمد لله رب العالمین باری الخلاق (جمعین و الصلوة والسلام) علی اشرف

الانبیاء والمرسلین حبیبنا و سیدنا مولانا ابی القاسم محمد و آلہ الطیبین

(الطاہرین و اصحابہ المتحبین و غیر المرئین و اللعنة الدائمة

علی اعدائهم (جمعین) الی فباہ

یوم الدین۔)

نوشتہ ہذا کا مقصد چودہ سو سال سے مطرح مسئلہ کہ جس کا سبب واقعات کو پشت پردہ
ڈال کر اپنی سیاسی اغراض کو پورا کرنے کیلئے جھوٹ اور افتراء کو سامنے لایا جانا ہے، اور
ہمیشہ عوام الناس کو حقیقت سے دور رکھنے کی کوشش کی گئی، ہمارا مقصد فقط یہ ہے کہ
حق و باطل کے جھگڑے کو اس کے واقعات اور حالات کی روشنی میں لوگوں کے سامنے
پیش کر دیا جائے پھر یہ لوگوں کا فرض بنتا ہے کہ خود حق و باطل کا فیصلہ کریں، ہمارا
مقصد کوئی تاریخ پر گفتگو کرنا نہیں ہے۔ بلکہ اختصار سے کام لیتے ہوئے فقط اتنا بیان کرنا

ہے کہ جس سے مطالب واضح اور روشن ہو جائیں اور بقیہ اہل تحقیق کے اوپر چھوڑ دیا ہے کہ وہ تفصیل سے آگاہ ہونے کیلئے خود مراجع کریں، پوری کتاب کو فقط منابع اہل سنت سے جمع کر کے لکھا گیا ہے تاکہ کسی کو کوئی اعتراض نہ رہے کہ یہ اپنی بات اور عقیدہ ہم پر تھونپ رہے ہیں البتہ یہ بات بھی واضح کرتے چلیں کیونکہ ہماری بحث کے منابع کتب اہل سنت ہیں تو بہت سی ایسی باتیں بھی نقل ہوئی ہیں کہ جو فقہی یا تاریخی حوالے سے ہمارے لیے قابل قبول نہیں ہیں لیکن بحث کیونکہ نقضی ہے اور نقض کرتے وقت ضروری یہ ہوتا ہے کہ مخاطبین کی اپنی دلیلوں اور حوالوں سے ان کو جواب کیا جائے، ہم نے اس سے بڑھ کر حل بھی انہیں منابع سے نقل کیا ہے اور یہ بھی عرض کرتے چلیں کہ یہ فضائل اور واقعیات کا ذکر فقط ایک جھلک ہے نہ یہ کہ کل فضائل اور تاریخ کو بیان کیا جا رہا ہے۔

اہل دقت اور اہل نظر حضرات سے گزارش ہے کہ حوالہ دی گئی کتب سے ضرور مراجع کریں، یہاں ہم نے فقط اتمام حجت کرنا چاہا ہے، کیونکہ آجکل بعض لوگ بلکہ ہر صدی میں ایسے لوگ موجود رہے ہیں کہ جو دشمنان اسلام کی نمائندگی کرتے ہیں اور ہر دین و مذہب کو بگاڑنے اور اپنے ہدف سے منحرف کرنے کا سب سے آسان طریقہ یہ ہے کہ خود انہیں میں شامل ہو جاؤ پھر جو چاہے کرو۔

دین سے باہر رہ کر کوئی بات کرے گا تو خارجی کہہ کر اس کی بات رد کر دی جائے گی،

اور اس طرح اسلام میں شامل ہو کر با آسانی تمام اصول، قوانین اور روایات کو پامال کر دیتے ہیں یہاں تک کہ کلام خدا اور رسولؐ میں تصرف کرنے سے بھی گریز نہیں کرتے، آج بھی اسی طرح کے لوگ اپنے گزشتہ شیاطین کی تقلید میں اپنے مقاصد کے حصول کیلئے جدوجہد میں مصروف ہیں، جن لوگوں نے صدر اسلام میں زبردستی دین میں شمولیت اختیار کی اور جتنی بدعتیں خون خرابا اور اسلامی روایات و اقدار کو ان لوگوں نے کہ جو اسلام کا لبادہ اوڑھ کر مسلمانوں کے درمیان شامل ہو کر پامال کیا ہے کفار نے بھی اتنا نقصان نہیں پہنچایا اور ظاہر ہے کہ آستین کا سانپ جنگل کے آزاد شیر سے زیادہ خطرناک ہوتا ہے۔

ان لوگوں کی اسلام دشمنی نے رسول خداؐ اور اہل بیتؑ پیامبرؐ کے حقوق کو روند کر رکھ دیا، جتنا ظلم ان کے بس میں تھا انھوں نے کیا، اگر فقط آل محمدؑ سے بغض ہوتا تو شاید کسی مقام پر آکر صبر کر لیتے لیکن اس شجرہ ملعونہ نے تو خدا اور رسولؐ کو نہیں بخشا کہ جس کی مثال خانہ کعبہ کو منہدم کرنا، اس کو آگ لگانا، مسجد نبویؐ میں گھوڑے باندھنا کہ جس کے سبب تین دنوں میں مسجد نبویؐ اور روضہ رسول خداؐ غلاظتوں کا انبار بن گیا، پورے مدینہ میں تین دن تک اذان اور نماز کا بند رہنا، اپنی فوج پر اہل مدینہ کے مال اور عورتوں کو تین دنوں تک حلال کر دینا وغیرہ..... استغفر اللہ..... اس شجرہ ملعونہ نے اپنے افعال سے ثابت کر دیا کہ خدا، اسلام اور محمدؐ و آل محمدؑ کے دشمن ہیں، ان کا دین اسلام سے کوئی

واسطہ نہیں۔ اس شجرہ کی پوری تاریخ گواہ ہے کہ اسلام نے ان سے کوئی بھلائی نہیں دیکھی۔ آئیں! طالب حق ہو کر خدا کو ناظر جان کر اپنے عقیدے کی اصلاح کریں، افسوس ہوتا ہے ان متعصب لوگوں کو دیکھ کر کہ جو بغض آل محمدؐ میں تاریخ کے مکروہ ناموں سے اپنے بچوں کو یاد کرنے لگے ہیں، افسوس یہ قوم کدھر جا رہی ہے اور کس طرح بل ہم اضل کا مصداق بن رہی ہے۔

خداوند عالم کی بارگاہ میں دعا کرتے ہیں کہ پروردگار! جو کچھ تو خیر سمجھتا ہے ہمیں بھی اس کی ہدایت فرما، اور شرابیسی سے ہمیں محفوظ فرما، ہماری قوم کی اصلاح فرما کر اپنے خالص دین محمدیؐ پر چلنے کی توفیق عطا فرما، اور ہمارے دلوں کو نور و حب محمدؐ و آل محمدؐ سے منور فرما۔

ﷻ

اس سے پہلے کہ ہم باقاعدہ اپنی گفتگو کا آغاز کریں مختصر ہی صحیح لیکن بعنوان تبرک فضائل اہل بیت پیغمبرؐ پر ایک نگاہ ڈالتے چلیں، البتہ فضائل و مناقب محمد و آل محمد صلوات اللہ علیہم اجمعین پر مستقل کتابیں لکھی گئیں ہیں اور حق بھی یہی ہے کہ اس کو سمیٹنے کیلئے یہاں اس مختصر سی کتاب میں گنجائش نہیں ہے، لیکن جیسا کہ عرض کیا برکت کیلئے کچھ کر نیں قلم سے یہاں اتارنا چاہتا ہوں۔

آیت تطہیر

ارشاد رب العزت ہے

﴿انما يريد الله ليذهب عنكم الرجس اهل البيت ويطهركم تطهيرا﴾
اے پیغمبر کے اہل بیت خدا تو بس یہ چاہتا ہے کہ تم کو ہر طرح کی برائی سے دور رکھے اور جو پاک اور پاکیزہ رکھنے کا حق ہے ویسا پاک کر دے۔ (۱)

بعض علماء اسلام نے اس اہل بیت کے معنی کو عمومیت بخشنی چاہی ہے مگر روایات ہمیں اس کے خلاف فقط پانچ لوگوں میں محصور کرتی نظر آتی ہیں اور وہ محمد، علی، فاطمہ، حسن اور حسین صلوات اللہ علیہم اجمعین ہیں۔ صفیہ بنت شیبہ حضرت عائشہ سے روایت کرتی ہیں کہ: ﴿قالت عائشہ خرج النبي غداة وعليه مرطبة مُرَمَّلٌ من شعر اسود فجاء الحسن بن علي فادخله ثم جاء الحسين فدخل معه ثم جاءت فاطمة فادخلهما ثم جاء علي فادخله ثم قال انما يريد الله ليذهب عنكم الرجس اهل البيت ويطهركم تطهيرا﴾ (۲)

(۲) صحیح مسلم ج ۵ ص ۷۷۔

(۱) سورہ احزاب۔ ۳۳۔

حضرت عائشہ بیان کرتی ہیں کہ ایک روز رسول خدا صبح کے وقت نکلے جبکہ وہ کالے بالوں سے بنی ہوئی عبا پہنے ہوئے تھے پھر حسن بن علی آئے اور عبا میں چلے گئے پھر حسین آئے اور عبا میں چلے گئے پھر فاطمہ آئیں اور وہ بھی ان کے ساتھ شامل ہو گئیں اور پھر علی آئے اور وہ بھی عبا میں چلے گئے پھر رسول خدا نے فرمایا:

﴿انما يريد الله ليذهب عنكم الرجس اهل البيت ويطهركم تطهيرا﴾

اس حدیث کے بارے میں فخر رازی کا کہنا ہے کہ بے شک اس روایت پر اہل تفسیر متفق ہیں اور اس کو صحیح جانتے ہیں (۱)۔

نیز سعد بن ابی وقاص سے بھی روایت ہے کہ: جب یہ آیت نازل ہوئی ”انما يريد الله ليذهب عنكم الرجس اهل البيت ويطهركم تطهيرا“ تو رسول خدا نے علی فاطمہ حسن اور حسین کو بلایا اور فرمایا:

﴿اللهم هولاء اهلي﴾

(پروردگار یہ میرے اہل بیت ہیں) (۲)

(۱) تفسیر الکبیر فخر رازی ج ۸ ص ۸۰۔

(۲) مختصر تاریخ دمشق ج ۷ ص ۳۳۲۔

مسند احمد میں بھی بیان ہوا ہے کہ حضرت ابن عباس ایک روز علی بن ابی طالبؑ کے فضائل بیان کرتے ہوئے فرمانے لگے :

﴿ و اخذ رسول الله ثوبه فوضعه على علي و فاطمه و حسن و حسين فقال انما يريد الله ليذهب عنكم الرجس اهل البيت و يطهركم تطهيرا ﴾ (۱)۔

اس کے علاوہ اور بہت سی کتابوں میں بھی روایات نقل ہوئیں ہیں کہ جو قطعاً متواتر معنوی کا مصداق ہیں (۲)۔

آپ نے ملاحظہ کیا کہ اگر کوئی بھی ان کے علاوہ اس آیت شریفہ میں شامل ہوتا تو یقیناً رسول خداؐ اس کو بھی بلوا بھیجتے لیکن ہم نے دیکھا کہ فقط ان مخصوص ہستیوں کو بلا کر فرمایا اللهم هولا اهل بيتي (اے خدا یہ میرے اہل بیت ہیں)۔

اب جبکہ معلوم ہو گیا کہ اہل بیت سے کیا مراد ہے تو ہم اپنی بحث کو آگے بڑھاتے ہیں اور فقط نمونہ کے طور پر چند ایک آیات مبارکہ کو آپ کی خدمت میں پیش کریں گے۔ کہ جو اہل بیتؑ کی شان میں نازل ہوئی ہیں۔

(۱) مسند احمد ج ۱ ص ۳۳۱۔

(۲) سیر اعلام النبلاء ج ۲ / ۱۲۲، ۳ / ۲۵۴، الاصابۃ فی تمییز الصحابہ ۴ / ۲۷۰، اسد الغابہ ج ۷ ص ۲۲۳،

شواہد التنزیل ج ۲ ص ۱۸۔

آیت مباہلہ

سورۃ مبارکہ آل عمران میں حق تعالیٰ کا ارشاد ہے :

﴿فَمَنْ حَاجَّكَ فِيهِ مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَكَ مِنَ الْعِلْمِ فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ
ابْنَانَا وَابْنَائَكُمْ وَنِسَاءَنَا وَنِسَاءَكُمْ وَأَنْفُسَنَا وَأَنْفُسَكُمْ ثُمَّ نَبْتَهِلْ
فَنَجْعَلْ لَعْنَتَ اللَّهِ عَلَى الْكَاذِبِينَ﴾ (۱)۔

پھر جب تمہارے پاس علم قرآن آچکا اسکے بعد بھی اگر تم سے
کوئی (نصرانی عیسیٰ کے بارے میں) حجت کرے تو کہو کہ
(اچھا میدان میں) آؤ ہم اپنے بیٹوں کو بلائیں تم اپنے بیٹوں کو
اور ہم اپنی عورتوں کو بلائیں اور تم اپنی عورتوں کو اور ہم
اپنی جانوں کو بلائیں اور تم اپنی جانوں کو اسکے بعد ہم
سب مل کر خدا کی بارگاہ میں گڑ گڑا کر جھوٹوں پر خدا کی
لعنت کریں۔

آپ نے دیکھا کہ رسول خداؐ سے خدا نے اپنے بیٹے عورتیں اور اپنی جان (نفس) کو
لانے کیلئے کھا ادھر ہم دیکھتے ہیں کہ روایات میں رسول خداؐ اپنے بیٹوں کے طور پر امام
حسنؑ اور امام حسینؑ کو لیکر لے گئے اور عورتوں کی جگہ حضرت فاطمہ الزہراءؑ کو اور اپنی
جان کے طور پر حضرت علی بن ابی طالبؑ کو لیکر گئے۔

(۱) سورہ آل عمران ۶۱۔

اور اس طرح سے گئے کہ امام حسینؑ کو اپنی گود میں اٹھایا امام حسنؑ کا ہاتھ پکڑا حضرت فاطمہؑ کو اپنے پیچھے رکھا اور حضرت علیؑ کو ان کے پیچھے قرار دیا، جب علماء یہود نے ان ہستیوں کو آتے دیکھا تو فوراً گھبرا کر کہنے لگے کہ ہم ان ہستیوں سے مباہلہ نہیں کر سکتے اگر ان لوگوں نے پہاڑ کو سرک جانے کو کہا تو وہ بھی سرک جائے گا ان سے مباہلہ کر کے ہم ہلاک ہو جائیں گے اور یہ قضیہ مسلمانوں کے حق میں تمام ہوا اس کی شان نزول میں متعدد کتابوں میں مختلف الفاظ میں اس واقعہ کو بیان کیا ہے، ہم اختصار سے کام لیتے ہوئے فقط حوالہ دینے پر اکتفاء کرتے ہیں (۱)۔

آیت ولایت

سورہ مبارکہ مائدہ میں ارشاد باری تعالیٰ ہوتا ہے کہ :

﴿انما وليكم الله ورسوله والذين آمنوا الذين يقيمون الصلوة و
يؤتون الزكاة وهم راكعون﴾ (۲)۔

(اے ایمانداروں) تمہارے ولی بس اللہ اور اس کا رسولؐ اور وہ
مومن ہیں جو پابندی سے نماز ادا کرتے ہیں اور حالت رکوع
میں زکوٰۃ دیتے ہیں۔

(۱) صحیح مسلم ج ۵ ص ۲۲، در الثورج ۳ ص ۲۳۱، تفسیر الکبیر ج ۸ ص ۸۰۔ الاصابۃ فی تمییز الصحابہ

ج ۴ ص ۲۷۱۔

(۲) سورہ مائدہ، ۵۵۔

قصہ کچھ اس طرح ہے کہ ایک روز کچھ صحابی رسول خداؐ کے ساتھ نماز میں مشغول تھے دوران نماز کوئی فقیر سواہی بن کر آیا اور مانگنے لگا کر مجھے کچھ دو، کسی کی طرف سے کوئی جواب نہ آیا تو حضرت علی بن ابی طالبؓ نے حالت رکوع میں اشارہ سے بلایا اور اپنی انگشتر پہنی ہوئی انگلی کو اس فقیر کی جانب کر دیا اور وہ فقیر انگشتر لیکر چلا گیا، جب نماز ختم ہوئی تو یہ آیت نازل ہوئی، بعض علماء نے حضرت علیؓ کے مقام کو محصوریت سے نکالنے اور علی بن ابی طالبؓ کے فضائل کو کم کرنے کیلئے صحابہ کے بھی نام لیئے ہیں اگرچہ ایسے ناقلین کی تعداد بہت کم ہے لہذا اس کا قدر متیقن مصداق علی بن ابی طالبؓ ہیں (۱)۔

آیت انفاق

آیے سورہ بقرہ میں دیکھتے ہیں کہ خداوند عالم فرماتا ہے :

﴿الَّذِينَ ينفقُونَ اَمْوَالَهُمْ بِاللَّيْلِ وَالنَّهَارِ سِرًّا وَعَلَانِيَةً فَلَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ﴾ (۲)

جو لوگ رات اور دن کو چھپا کر اور دکھا کر خدا کی راہ میں خرچ کرتے ہیں تو ان کیلئے اجر و ثواب ان کے پروردگار کے پاس ہے اور قیامت میں نہ ان پر کسی قسم کا خوف ہوگا اور نہ وہ آزرده خاطر ہوں گے۔

(۱) مختصر تاریخ دمشق ج ۱۸ ص ۸، تفسیر الکبیر ج ۱۲ ص ۲۶ در الثورج ر ۳ ص ۱۰۴۔

(۲) سورہ بقرہ ۲۷۴۔

حضرت ابن عباسؓ روایت کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت علی بن ابی طالبؓ کے پاس صرف چار درہم تھے آپ نے ایک درہم رات کو خیرات کیا اور ایک دن کو اور ایک چھپا کر اور ایک دکھا کر اس وقت یہ آیت نازل ہوئی (۱)۔

آیت مودۃ

ارشاد اللہ تبارک و تعالیٰ ہے :

﴿قُلْ لَا اسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى﴾ (۲)۔

اے رسولؐ تم کہ دو کہ میں اس تبلیغ رسالت کا اپنے قرابت داروں

(اہل بیت) کی محبت کے سوا تم سے کوئی صلہ نہیں مانگتا۔

یہ تو ہم پہلے ہی ثابت کر چکے ہیں کہ اہل بیتؑ سے مراد کون سی ہستیاں ہیں، یہاں پر خدا کے کہنے پر رسول خداؐ امت سے اجر رسالت کے طور پر حب اہل بیت مانگ رہے ہیں، روایات میں حب اہل بیتؑ کو دین کا معیار قرار دیا گیا ہے حتیٰ جنت میں داخل ہونے کی شرط یہی حب اہل بیتؑ اور اس کے برعکس بغض اہل بیتؑ انسان کو جہنم کا ایندھن بناتا ہے اور وہ شخص کافر کی موت مرتا ہے، اس کے اثبات کیلئے ہم فقط ایک ہی روایت کو نقل کرنا کافی سمجھتے ہیں۔

(۱) اسد الغابۃ ج ۴ ص ۱۰۴، مختصر تاریخ دمشق ج ۱۸ ص ۹، تفسیر در الثورج ج ۲ ص ۱۰۰، تفسیر کشاف

ج ۱ ص ۱۶۴۔

(۲) سورہ شوریٰ ۲۳۔

رسول خداؐ نے فرمایا:

من مات على حب آل محمد مات شهيداً

ألا و من مات على حب آل محمد مات مغفوراً له

ألا و من مات على حب آل محمد مات تائباً

ألا و من مات على حب آل محمد مات مؤمناً مستكمل الإيمان

ألا و من مات على حب آل محمد بشره ملك الموت بالجنة ثم

منكر و نكير

ألا و من مات على حب آل محمد يزف الى الجنة كما تزف

العروس الى بيت زوجها

ألا و من مات على حب آل محمد فتح له في قبره بابان الى الجنة

ألا و من مات على حب آل محمد جعل الله قبره مزار ملائكة الرحمة

ألا و من مات على حب آل محمد مات على السنة والجماعة

ألا و من مات على بغض آل محمد جاء يوم القيامة مكتوب بين

عينيه آئس من رحمة الله

ألا و من مات على بغض آل محمد مات كافراً

ألا و من مات على بغض آل محمد لم يشم رائحة الجنة (۱)

(۱) تفسیر کشاف ج ۳ ص ۴۰۳، تفسیر الکبیر ج ۲ ص ۲۷۵ و ۲۷۶، تفسیر قرطبی ج ۱ ص ۱۶ ص ۲۳۔

کوئی آل محمد کی محبت لیکر دنیا سے جائے گا تو وہ شہید مرے گا۔
 آگاہ ہو جائے کہ آل محمد کی محبت لیکر مرنے والا بخشا ہوا مرے گا۔
 آگاہ ہو جاؤ کہ آل محمد کی محبت لیکر مرنے والا توبہ کیا ہوا مرے گا۔
 آگاہ ہو جاؤ کہ آل محمد کی محبت لیکر مرنے والا مومن اور ایمان
 کامل کے ساتھ مرے گا۔

آگاہ ہو جاؤ کہ آل محمد کی محبت لیکر مرنے والے کو ملک الموت
 جنت کی بشارت دیں گے پھر منکرو نکیر بشارت دیں گے۔
 آگاہ ہو جاؤ کہ آل محمد کی محبت لیکر مرنے والے کو اس طرح
 جنت میں لیجایا جائے گا کہ جیسے دلہن کو اس کے شوہر کے گھر
 لیجایا جاتا ہے۔

آگاہ ہو جاؤ کہ آل محمد کی محبت لیکر مرنے والے کی قبر میں جنت
 کی جانب دو دروازے کھول دیئے جائیں گے۔
 آگاہ ہو جاؤ کہ آل محمد کی محبت لیکر مرنے والے کی قبر کو
 رحمت کے فرشتوں کیلئے زیارت گاہ قرار دیا جائے گا۔
 آگاہ ہو جاؤ کہ آل محمد کی محبت لیکر مرنے والا سنت اور جماعت
 کے ساتھ مرے گا۔

آگاہ ہو جاؤ کہ آل محمد کا بغض لیکر مرنے والے کی پیشانی پر
 قیامت کے دن لکھا ہوا ہوگا کہ خدا کی رحمت سے مایوس
 آگاہ ہو جاؤ کہ آل محمد کا بغض لیکر مرنے والا کافر کی موت مرے گا۔
 آگاہ ہو جاؤ کہ آل محمد کا بغض لیکر مرنے والا جنت کی خوشبو
 سے بھی محروم رہے گا۔

اگرچہ کہ اس روایت کا ہر ایک جملہ تو ضیح طلب ہے لیکر ہم فقط ترجمہ بیان کر کے آگے چلتے ہیں در ضمن یہ بھی عرض کرتے چلیں کہ امام آکوسی (۱) اور حاکم نیشاپوری (۲) نے اس آیت کا قدر میقن مصداق علی فاطمہ حسن و حسین (علیہم السلام) کو قرار دیا ہے (۳)۔

البتہ اس کے علاوہ بھی آیات مبارکہ ہیں کہ جو اہل بیتؑ کی شان میں نازل ہوئی ہیں لیکن ہم اختصار سے کام لیتے ہوئے اسی پر اکتفاء کرتے ہیں۔

اہل بیت علیہم السلام حضرت پیغمبرؐ کی نگاہ میں

اگرچہ منابع اہل سنت میں اہل بیتؑ کی شان میں کثیر تعداد میں احادیث موجود ہیں لیکن جیسا کہ ہم نے عرض کیا کہ ہمارا مقصد فقط ان احادیث کی جانب توجہ دلانا ہے لہذا اختصار کے دامن کو تھام کر فقط چند ایک احادیث شریف بیان کرنے پر اکتفا کریں گے۔

(۱) تفسیر روح المعانی ج ۲۵ ص ۳۱۔

(۲) شواہد التزئیل ج ۱ ص ۱۸۹ تا ۲۱۱ (۲۲ روایتیں نقل کی ہیں)۔

(۳) تفسیر الکبیر ج ۲ ص ۱۶۶، الکشاف ج ۳ ص ۴۰۳، در الثور ج ۷ ص ۳۴۔

حدیث ثقلین

قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم:

﴿انى قد تركت فيكم الثقلين احدهما اكبر من الآخر كتاب الله و

عترتى فانهما لن يتفرقا حتى يرد على الحوض﴾ (۱).

البتہ بعض مقامات پر

انى قد تركت فيكم الثقلين

یا

انى تارك فيكم الثقلين

یا

انى تارك فيكم امرين

- (۱) مسند احمد ج ۳ ص ۲۶، جامع المسانيد والسنن ج ۱۹ ص ۱۳۷، فضائل الصحابة ج ۲ ص ۲۰۳ رقم ۱۰۳۲، المعجم الكبير ج ۵ ص ۱۶۹ رقم ۴۹۸۰ مسند ابی یعلیٰ ج ۲ ص ۲۹۷ رقم ۴۸، جواهر العقدين ص ۳۹۷ رقم ۲۷۱۱، خصائص النساء ص ۸۵، سنن ترمذی ج ۵ ص ۶۲۹ رقم ۷۸۸، جامع الاحادیث ج ۳ ص ۲۴۱، در النثور ج ۷ ص ۳۴۹، اسد الغابہ ج ۲ ص ۱۳ صحیح مسلم ج ۵ ص ۲۶، تاریخ یعقوبی ج ۲ ص ۲۰۱۔

نقل ہوا ہے۔

ترجمہ! رسول خداؐ نے فرمایا:

بے شک میں تمہارے درمیان دو ارزشمند چیزیں چھوڑ کر
جا رہا ہوں، کہ جو ایک دوسرے سے بڑی ہے، کتاب خدا (قرآن)
اور میری آل پس یہ دونوں ایک دوسرے سے الگ نہیں ہونگے
یہاں تک کہ مجھ سے حوض پر آملیں۔

یہ ان روایات میں سے ہے کہ جس پر تواتر معنوی و لفظی کاد عویٰ کیا گیا ہے بہر حال
یہ روایت بھی مسلمانوں کے درمیان متفق علیہ ہے۔

حدیث منزلت

عن ابن عباسؓ قال: قال رسول اللہ ﷺ

﴿يا ام سلمیٰ ان علیا لحمہ من لحمی دمہ من دمی و هو منی﴾

بمنزلۃ ہارون من موسیٰ غیر انه لا نبی بعدی ﴿(۱)﴾

(۱) مختصر تاریخ دمشق ج ۱ ص ۱۷۷، صحیح بخاری ج ۵ ص ۹۱ ج ۶ ص ۳ صحیح مسلم ج ۵ ص ۲۲،

مسند احمد ج ۱ ص ۳۶۰، ۳۷۰، ۳۷۵، ج ۲ ص ۶۴ ج ۵ ص ۹۹، مستدرک علیٰ صحیحین ج ۳

ص ۱۰۸، الاصابہ ج ۲ ص ۲۶۹، نور الابصار ص ۱۳۶، اسد الغایہ ج ۲ ص ۱۰۶، ارشاد الساری

ج ۸ ص ۲۳۱ ح ۳۷۰۶۔

حضرت ابن عباس رسول خداؐ سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے حضرت ام سلمیٰؓ سے فرمایا:

اے ام سلمیٰ! بے شک علیؓ کا گوشت میرا گوشت ہے علی کا خون میرا خون ہے اور وہ میرے لیئے ایسے ہیں کہ جیسے ہارون موسیٰؑ کیلئے سوائے اسکے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔ یہ روایت بھی مسلمانوں کے درمیان قتال میں فیہ اور اس کی صحت و سند میں کوئی مسئلہ نہیں ہے، البتہ عرض کرتے چلیں کہ یہاں پر اسکی دلالت میں بہت کچھ کہا جاسکتا ہے اور کافی مطالب اس میں پوشیدہ ہیں، لیکن فی الحال ہے ان احاث سے گریز کرنا چاہتے ہیں۔

پیامبرؐ کے بھائی ہونے پر روایات :

پہلی روایت:

﴿عن ابن عباسؓ قال : قال رسول الله ﷺ يا علي انت مني وانا منك و انت اخي و صاحبی﴾ (۱)

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول خداؐ نے حضرت علیؓ سے فرمایا اے علیؓ تم مجھ سے ہو اور میں تم سے اور تم میرے بھائی ہو اور میرے ساتھی۔

(۱) مختصر تاریخ دمشق ج ۱ ص ۳۰۷۔

دوسری روایت:

﴿عن ابن عمر قال : قال رسول الله لعليّ انت اخي في الدنيا والآخرة﴾ (۱).

ابن عمر سے روایت ہے کہ رسول خداؐ نے حضرت علیؑ سے فرمایا تم میرے بھائی ہو دنیا اور آخرت میں .

تیسری روایت:

﴿عن جابر قال قال رسول الله : مكتوب على باب الجنة لا اله الا الله محمد رسول الله على اخو رسول الله قبل ان تخلق السموات والارض بالفی عام﴾ (۲).

حضرت جابر سے روایت ہے کہ رسول خداؐ نے فرمایا: جنت کے دروازہ پر لکھا ہے کہ لا اله الا الله محمدؐ الله کے رسول ہیں اور علیؑ رسول خداؐ کے بھائی ہیں ہزاروں سال سے پہلے کہ آسمان و زمین خلق ہوں .

(۱) اسد الغابہ ج ۲ ص ۱۰۹۔

(۲) مختصر تاریخ دمشق ج ۱ ص ۳۱۵۔

حب و بغض اہل بیتؑ

اس بارے میں نمونے کے طور پر چند روایات کو نقل کرتے ہیں :

پہلی روایت:

﴿عن زید بن ارقم قال: انّ رسول اللہؐ قال لعلیٰ فاطمہ و حسن و

حسین انا حرب لمن حاربہم و سلم لمن سالمہم﴾ (۱)۔

زید بن ارقم فرماتے ہیں کہ رسول خداؐ نے علیؑ، فاطمہؑ، حسنؑ

و حسینؑ کیلئے فرمایا جو کوئی ان سے جنگ کرے گا میں بھی

اس کے ساتھ جنگ کروں اور جو کوئی ان کے ساتھ امن و

سلامتی سے رہے گا میں بھی اس کے ساتھ امن سے رہوں گا۔

دوسری روایت:

﴿عن ابی اسامۃ المہلبی قال قال رسول اللہؐ خلق الانبیاء من

اشجار شتی و خلقنی و علیا من شجرة و واحدة فانا اصلها و علی

فرعها و فاطمہ لقاحها و الحسن و الحسین ثمرها فمن تعلق بغصن

من اغصانها نجا و من زاغ ہوی وان عبداً عبد اللہ بین الصفاء

و المروۃ الف عام ثم الف عام ثم الف عام ثم لم یدرک محبتنا الا

اکبہ اللہ علی منخزیه فی النار ثم تلا ”قل لا اسئلكم علیہ اجرا الا

المودة فی القربی“﴾ (۲)۔

(۱) اسد الغابہ ج ۱ ص ۲۲۵۔

(۲) مختصر تاریخ دمشق ج ۱ ص ۳۱۷۔

ابی اسامہ مباحلی سے روایت ہے کہ رسول خداؐ نے فرمایا انبیاء کی خلقت مختلف درختوں سے ہوئی ہے اور میں اور علیؑ ایک درخت سے خلق ہوئے ہیں ، میں اس درخت کی جڑ ہوں اور علیؑ تنا ہیں اور فاطمہؑ پیوند ہیں اور حسنؑ و حسینؑ اس کے پھل ہیں لہذا جو کوئی بھی اس درخت کی کسی شاخ سے مل جائے تو نجات پا جائے گا ، اور جو اس سے منحرف ہوگا وہ ضائع ہو جائے گا، اور اگر کوئی شخص صفا و مروءہ کے درمیان ہزار سال خدا کی عبادت کرے پھر ہزار سال تک پھر ہزار سال تک پھر بھی ہماری محبت نہ رکھتا ہو تو خداوند عالم اس کو الٹا کر کے جہنم میں ڈال دے گا پھر رسول خداؐ نے تلاوت فرمائی قل لا اسئلكم علیہ اجراً الا المودة فی القربی۔

تیسری روایت:

عن ام سلمیٰؓ قالت قال رسول اللہ ﷺ :

﴿لا یحبک الا مومن و لا یبغضک الا منافق او کافر﴾ (۱)

حضرت ام سلمیٰؓ فرماتی ہیں کہ رسول خداؐ نے حضرت علیؑ سے فرمایا:

تم سے مومن کے علاوہ کوئی محبت نہیں کر سکتا اور کافر یا منافق کے علاوہ کوئی بغض نہیں رکھ سکتا۔

(۱) مختصر تاریخ دمشق ج ۱ ص ۱۷۹ ۳۶۹ اسد الغابہ ج ۲ ص ۱۰۵ صحیح مسلم ج ۱ ص ۱۲۰۔

چوتھی روایت:

عن ابن عباسؓ قال قال رسول اللہؐ:

﴿انما رفع الله القطر عن بني اسرائيل بسوء رايهم في انبيائهم و
ان الله عزوجل يرفع القطر عن هذه الامة ببغضهم على بن ابي
طالب﴾ (۱).

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول خداؐ نے فرمایا:

خدا نے بنی اسرائیل سے ان کے اعمال کی وجہ سے کہ جو اپنے
انبیاء سے کرتے تھے پانی کا قطرہ بھی اٹھالیا تھا اور خداوند اس
امت سے بھی لوگوں کے علی بن ابی طالبؑ سے بغض کرنے کی
وجہ سے پانی کا قطرہ بھی اٹھالے گا۔

پانچویں روایت:

﴿عن جُمَيع بن عمير قال دخلت مع امّی علی عائشة فقالت
اخبريني كيف كان حب رسول الله لعلي فقالت عائشة كان
احب الناس الى رسول الله لقد رايته يوما ادخله تحت ثوبه و
فاطمه و حسنا و حسينا فقال اللهم هولاء اهل بيتي اللهم اذهب
عنهم الرجس و طهرهم تطهيراً قالت فذهبت لا دخل راسي

(۱) مختصر تاریخ دمشق ج ۱ ص ۳۶۹۔

فمنعني فقالت يا رسول الله أو لست من اهلك قال انك علي
خير انك علي خير ﴿١﴾.

جُمیع بن عمیر سے روایت ہے کہ ایک روز اپنی والدہ کے ہمراہ
حضرت عائشہ کے پاس گیا میری والدہ نے سوال پوچھا ہمیں
رسول خدا کی علی سے محبت کے بارے میں کچھ بتاؤ تو
حضرت عائشہ نے کہا ”رسول خدا کی نظر میں لوگوں کے
درمیان سب سے زیادہ محبوب علی تھے، ایک روز میں نے
دیکھا کہ علی پیامبر کی چارر میں حضرت کے ساتھ ہیں پھر
فاطمہ، حسن اور حسین بھی چادر میں چلے گئے پھر رسول
خدا نے فرمایا اے خدا یہ میرے اہل بیت ہیں اے خدا ان سے رجس
دور فرما اور پاک و پاکیزہ کرے جیسے پاک کرنے کا حق ہے“ پھر
حضرت عائشہ نے کہا ”میں نے بھی جاکر چادر میں اپنا سر
ڈالنا چاہا تو مجھے رسول خدا نے منع کر دیا میں نے پھر رسول
خدا سے سوال کیا رسول خدا آیا میں آپ کے اہل میں سے
نہیں ہوں“ جواب میں رسول خدا نے فرمایا ”تم اچھی جگہ
پر ہو تم اچھی جگہ پر ہو“۔

(۱) مختصر تاریخ دمشق ۷/۱ ص ۱۳۶۵ - سد الغابہ ج ۲/۴ ص ۱۱۰۔

چھٹی روایت:

عن ابن عباس قال قال رسول الله:

﴿حب علي بن ابي طالب ياكل السيّات كما تاكل النار الحطب﴾ (۱)

حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ رسول خداؐ نے فرمایا:

علی بن ابی طالب کی محبت برائیوں کو ایسے کھا جاتی ہے جسے آگ لکڑی کو کھا جاتی ہے

ساتویں روایت:

عن جابر قال قال رسول الله لعلي:

﴿من آذاك فقد آذاني و من آذاني فقد آذاني الله﴾ (۲)

حضرت جابر سے روایت ہے کہ رسول خداؐ نے علی بن ابی طالبؑ کے بارے میں فرمایا:

جو کوئی آپ کو اذیت پہنچائے گا وہ در حقیقت مجھے اذیت پہنچائے گا اور جو مجھے اذیت پہنچائے گا ایسا ہے کہ جیسے اللہ کو اذیت پہنچائے

(۱) مختصر تاریخ دمشق ج ۱ ص ۳۶۱۔

(۲) مختصر تاریخ دمشق ج ۱ ص ۳۵۲۔

آٹھویں روایت:

عن علی بن ابی طالب قال قال رسول اللہ ﷺ لفاطمہ :

﴿ان الله يغضب لغضبك و يرضى لرضاك﴾ (۱)

حضرت علی بن ابی طالب سے روایت ہے کہ رسول خداؐ نے حضرت فاطمہؑ کیلئے

فرمایا:

بے شک اللہ آپ کے غضب کرنے سے غضبناک ہوتا ہے اور آپ کے

راضی ہونے سے راضی ہوتا ہے۔

نویں روایت:

عن المسور بن مخرمہ قال قال رسول اللہ ﷺ :

﴿فاطمہ بضعة منی یوذنی ما آذاها فمن اغضبها اغضبنی﴾ (۲)

مسور بن مخرمہ سے روایت ہے کہ رسول خداؐ نے فرمایا:

فاطمہ میرے جگر کا ٹکڑا ہیں جس سے ان کو تکلیف پہنچے

گئی اس سے مجھے بھی تکلیف پہنچے گی جو کوئی ان کو

غضبناک کرے گا وہ مجھے غضبناک کرے گا

(۱) اسد الغابۃ ج ۷ ص ۲۲۴، الاصابۃ ج ۸ ص ۱۵۸۔

(۲) الاصابۃ ج ۸ ص ۱۵۸، یہ اعلام النبلاء ج ۲ ص ۱۱۹، ارشاد الساری ج ۸ ص ۲۷۹ ج ۲ ص ۳۷۶۔

صحیح مسلم ج ۸ ص ۲۳۹ ج ۱ ص ۳۷۱۔

دسویں روایت:

عن ابو ہریرہ قال قال رسول اللہؐ :

﴿من احبّ الحسن والحسين فقد احبّني و من ابغضهما فقد ابغضني﴾ (۱).

ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ رسول خداؐ نے فرمایا:

جو کوئی حسن اور حسین سے محبت کرے گا ایسا ہے کہ جیسے مجھ سے محبت کرے اور جو کوئی ان دونوں سے بغض رکھے گا ایسا ہے کہ اس نے مجھ سے بغض رکھا ہے۔

گیارہویں روایت

﴿عن عبد الله كان النبيؐ يصلي فاذا سجد و ثب الحسن والحسين على ظهره فاذا ارادوا ان يمنعوهما اشار اليهم ان دعوهما فلما صلى وضعها في حجره ثم قال من احبني فليحب هذين﴾ (۲).

رسول خداؐ نماز پڑھ رہے ہوتے اور جب سجدہ میں جاتے تو امام حسنؑ اور امام حسینؑ ان کی پشت پر سوار ہو جاتے اگر

(۱) ارشاد الساری ج ۸ ص ۲۶۴ ح ۷۴۷، مختصر تاریخ دمشق ج ۷ ص ۱۰۔

(۲) الاصابۃ ج ۲ ص ۱۲، مختصر تاریخ دمشق ج ۷ ص ۱۲۔

کوئی منع کرنا چاہتا تو اس کو روک دیتے تھے جب نماز سے فارغ ہو جاتے تو ان دونوں کو اپنی گود میں بیٹھا کر فرماتے جو مجھ سے محبت کرنا چاہتا ہے وہ ان دونوں سے محبت کرے

بارھویں روایت

عن بعلی بن مرۃ قال قال رسول اللہ :

﴿حسین منی و انا من حسین﴾ (۱)

بعلی بن مرۃ سے روایت ہے کہ رسول خداؐ نے فرمایا :

”حسین مجھ سے ہیں اور میں حسین سے ہوں“

تیرھویں روایت

یزید بن ابی زیاد سے روایت ہے کہ رسول خداؐ ایک روز حضرت عائشہ کے گھر سے نکلے جب حضرت فاطمہؓ کے گھر کے سامنے سے گزرنے لگے تو اندر سے حسین بن علی کے رونے کی آواز آرہی تھی تو آپؐ نے فرمایا :

﴿ألم تعلمی ان بکاؤہ یوذینی﴾ (۲)

آیا آپ نہیں جانتی کہ حسین کے رونے سے مجھے اذیت ہوتی ہے

(۱) اسد الغابہ ج ۲ ص ۲۰۔

(۲) سید اعلام النبلاء ج ۳ ص ۲۸۴، مختصر تاریخ دمشق ج ۷ ص ۱۲۵۔

حب و بغض اہل بیت علیہم السلام کے بارے میں بس اتنا ہی نقل کرتے ہیں آخر میں نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ اہل بیت سے محبت ایمان کا معیار اور ان سے بغض نفاق اور کفر کی علامت ہے۔

ولایت اہل بیت علیہم السلام

پہلی روایت:

عن عمار بن یاسر قال قال رسول اللہ:

﴿من آمن بی و صدقنی فلیتولّ علی بن ابی طالب فانّ ولایتہ

ولایتی و ولایتی ولایۃ اللہ﴾ (۱)

حضرت عمار بن یاسر سے روایت ہے کہ رسول خداؐ نے فرمایا:

جو کوئی مجھ پر ایمان لایا ہے اور میری تصدیق کی ہے وہ ولایت علی بن ابی طالب کو بھی

قبول کرے بیشک علیؑ کی ولایت میری ولایت ہے اور میری ولایت اللہ کی ولایت ہے۔

دوسری روایت:

کچھ لوگ حضرت علیؑ کی حضرت رسول خداؐ کی خدمت میں بدگوئی کرنا چاہ

رہے تھے تو آپؐ نے غضبناک ہو کر فرمایا۔

(۱) مختصر تاریخ دمشق ج ۱ ص ۳۶۰۔

﴿ما تريدون من عليّ عليّ مني و انا منه و هو ولي كل مومن
بعدي﴾ (۱).

تم لوگ علی سے کیا چاہتے ہو علی مجھ سے ہیں اور میں علی
سے ہوں اور وہ میرے بعد ہر مومن کے ولی ہیں

تیسری روایت:

قال رسول اللہ:

﴿اوصی من آمن بالله و صدقني بولاية علي بن ابي طالب و من
تولاه فقد تولاني و من تولاني فقد تولي الله و من احبه فقد احبني
و من احبني فقد احب الله عز وجل﴾ (۲).

میں وصیت کرتا ہوں کہ جو کوئی اللہ پر ایمان لائے، علی بن
ابی طالب کی ولایت کے ذریعے میری تصدیق کرے کیونکہ جو
ان کی ولایت کو مانے گا اس نے میری ولایت کو مانا ہے اور جو
میری ولایت کو قبول کرے گا ایسا ہے جیسے اس نے اللہ کی
ولایت کو قبول کیا ہے، اور جو کوئی علی سے محبت کرے گا
ایسا ہے کہ اس نے مجھ سے محبت کی ہے اور جو کوئی مجھ
سے محبت کرے گا ایسا ہے کہ اس نے اللہ سے محبت کی ہے

(۱) اسد الغابہ ج ۲ ص ۱۰۷، اکامل فی ضعفاء الرجال ج ۲ ص ۱۴۲۔

(۲) الاخبار الموفقیات ص ۳۱۲ ج ۱ ص ۱۷۱ تا ۱۷۲۔

چوتھی روایت:

﴿عن ابن عباس فانی سمعت رسول اللہؐ يقول و هو آخذ بيد علیؑ: هذا اول من آمن بی و اول من یصافحنی یوم القيامة و هو فاروق هذه الامة یفرق بین الحق و الباطل و هو یعسوب المومنین و المال یعسوب الظالمین و هو الصديق الاکبر و هو بابی الذی اوتی منه و هو خلیفتی من بعدی﴾ (۱).

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول خداؐ سے سنا ہے وہ ایک دن حضرت علیؑ کا ہاتھ تھام کر فرما رہے تھے: یہ پہلا شخص ہے جو مجھ پر ایمان لایا ہے اور یہلا آدمی ہوگا جو روز قیامت مجھ سے مصافحہ کرے گا، وہ اس امت کا فاروق ہے یعنی حق اور باطل میں فرق کرنے والا ہے، و ہر مومن کا بزرگ ہے اور مال ظالموں کا بزرگ ہے، یہ صدیق اکبر ہے اور یہ وہ دروازہ ہے جہاں سے عطا ہوتی ہے اور یہ میرے بعد خلیفہ ہوگا

پانچویں روایت:

عن حذیفة بن اسید قال قال رسول اللہؐ: ایها الناس ان اللہ

(۱) مختار تاریخ، مشق ج ۱، ص ۳۰۷۔

مولای و انا مولیٰ المومنین و انا اولیٰ بهم من انفسهم فمن کنت

مولاه فهذا علی مولاه اللهم و ال من والاه و عاد من عاداه (۱)

حذیغۃ سے روایت ہے کہ رسول خدا نے فرمایا اے لوگوں بے شک

اللہ میرا مولا ہے اور میں مومنین کا مولیٰ ہوں اور میں ان سے

زیادہ ان کی جانوں کا اختیار رکھتا ہوں پھر میں جس کا مولا

ہوں یہ علی اس کا مولا ہے اے خدا جو اس سے محبت کرے تو

بھی اس سے محبت کر اور جو اس سے دشمنی رکھے تو بھی

اس سے دشمنی رکھے

مناقب اہل بیت (علیہم السلام)

پہلی روایت:

عن جابر بن عبد اللہ قال قال رسول اللہ: انا مدینۃ العلم و علی

بابہا فمن اراد العلم فلیات باب المدینہ (۲)

حضرت جابر بن عبد اللہ سے روایت ہے کہ رسول خدا نے

فرمایا میں علم کا شہر ہوں اور علی اس کا دروازہ ہے لہذا جو

کوئی علم چاہتا ہے وہ دروازے سے آئے

(۱) اسد الغابۃ ج ۲ ص ۱۰۸، مختصر تاریخ دمشق ج ۱ ص ۵۳۔

(۲) اسد الغابۃ ج ۲ ص ۱۰۰، مختصر تاریخ دمشق ج ۱ ص ۱۷۔

دوسری روایت:

﴿عن ابی المرء قال قال رسول اللہ: من اراد ان ينظر الی آدم فی علمہ و الی نوح فی فہمہ و الی ابراہیم فی حلمہ و الی یحییٰ بن زکریا فی زہدہ و الی موسیٰ بن عمران فی بطشہ فلینظر الی علی ابن ابی طالب﴾ (۱)

ابی مرء سے روایت ہے کہ رسول خدا نے فرمایا: کوئی چاہتا ہے آدم کے علم کو دیکھے، نوح کی فہم کو دیکھے، ابراہیم کے حلم کو دیکھے، یحییٰ بن زکریا کی پرہیزگاری کو دیکھے اور موسیٰ بن عمران کی قدرت کو دیکھے تو علی بن ابی طالب کو دیکھ لے

تیسری روایت:

حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ ایک دن میں نے اپنے والد حضرت ابو بکر کو دیکھا مسلسل حضرت علیؑ کے چہرے کی طرف دیکھے جا رہے ہیں، میں نے پوچھا اتنا زیادہ علیؑ کی طرف کیوں دیکھ رہے ہیں تو انہوں نے کہا کہ میں نے رسول خداؐ سے سنا ہے کہ:

(۱) مختصر تاریخ دمشق ج ۱ ص ۳۷۸۔

النظر الى وجه علي عبادۃ (۱)

علیؑ کے چہرے کی طرف دیکھنا عبادت ہے

چوتھی روایت:

عن ابی لیلی قال قال رسول اللہؐ: الصديقون ثلاثة حبيب النجار مومن آل یاسین جز قیل مومن آل فرعون و علی بن ابی طالب و هو افضلهم (۲)

ابی لیلی سے روایت ہے کہ رسول خداؐ نے فرمایا ” صدیق تین ہیں حبیب آل یاسین کا مومن جز قیل آل فرعون کا مومن اور علی بن ابیطالبؑ اور یہ علیؑ سب سے افضل ہیں

پانچویں روایت:

عن جابر بن عبد اللہ قال قال رسول اللہؐ ثلاثة ما كفروا بالله فقط مومن آل یاسین و علی بن ابیطالب و آسية امرأة فرعون (۳). حضرت جابر بن عبد اللہؓ سے روایت ہے کہ رسول خداؐ نے فرمایا: تین لوگوں نے کبھی خدا سے کفر نہیں کیا ہے آل یاسین کا مومن، علی بن ابیطالبؑ اور فرعون کی بیوی آسیہؑ

(۱) مختصر تاریخ دمشق ج ۱۸ ص ۷۔

(۲) مختصر تاریخ دمشق ج ۱۸ ص ۸۷۔

(۳) مختصر تاریخ دمشق ج ۱۷ ص ۸۷۔

چھٹی روایت:

﴿عن ابن عباس قال اول من آمن برسول الله علي و من النساء خديجة﴾ (۱).

حضرت عبداللہ بن عباس سے روایت ہے کہ سب سے پہلے حضرت رسول پر علیؑ ایمان لائے اور عورتوں میں حضرت خدیجہؓ

ساتویں روایت:

﴿قال رسول الله: صلت الملائكة علي وعلى علي بن ابي طالب سبع سنين قالوا و لم ذاك يا رسول الله؟ قال لم يكن معي من الرجال غيره﴾ (۲).

رسول خدا نے فرمایا: ”ملائکہ مجھ پر اور علیؑ پر سات سال تک درود بھیجتے رہے“ لوگوں نے پوچھا ”کب رسول خدا آپؐ سے فرمایا“ جب میرے ساتھ مردوں میں علیؑ کے علاوہ کوئی نہ ہوتا تھا

(۱) اسد الغابۃ ج ۲ ص ۹۴، مختصر تاریخ دمشق ج ۱ ص ۳۰۵۔

(۲) اسد الغابۃ ج ۲ ص ۹۴، مختصر تاریخ دمشق ج ۱ ص ۳۰۵۔

آٹھویں روایت:

﴿عن ابن عباس قال قال رسول الله: افضل نساء اهل الجنة﴾

خديجة بنت خويلد و فاطمه بنت محمد و مریم و آسیہ ﴿(۱)﴾

حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ رسول خداؐ نے فرمایا: اہل

جنت کی خواتین میں سب سے افضل حضرت خدیجہؓ بنت

خوئلہ، حضرت فاطمہ بنت محمدؓ اور حضرت مریمؓ اور

حضرت آسیہؓ ہیں۔

نویں روایت:

﴿عن علیؓ قال: كان الحسن اشبه الناس برسول الله من وجهه﴾

الی سورتہ و كان الحسين اشبه الناس برسول الله ما اسفل من

ذلك ﴿(۲)﴾۔

حضرت علیؓ نے فرمایا حسنؓ لوگوں میں سب سے زیادہ

رسول خداؐ سے شبہات رکھتے تھے چہرے سے لیکر کمر تک اور

حسینؓ اس کے نیچے سے رسول خداؐ کے شبیہ تھے

(۱) ارشاد الساری ج ۸ ص ۲۷۹، سیر اعلام النبلاء ج ۲ ص ۱۲۶۔

(۲) سیر اعلام النبلاء ج ۳ ص ۲۵۰ و ۲۸۰، اسد الغابہ ج ۲ ص ۲۰، مختصر تاریخ دمشق ج ۷ ص ۹۔

دسویں روایت:

﴿عن علیؑ قال قال رسول اللہؐ: الحسن والحسین سید شباب اہل الجنة وابوہما خیر منہما﴾ (۱).

حضرت علیؑ سے روایت ہے کہ رسول خداؐ نے فرمایا حسنؑ اور حسینؑ جنت کے نوجوانوں کے سردار ہیں اور ان کے والد ان دونوں سے بہتر ہیں

گیارہویں روایت:

﴿عن ابوہریرہ قال: رايتُ النبیؐ یمص لعاب الحسن والحسین کما یمص الرجل التمرۃ﴾ (۲)

ابوہریرہ سے روایت ہے کہ میں نے دیکھا کہ رسول خداؐ لعاب حسنؑ اور حسینؑ کو ایسے چوس رہے تھے جیسے کوئی شخص کھجور کو چوستا ہو

بارہویں روایت:

﴿عن ابن ابی ابراہیم قال قال رسول اللہؐ الحسن والحسین ہما ریحانتای من الدنیا﴾ (۳)

(۱) سیر اعلام النبلاء ج ۳ ص ۲۵۱ و ۲۸۲، الاصابہ ج ۲ ص ۱۲، مختصر تاریخ دمشق ج ۷ ص ۱۴۔

(۲) مختصر تاریخ دمشق ج ۷ ص ۷ او ۱۲۴

(۳) اسد الغابہ ج ۲ ص ۲۰، ارشاد الساری ج ۸ ص ۲۶۸ ح ۵۳۷، سیر اعلام النبلاء ج ۳ ص ۲۸۱۔

ابن ابی ابراہیم سے روایت ہے کہ رسول خداؐ نے فرمایا حسنؑ اور حسینؑ یہ دونوں دنیا کے دو خوشبودار پھولوں میں سے ہیں۔

تیرھویں روایت:

سعید بن مسیب سے روایت ہے کہ حضرت عمرؓ پناہ مانگتے تھے اس وقت سے کہ جب مشکل پیش آجائے اور وہاں ابوالحسن علی بن ابی طالبؑ نہ ہوں (۱)۔

چودھویں روایت:

حضرت ام سلمہؓ سے روایت ہے کہ ایک دن میں نے کئی مرتبہ رسول خداؐ کو سوتے اور اٹھتے ہوئے دیکھا، پھر میں نے دیکھا کہ رسول خداؐ اٹھے اور ان کے ہاتھ میں ایک لال رنگ کی مٹی ہے، میں نے پوچھا یہ کونسی مٹی ہے تو آپؐ نے فرمایا ”مجھے جبرئیلؑ نے خبر دی ہے کہ یہ عراق کی سرزمین کی مٹی ہے جہاں حسینؑ قتل کر دیئے جائیں گے“ حاکم نیشاپوری فرماتے ہیں کہ یہ حدیث صحیح السند ہیں (۲)۔

پندرھویں روایت:

شب ہجرت پیامبرؐ جبکہ قریش کے لوگوں نے حضرتؐ کو شہید کرنا چاہا تو جبرئیلؑ نے آکر رسول خداؐ کو بتلایا کہ فوراً ہجرت کر جائیں۔

(۱) اسد الغابہ ج ۴ ص ۱۰۰۔

(۲) مستدرک علی النجاشی ج ۴ ص ۳۹۸۔

پھر رسول خداؐ نے حضرت علیؑ کو جو وصیتیں کرنی تھیں کیں، جو اہل مکہ کی امانتیں آپؐ کے پاس تھیں وہ حضرت علیؑ کو دیں اور جلد از جلد مدینہ آنے کو کہا اور فرمایا کہ آج کی رات تم میرے بستر پر سو جاؤ اور رسول خداؐ مدینہ کی جانب ہجرت فرما گئے۔

جب رسول خداؐ نے علی بن ابی طالبؑ کو اپنے بستر پر سلا دیا تو آسمان سے حضرت جبرائیلؑ اور حضرت میکائیلؑ آپؐ کی حفاظت کیلئے تشریف لائے حضرت جبرائیلؑ حضرت علیؑ کے سرہانے کھڑے ہو گئے اور حضرت میکائیلؑ علیؑ کے پانچتے، پھر حضرت جبرائیلؑ نے آواز لگائی بخ بخ اے علی بن ابی طالبؑ، کون تمہاری طرح کا ہو سکتا ہے پھر خداؐ نے حضرت پیامبرؐ پر علیؑ کی شان میں یہ آیت نازل فرمائی۔

﴿وَمِنَ النَّاسِ مَن يَشْتَرِي نَفْسَهُ ابْتِغَاءَ مَرْضَاتِ اللَّهِ﴾ (۱)

اور لوگوں میں سے کچھ ایسے بھی ہیں جو خدا کی خوشنودی

حاصل کرنے کیلئے اپنی جان بھی بیچ ڈالتے ہیں (۲)

سولہویں روایت:

عبداللہ بن بریدہ اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ جب خیبر کی جنگ کا موقع آیا تو رسول خداؐ نے حضرت ابو بکرؓ کو علم دے کر حملہ کرنے کیلئے بھیجا لیکن وہ ناکام ہو گئے پھر

(۱) سورہ بقرہ ۲۰۷۔

(۲) اسد الغابہ ج ۴ ص ۹۵ و ۱۰۴۔

حضرت عمر کو علم دیکر حملہ کرنے کیلئے بھیجا وہ بھی ناکام رہے پھر رسول خداؐ نے فرمایا ”میں کل ایک ایسے آدمی کو علم دوں گا کہ جو خیر کو فتح کئے بغیر پلٹ کر نہیں آئے گا اور جو اللہ کا دوست ہے اور اللہ بھی اسے دوست رکھتا ہے“ پھر رسول خداؐ نے صبح کی نماز پڑھ کر پہلے علم منگوایا اور پھر حضرت علیؑ کو بلوا بھیجا جبکہ حضرت علیؑ کی آنکھوں میں سوزش تھی پھر رسول خداؐ نے اپنے دست مبارک حضرت علیؑ کی آنکھوں پر پھیرا جس سے حضرت علیؑ کو فوراً شفا ہو گئی پھر علم تمہا کر جنگ کیلئے روانہ کیا اور فتح ہو گئی (۱)۔

فی الحال ہم ان ہی مناقب اہل بیت علیہم السلام کو بیان کرنے پر اکتفاء کرتے ہیں، ہم نے کوشش یہ کی ہے کہ ان فضائل کو بیان کیا جائے کہ جو متفق علیہ ہیں اگرچہ متفق علیہ مناقب اور بھی بہت ہیں لیکن ہم اسی پر اکتفاء کرتے ہیں للعاقل یحفی الاشارہ (عاقل کیلئے اشارہ ہی کافی ہے)۔

(۱) اسد الغابہ ج ۲ ص ۹۸، الاصابہ ج ۲ ص ۲۰۰، صحیح مسلم ج ۲ ص ۲۳، ارشاد الساری

ج ۸ ص ۲۲۷ ج ۱ ص ۲۰۱۔

شجرہ ملعونہ

﴿ارشاد ربّ العزت ہے: و ما جعلنا الرء يا التى أريناك الا فتنةً للناس والشجرة الملعونه فى القرآن و نخوفهم فما يزيدهم الا طغياناً كبيراً﴾ (۱)

اور ہم نے خواب تم کو دکھلادیا تھا تو بس اسے لوگوں کی آزمائش کا ذریعہ ٹھرایا تھا اور وہ درخت جس پر قرآن میں لعنت کی گئی ہے اور ہم باوجودیکہ ان لوگوں کو طرح طرح سے ڈراتے ہیں مگر ہمارا ڈرانا انکی سرکشی کو بڑھاتا ہی گیا۔ اس سے پہلے کہ باقاعدہ شجرہ ملعونہ کے بارے میں گفتگو کا آغاز کریں، مذکورہ روایات کا حوالہ دینا ضروری سمجھتے ہیں۔

روایات شان نزول الف:

﴿عن يعلى بن مره قال قال رسول الله: أريتُ بنى اميه على منابر الارض فانزل الله (ما جعلنا الرويا التى اريناك الا فتنةً للناس والشجرة الملعونه فى القرآن﴾ (آیہ)

یعلی بن مرہ سے روایت ہے کہ رسول خدا نے فرمایا مجھے دکھایا گیا کہ بنی امیہ منبروں پر ہیں پھر خدا نے یہ آیت نازل فرمائی الآیہ

(۱) سورہ اسراء، ۶۰۔

ب:

﴿عن حسين بن علي : اصبح رسول الله و هو مهموم فقيل
مالك يا رسول الله فقال انى اريت فى المنام كان بنى اميه
يتغارون منبرى هذا فانزل الله و ما جعلنا الرؤيا﴾ (آلایہ)

حضرت حسین بن علیؑ سے روایت ہے کہ ایک روز صبح کے
وقت رسول خدا اٹھے تو کچھ پریشان دکھائی دے رہے تھے
پوچھا گیا اے رسول خدا آپ کو کیا ہو گیا ہے ؟ جس پر رسول
خدا نے جواب دیا ” مجھے خواب میں دکھایا گیا ہے کہ بنی امیہ
میرے اس منبر کو غارت کر رہے ہیں پھر خداوند متعال نے یہ آیت
نازل فرمائی و ما جعلنا (الآیہ)“

ج:

﴿عن سعيد بن مسيب قال : رأى رسول الله بنى اميه على المنابر
فانزل الله و ما جعلنا﴾ (الآیہ)

سعید بن مسیب سے روایت ہے کہ رسول خدا نے بنی امیہ کو
اپنے منبروں پر دیکھا تو خداوند نے اس آیت کو نازل فرمایا و
ما جعلنا (الآیہ)

یہ بات تو ثابت ہو گئی کہ شجرہ ملعونہ سے مراد بنی امیہ ہیں کہ جو رسول خدا کے بعد

آپ کے منبروں پر بندروں کی طرح کو دیں گے (البتہ بندروں والی تعبیر خود روایات میں وارد ہوئی ہے کہ جو انشاء اللہ بنی حکم کے حالات میں ذکر ہوگی) اگرچہ کہ یہ روایات اس آیت کے ذیل میں بھی کئی مفسرین نے نقل کی ہے مگر ہم فقط انہیں تین روایات کو ذکر کر رہے ہیں کیونکہ بنی امیہ میں نبی حکم خود خود شامل ہیں لہذا الگ سے ذکر کرنے کو ضروری نہیں سمجھا۔

اگرچہ کہ بعض مفسرین نے اس آیت کو شجرہ زقوم پر حمل کرنے کی کوشش کی ہے، یہ بات قطعاً عقل میں نہیں آتی کہ خواب میں ایک چیز دکھائی گئی ہے اور اس کو شجرہ ملعونہ سے تعبیر کرنا اور پھر مورد لعن قرار دینا ہے، صرف خالی درخت پر لعن کیا معنی رکھتا ہے: بعض مفسرین نے یہ کھا ہے کیونکہ یہ آیات مکہ ہیں، لہذا رسول خدا کے پاس اس وقت منبر ہی نہیں تھا، یہ بات انتہائی مضحکہ خیز ہے یہ خدا اور قرآن کے علم کو اپنے علم سے مقایسہ کرتے ہیں جس رسول کو خدا نے قیامت اور آخرت تک کا علم عطا کیا ہے اس رسول کو اپنے چند سال بعد کا علم نہیں عطا کر سکتا، اس سے زیادہ ہم کچھ نہیں کہیں گے، بس یہی کافی ہے کہ قرآن میں بنی امیہ پر لعن وارد ہوتی ہے، تفصیل کے لئے مراجع کریں (۱)۔

- (۱) در النور ج ۵ ص ۳۰۹، ۳۱۰، روح المعانی ج ۱۵ ص ۱۰۷، تفسیر ابن ابی حاتم ج ۷ ص ۲۳۳۶، رقم ۱۳۳۲۳ و ۱۳۳۲۴، تاریخ طبری ج ۸ ص ۱۸۵، تفسیر قرطبی ج ۱۰ ص ۲۸۶، تفسیر طبری ج ۱۵ ص ۷۷، تفسیر شوکانی ج ۳ ص ۲۹۸، تفسیر اللباب ج ۱۲ ص ۳۲۲، تفسیر ابن کثیر ج ۳ ص ۵۲، تفسیر بیضاوی ج ۲ ص ۱۲۵۳، ضواء البیان ج ۳ ص ۶۰۳، تفسیر ماوردی ج ۳ ص ۲۵۳، تفسیر زاد المیر ج ۵ ص ۳۹۔

ابو سفیان صخر بن حرب القرشی :

اس کا نام و نسب ابو سفیان صخر بن حرب بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف ہے، یہ ان لوگوں میں سے تھا کہ جو آخری وقت تک اسلام نہیں لائے تھے، یہ فتح مکہ کے دن اسلام لایا تھا، لیکن کتب تاریخ میں اس کے اسلام کے بارے میں اختلاف ہے، کچھ لوگوں کا کہنا ہے کہ یہ مجبور ہو کر فتح مکہ کے دن اسلام لایا کہ جس کی جانب اصحاب پیامبرؐ کے تاریخی کلمات موجود ہیں کہ جن میں اس بات کی طرف اشارہ کیا گیا ہے، قرطبی نقل کرتے ہیں کہ ایک دن ابو سفیان حضرت عثمان کی خلافت کے زمانے میں ان کے پاس آیا اور کہنے لگا یہ جنت کیا ہے اور یہ دوزخ کیا ہے مجھے نہیں معلوم یہ سب کیا باتیں ہیں، جس پر حضرت عثمان نے اس سے کہا، میرے پاس سے چلے جاؤ، قرطبی کہتے ہیں کہ اسی طرح سے اور بھی بہت سی روایات ہیں کہ ہم جن کا ذکر نہیں کر رہے ہیں، جبکہ کتب روائی میں ذکر ہوئی ہیں (۱)۔

اس کی موت حضرت عثمان کے زمانہ میں ہوئی بعض ۳۱، ۳۲، ۳۳، ہجری بیان کرتے ہیں البتہ اختلاف ہے۔ یہ شجرہ خبیثہ کا پہلا رکن ہے کہ اسلام کے زمانہ میں ظاہر ہوا اگرچہ اس خاندان کی دشمنی خاندان رسالت ہاشمی سے پرانی چلی آرہی تھی لیکن کیونکہ ہماری توجہ

(۱) الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب ج ۲ ص ۲۴۱۔

مخصوص ان افراد کی جانب ہے کہ جنہوں نے اسلام کو بگاڑنے کی کوشش کی ہے اور آج صدر اسلام کے بزرگوں میں شمار کیا جاتا ہے، جناب رسول خداؐ سے اس کے بارے میں روایات نقل ہوئی ہیں۔

عبداللہ بن عمر، علی بن اقر سے روایت کرتے ہیں کہ ایک روز رسول خداؐ کی نظر ابوسفیان پر پڑی وہ سواری پر بیٹھا ہوا تھا جبکہ معاویہ اس کو چلا رہا تھا اور اس کا بھائی یزید بن ابوسفیان ساتھ چل رہا تھا تو رسول خداؐ نے ان کی جانب دیکھ کر فرمایا:

﴿اللهم العن القائد والسائق والراكب﴾ (۱)

خدا کی لعنت ہو چلانے والے پر ساتھ چلنے والے پر اور بیٹھے ہوئے پر۔

ایک دوسری جگہ نقل ہوتا ہے کہ ایک روز رسول خداؐ نے معاویہ بن ابوسفیان، یزید بن ابی سفیان اور ابوسفیان کو گدھے کے ساتھ آتے ہوئے دیکھا جبکہ ایک گدھے پر بیٹھا ہوا تھا ایک اس کو چلا رہا تھا اور تیسرا اس کے ساتھ چل رہا تھا، جن کو دیکھ رسول خداؐ نے فرمایا:

﴿لعن الله القائد والراكب والسائق﴾ (۲)

خدا کی لعنت ہو چلانے والے پر بیٹھے ہوئے پر اور ساتھ چلنے والے پر۔

(۱) وقعتہ صفین ص ۲۲۰۔

(۲) تاریخ طبری ج ۸ ص ۱۸۵۔

اسی بات کی جانب امام حسنؑ نے معاویہ سے خطاب کرتے ہوئے اشارہ کیا ہے کہ تو وہ ہے کہ جس پر رسول خداؐ نے لعنت فرمائی تھی (۱)۔

البتہ معاویہ کے بارے میں روایات نقل کرتے ہوئے بھی ان احادیث کا ذکر آئیگا۔ ایک اور جگہ پر البراء بن عازب روایت کرتے ہیں کہ ایک دن ابو سفیان معاویہ کے ساتھ رسول خداؐ کے پاس آیات تو آپؐ نے فرمایا:

﴿اللهم العن التابع والمتبوع، اللهم عليك بالاقيعس﴾ (۲)

خدا کی لعنت ہو تابع اور متبوع پر (آگے اور پیچھے چلنے والے) البراء کے بیٹے نے پوچھا قیعیس کون ہے تو انھوں نے جواب دیا کہ ”معاویہ“! البتہ میرے خیال میں اتنا ہی بیان کر دینا قارئین کیلئے کافی ہے اگرچہ کتب تاریخ میں ابو سفیان کے بارے میں بہت زیادہ تفصیلات سے بیان نہیں کیا گیا ہے، جبکہ بعض اور باتیں بھی ہیں کہ جن کو ہم معاویہ بن ابو سفیان کے حالات زندگی میں بیان کریں گے۔

معاویہ بن ابو سفیان

نسب تو ابو سفیان کے ذکر میں بیان ہو چکا ہے اگرچہ نسب بھی تاریخ کی کتابوں میں

(۱) جمہورۃ خطبۃ العرب ج ۲ ص ۲۲ رقم ۱۸، تذکرۃ الخواص ص ۱۱۵۔

(۲) وقعہ صفین ص ۲۱۸۔

ایک اختلافی مسئلہ ہے کیونکہ کئی جگہ پر معاویہ کو ابن ہند سے تعبیر کیا گیا ہے جبکہ کہیں معاویہ بن جماعہ (کئی لوگوں کا بیٹا معاویہ) کہہ کر بھی پکارا گیا ہے، جب معاویہ نے زیاد بن امیہ کو زیاد بن سمیہ کہہ کر خطاب کیا تو زیاد نے پلٹ کر کہا کہ اگر میں زیاد بن سمیہ ہو تو تم ابن جماعہ ہو۔

البتہ قارئین کے لئے یہ بیان کرتے چلیں کہ عربوں کے درمیان اگر کسی کی ماں کو کوئی بری نسبت دینی ہوتی تھی یا کسی کو کنایہ سے حرام زادہ کہنا ہوتا تھا تو اس کو اس کی ماں کے نام کے ساتھ خطاب کیا جاتا تھا تا کہ یہ ظاہر کیا جائے کہ اس کے باپ کا نام مجھول ہے۔

معاویہ کو تو اکثر لوگوں نے معاویہ ابن ہند کہہ کر پکارا ہے جس کی وجہ وہ تاریخی کردار ہے کہ جو اس ماں کا تھا۔

اصمعی اور کلبی معاویہ کے بارے میں امام حسنؑ کے اس جملہ کی توضیح کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ امامؑ نے کہا میں جانتا ہوں کہ تو کس کا بیٹا ہے۔ کیونکہ معاویہ کے بارے میں معروف ہے کہ وہ قریش کے چار آدمیوں میں سے کسی ایک کا بیٹا ہو سکتا ہے۔

(۲) مسافر بن ابی عمرو

(۱) عمارہ بن ولید بن مغیرہ مخزومی

(۴) ابوسفیان

(۳) عباس ابن عبد المطلب

عمارة بن ولید تو معلوم ہے کہ قریش کے خوبصورت جوانوں میں شمار کیا جاتا تھا، مسافر بن ابی عمرو کے بارے میں کلبی کا کہنا ہے کہ عام لوگوں کا کہنا ہے کہ معاویہ مسافر بن ابی عمرو کا بیٹا ہے کیونکہ وہ معاویہ کی ماں ہند سے بہت زیادہ محبت کرتا تھا جب ہند حاملہ ہوئی اور معاویہ اس کے پیٹ میں تھا تو مسافر اپنے کارنامہ کے ظاہر ہونے کے ڈر سے بھاگ کر الحیرۃ کے والی کے پاس چلا آیا اور اس کے پاس رہنے لگا، پھر ابوسفیان حیرۃ آیا اور مسافر سے ملاقات کی جبکہ اس وقت مسافر ہند کے عشق کی شدت کی وجہ سے بیمار ہو چکا تھا مسافر نے ابوسفیان سے پوچھا کہ آیا میرے مکہ سے آنے کے بعد تم نے ہند سے شادی کر لی ہے، جب ابوسفیان نے اسی خبر کی تائید کی تو مسافر ہند کے عشق کو لیکر اس دنیا سے رخصت ہو گیا۔

کلبی کا کہنا ہے کہ ”ہند ایک فاحشہ عورت تھی، اس کا رنگ سوڈان کے رہنے والوں کی طرح پکا ہوا کرتا تھا، اگر اس کے یہاں پیدا ہونے والی اولاد کالی ہوا کرتی تھی تو اس کو مار دیا جاتا تھا۔“

کلبی بیان کرتے ہیں کہ ”ایک دن معاویہ کی خلافت کے زمانے میں اس کے سامنے اسحاق بن طابہ اور یزید بن معاویہ کے درمیان بحث چل رہی تھی، یزید بن معاویہ نے اسحاق سے کہا کہ ”بے شک تمہارے لیے بہتر ہے کہ تم بنی کلب میں شامل ہو جاؤ کیونکہ وہ سارے جنتی ہیں (یزید کا اشارہ اس بات کی طرف تھا کہ اسحاق کی ماں کے بارے میں لوگ کہتے تھے کہ بنی کلب کے بعض لوگوں سے حاملہ ہوئی ہے) پھر اسحاق

نے یزید سے پلٹ کر کہا ”بے شک تمہارے لیے بھی بہتر ہے کہ تم بنی عباس میں شامل ہو جاؤ کہ جو سارے جنتی ہیں، یزید کو اسحاق کی بات سمجھ میں نہیں آئی لیکن معاویہ سمجھ گیا جب اسحاق چلا گیا تو معاویہ نے یزید سے کہا ”تم نتیجہ کو جانے بغیر کس طرح لوگوں کو گالیاں دیتے ہو“ یزید نے کہا ”میں اسحاق کو ذلیل کرنا چاہتا تھا“ معاویہ نے کہا ”وہ بھی یہی چاہتا تھا“ یزید نے پوچھا ”وہ کیسے“ معاویہ نے بتایا کہ ”تم نہیں جانتے کہ قریش کے کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ میں عباس بن عبدالمطلب کا بیٹا ہوں۔“

شعبی کہتے ہیں کہ رسول خداؐ نے فتح مکہ کے دن بھی ہند کے کردار کی طرف اشارہ فرمایا ہے، جب ہند رسول خداؐ کے پاس بیعت لینے آئی تو آپؐ نے فرمایا: ”اس شرط کے ساتھ بیعت لوں گا کہ پھر زنا نہیں کرو گی“ جس پر ہند نے جواب دیا کہ ”آیا آزاد عورت بھی زنا کر سکتی ہے“ رسول خداؐ تو جانتے تھے پھر آپؐ نے حضرت عمر کی جانب دیکھا تو وہ ہند کی اس بات پر مسکرا رہے تھے (۱)۔

زمخشری اپنی کتاب میں اس طرح بیان کرتے ہیں کہ ”معاویہ کے باپ ہونے کے بارے میں چار آدمیوں کے نام لیے جاتے ہیں مسافر بن ابی عمرو، عمارۃ بن ولید، عباس بن عبدالمطلب اور صباح (۲)۔“

(۱) تذکرۃ الخواص ص ۱۸۴۔

(۲) ربيع الابرار ج ۳ ص ۵۵۱۔

قارئین محترم اب آپ خود ہی سمجھ لیں کہ جس کی ابتداء ہی ایسی ہو تو دیکھتے ہیں کہ انتہا کیا ہو سکتی ہے؟ اگرچہ بل ہم اضل کی انتہا نہیں ہے۔

حضرت پیغمبرؐ کی زبان پر معاویہ کا ذکر :

۱۔ احمد بن حنبل، مسلم اور حاکم وغیرہ ابن عباس سے روایت کرتے ہیں کہ میں کسی کام میں مصروف تھا کہ تو رسول خداؐ نے مجھے بلایا اور فرمایا کہ جاؤ اور معاویہ کو بلا کر لاؤ۔ میں گیا تو مجھ سے کہا گیا کہ وہ کھانا کھا رہا ہے، میں رسول خداؐ کی خدمت میں آیا اور کہا کہ وہ کھانا کھا رہا ہے، رسول خداؐ نے دوبارہ فرمایا ”جاؤ اور اسے بلا کر لاؤ، پھر دوسری مرتبہ یہی کہا گیا کہ وہ کھانا کھا رہا ہے پھر رسول خداؐ نے مجھے تیسری بار بھیجا اور جب وہی جواب لیکر آیا تو آپؐ نے فرمایا ”لا اشبع الله بطنه“ (۱) ”خدا کبھی اس کے پیٹ کو نہ بھرے۔ اور پھر کبھی اس کا پیٹ نہیں بھرا۔

۲۔ جابر بن عبد اللہ فرماتے ہیں کہ ایک روز رسول خداؐ نے مجھ سے فرمایا ”اعاذك من امارۃ السفهاء“ (پناہ مانگو خدا سے سفہاء کی حکومتوں سے)۔ میں نے سوال کیا ”یہ سفہاء کی حکومت کونسی ہے؟“

(۱) صحیح مسلم ج ۵ ص ۵۲ ح ۲۶۰۴، تاریخ طبری ج ۸ ص ۱۸۶، انساب الاشراف ج ۵ ص ۱۳۵۔

رسول خداؐ نے فرمایا ”وہ امراء جو میرے بعد آئیں گے، میری اقتداء نہیں کریں گے میری سنت پر عمل نہیں کریں گے، جو ان لوگوں کے جھوٹے عمل کو سچ کھے گا اور ان کے ظلم میں مدد کرے گا وہ مجھ سے نہیں ہے اور نہ میں ان میں سے ہوں اور میرے پاس حوض پر بھی نہیں آسکے گا، اور جو کوئی ان کے جھوٹ کو سچ نہیں کہے گا اور ان کے ظلم کرنے میں مدد نہیں کرے گا۔ وہ مجھ سے ہے اور میں اس سے ہوں اور حوض پر میرے پاس آسے گا (۱)۔

۳۔ عبداللہ بن عمر، علی بن اقر سے روایت کرتے ہیں کہ ایک روز رسول خداؐ کی نظر ابو سفیان پر پڑی وہ سواری پر بیٹھا ہوا تھا جبکہ معاویہ اس کو چلا رہا تھا اور اس کا بھائی یزید بن ابوسفیان ساتھ چل رہا تھا تو رسول خداؐ نے ان کی جانب دیکھ کر فرمایا:

﴿اللهم العن القائد والسائق والراكب﴾ (۲)

خدا کی لعنت ہو چلانے والے پر، ساتھ چلنے والے پر اور بیٹھے ہوئے پر۔

اسی کی ہم مضمون روایت طبری (۳) میں نقل ہوئی ہے۔

(۱) مسند احمد ج ۳ ص ۳۲۱۔

(۲) وقعتہ صفین ص ۲۲۰۔

(۳) تاریخ طبری ج ۸ ص ۱۸۵۔

۴۔ ایک اور جگہ پر البراء بن عازب روایت کرتے ہیں کہ ایک دن ابو سفیان معاویہ کے ساتھ رسول خداؐ کے پاس آیا تو آپؐ نے فرمایا:

﴿اللهم العن التابع والمتبوع اللهم عليك بالاقيعس﴾ (۱)۔

خدا کی لعنت ہو تابع اور متبوع پر (آگے اور پیچھے چلنے والے) البراء کے بیٹے نے پوچھا (اقیعس کون ہے تو انھوں نے جواب دیا کہ ”معاویہ“۔

۵۔ رسول خداؐ نے فرمایا:

﴿يطلع من هذا الفج رجل من امتي يحشر على غير امتي﴾ (۲)۔

”اس دروازہ سے میری امت کا ایک آدمی ابھی آئے گا کہ جو قیامت کے دن کسی اور امت میں حساب کیا جائے گا“، پھر دیکھا تو وہاں سے معاویہ چلا آ رہا تھا

۶۔ رسول خداؐ نے فرمایا:

﴿ان معاويه في تابوت من نار في اسفل درك منها ينادي يا حنان

يا منان الان وقد عصيت قبل و كنت من المفسدين﴾ (۳)۔

(۱) وقعتہ صفین ص ۲۱۸۔

(۲) تاریخ طبری ج ۸ ص ۱۸۶، انساب الاشراف ج ۵ ص ۱۳۴، کتاب صفین میں ”علی غیر سنتی“ نقل ہوا ہے ”کسی اور سنت پر عمل کرنے والا“۔

(۳) تاریخ طبری ج ۸ ص ۱۸۶، لسان المیزان ج ۱ ص ۲۸۶ رقم ۶۰۸۔

بے شک معاویہ جہنم کے آخری درجہ میں آگ کے تابوت میں ہوگا اور وہاں سے آواز لگاریا ہوگا یا حنّان یا منّان اور میں نے گناہ کیا ہے اور میں زمین پر فساد پھیلانے والوں میں سے تھا

۷۔ رسول خداؐ نے فرمایا:

﴿اذا بلغت بنو امیہ اربعین اتخذوا عباد اللہ خولاً مال اللہ نحلاً و کتاب اللہ دغلاً﴾ (۱)۔

جب بنو امیہ کو چالیس سال ہو جائیں (چالیس ہجری لگ جائے) خدا کے بندوں پر وہم و گمان طاری ہو جائے گا، خدا کے مال کا صفایا ہوگا اور خدا کی کتاب میں شک و شبہ پیدا ہو جائے گا۔

۸۔ رسول خداؐ نے فرمایا:

﴿ویل لبنی امیہ ثلاث مرات﴾ (۲)۔

”لعنت ہو بنی امیہ پر“ تین مرتبہ فرمایا

(۱) مستدرک الحاکم ج ۴ ص ۷۹، کنز العمال ج ۱۱ ص ۱۶۵ ح ۳۱۰۵۸۔

(۲) کنز العمال ج ۱۱ ص ۳۶۳ ح ۳۱۷۵۰۔

۹۔ عبد اللہ بن عمر کہتے ہیں کہ رسول خداؐ نے فرمایا:

﴿يَمُوتُ مَعَاوِيَةُ عَلَى غَيْرِ الْإِسْلَامِ﴾ (۱)

معاویہ کی موت اسلام پر نہیں ہوگی (بلکہ کافر ہو کر مرے گا)

۱۰۔ جابر بن عبد اللہؓ کہتے ہیں کہ رسول خداؐ نے فرمایا:

﴿يَمُوتُ مَعَاوِيَةُ عَلَى غَيْرِ مِلَّتِي﴾ (۲)

معاویہ مرتے وقت میری امت کے مسلمانوں میں نہیں شمار کیا

جائے گا۔

۱۱۔ ایک مرتبہ انصار میں سے ایک شخص معاویہ کو قتل کرنا چاہتا تھا لوگوں نے اس سے کہا حضرت عمر کے زمانے میں تلوار نہیں چل سکتی ہے۔

تم پہلے ان کو کو لکھ کر پوچھ لو، اس نے کہا کہ میں نے سنا ہے کہ رسول خداؐ فرماتے تھے۔

﴿إِذَا رَأَيْتُمْ مَعَاوِيَةَ يَخْطُبُ عَلَى الْأَعْوَادِ فَاقْتُلُوهُ﴾ (۳)

جب تم لوگ معاویہ کو لکڑیوں (منبر) پر خطبہ دیتے ہوئے

دیکھو تو اسے قتل کردو

(۱) دفعۃ صفین ص ۲۱۷، طبری ج ۸ ص ۱۸۶۔

(۲) دفعۃ صفین ص ۲۱۷، طبری ج ۸ ص ۱۸۶۔

(۳) انساب الاشراف ج ۵ ص ۱۳۶۔

لوگوں نے کہا کہ ہم نے بھی سنا ہے لیکن ہم نے بھی ایسا نہیں کیا مگر یہ کہ پہلے حضرت عمر سے پوچھ لیں، پھر ہم نے حضرت عمر کو لکھ بھیجا، پھر ہمیں کوئی جواب موصول نہ ہوا یہاں تک کہ ان کا انتقال ہو گیا۔

۱۲۔ بہت معروف روایت ہے کہ جو چار مختلف واسطوں سے نقل ہوئی ہے۔
رسول خداؐ نے فرمایا :

﴿اِذَا رَأَيْتُمْ مَعَاوِيَةَ عَلَى مَنبَرٍ فَاقْتُلُوهُ﴾ (۱)

جب کبھی معاویہ کو میرے منبر پر دیکھو اس کو قتل کر دو

جن مختلف واسطوں سے نقل ہوئی ہے وہ مندرجہ ذیل ہیں :

(۱) الکامل فی ضعفاء الرجال ج ۲ ص ۱۴۶ رقم ۳۴۳۔

(۲) انساب الاشراف ج ۵ ص ۱۳۶۔

(۳) وقعتہ صفین ص ۲۱۶ اور ۲۲۱، تاریخ طبری ج ۸ ص ۱۸۶۔

(۴) تہذیب التہذیب ج ۵ ص ۹۶۔

لہذا اس کی سند میں بحث کرنا بلا فائدہ ہے اگرچہ کہ مجہن بنی امیہ نے اس کی سند کو ضعیف کرنے کی بہت کوشش کی ہے۔

(۱) الکامل فی ضعفاء الرجال ج ۲ ص ۱۴۶ رقم ۳۴۳۔

۱۳۔ زید بن ارقم کہتے ہیں کہ رسول خداؐ نے فرمایا:

﴿اذا رايتم معاوية و عمرو بن عاص مجتمعين ففرقوا بينهما

فانهما لن يجتمعا على خير﴾ (۱)

جب بھی معاویہ اور عمرو بن عاص کو ایک ساتھ دیکھو تو

فوراً ان کو ایک دوسرے سے الگ کر دو کیونکہ یہ لوگ کبھی

کسی اچھی بات پر جمع نہیں ہوتے۔

۱۴۔ رسول خداؐ نے فرمایا:

﴿شر خلق الله خمسة: (۱ ابليس)، (۲ ابن آدم الذي قتل اخاه)

(۳ فرعون ذوالاوتاد)، (۴ رجل من بني اسرائيل ردّهم عن دينهم

(۵ رجل من هذه الامة يبايع على كفره عند باب لدّ)﴾ (۲)

خلق خدا میں سے پانچ شر ہیں: ابلیس، حضرت آدمؑ کا وہ

بیٹا کر جس نے اپنے بھائی کو قتل کیا تھا، فرعون، اور وہ آدمی

کہ جس نے بنی اسرائیل کو ان کے دین سے ہٹا دیا تھا اور میری

امت کا وہ آدمی کہ جو اپنے کفر پر باب لد پر بیعت لے گا

(لد: بیت المقدس کے نواح میں ایک بستی کا نام ہے)۔

(۱) وقعتہ صفین ص ۲۱۸۔

(۲) وقعتہ صفین ص ۲۱۷۔

راوی نے جب معاویہ کو باب لد پر بیعت لیتے دیکھا تو رسول خدا کا قول یاد آیا اور وہ علی بن ابی طالب کے ساتھ جا کر شامل ہو گیا۔

۱۵۔ سالم بن ابی جعد سے روایت ہے کہ رسول خدا نے فرمایا:

﴿معاویہ فی تابوت مقفل علیہ فی جہنم﴾ (۱)

معاویہ جہنم میں ایک ایسے تابوت میں ہوگا کہ جس پر تالا لگا ہوا ہوگا۔

حضرت علی علیہ السلام کی زبان پر معاویہ کا ذکر:

۱۔ حضرت علی علیہ السلام فرماتے ہیں:

﴿لکل امة آفة و آفة هذه الامة بنو امیة﴾ (۲)

ہر امت کیلئے کوئی نہ کوئی آفت ہوتی ہے اور اس امت (امت مسلمہ) کیلئے آفت بنو امیہ ہے۔

۲۔ حضرت علی علیہ السلام کا صفین میں خطاب:

”میں نے رسول خداؐ سے کچھ عہد کیا ہے اور میں اس سے پیچھے نہیں ہٹ سکتا، اور یہاں تمہارا دشمن آچکا ہے، تم لوگ جانتے ہو کہ ان کا سردار منافق بن منافق ہے، اپنے

(۱) انساب الاشراف ج ۵ / ص ۱۳۶۔

(۲) کنز العمال ج ۱۱ / ص ۳۶۲ ح ۵۵۵۳۱۔

ساتھیوں کو جہنم کی طرف دعوت دے رہا ہے اور یہاں تمہارے نبی کا چچا زاد بھائی
تمہارے ساتھ ہے اور تم اس کو اچھی طرح جانتے ہو مجھ سے پہلے رسول خداؐ کے پیچھے
کسی نے نماز نہیں پڑھی میں اہل بدر میں سے ہوں معاویہ ہمارا آزاد کیا ہوا ابن آزاد کیا
ہوا ہے خدا کی قسم ہم حق پر ہیں اور وہ باطل پر..... (۱)۔

۳۔ حضرت علیؑ کا محمد بن ابی بکرؓ اور اہل مصر کے نام خط۔

﴿اَيَاكُمْ وَ دَعْوَةَ الْكُذَّابِ ابْنِ هَنْدٍ، تَامَلُوا وَ اعْلَمُوا اِنَّهُ لَا سِوَاءِ

امام الہدی و امام الردی و وصی النبی و عدو النبی﴾ (۲)

بجو ہند کے جھوٹے بیٹے کی دعوت سے سوچو اور سمجھو کہ

کبھی امام ہدایت اور امام ضلالت اور نبیؐ کا وصی اور نبیؐ

کا دشمن ہرگز برابر نہیں ہو سکتے

۴۔ حضرت علیؑ علیہ السلام نے ایک اور مقام پر محمد بن ابی بکرؓ کے نام خط میں لکھا:

﴿الفاجر بن الفاجر معاویة والفاجر بن کافر عمرو عاص﴾ (۳)

فاجر کا بیٹا فاجر معاویہ ہے اور کافر کا بیٹا فاجر عمرو

عاص ہے

(۱) وقعتہ صفین ص ۳۱۴، جمہرۃ خطب العرب ج ۱ ص ۳۵۳، شرح نہج البلاغہ لابن حدید ج ۵ ص ۲۴۸۔

(۲) شرح نہج البلاغہ لابن حدید ج ۶ ص ۷۱۔

(۳) تاریخ طبری ج ۴ ص ۷۷۔

۵۔ حضرت علیہ السلام نے زیاد کے نام خط میں فرمایا:

﴿ان معاویہ کا لشيطان الرجيم ياتي المرء من بين يديه و من خلفه
وعن يمينه وعن شماله فاحذره ثم احذره ثم احذره
والسلام﴾ (۱)

یہ شک معاویہ شیطان رجیم کی طرح ہے انسانوں کے آگے سے
آتا ہے ان کے پیچھے سے آتا ہے دائیں سے آتا ہے بائیں سے آتا ہے
اس سے بچو پھر اس سے بچو پھر اس سے بچو والسلام (یعنی
ہر طرف سے انسان کو گھیر کر گمراہ کرتا ہے)۔

۶۔ جب جنگ صفین میں شامیوں نے قرآن کو نیزوں پر اٹھالیا تو حضرت علیؑ نے ان
کو خطاب کر کے فرمایا:

اے خدا کے بندوں میں اس بات کا زیادہ مستحق ہوں کہ قرآن کو سمجھتا ہوں لیکن
معاویہ، عمرو عاص، ابن ابی معیط، حبیب بن مسلمہ اور ابن ابی سرج کا نہ کوئی دین سے
واسطہ ہے اور نہ قرآن سے، میں ان کو تم سے زیادہ جانتا ہوں ان کی صحبت میں بچے اور
بڑے ہوتے ہیں اور وہ بدترین بچے اور بڑے ہوتے ہیں یہ قرآن جو کہ حق ہے یہ لوگ
اس کے ذریعہ باطل تک پہنچنا چاہتے ہیں (۲)۔

(۱) شرح نہج البلاغہ لابن حدید ج ۱ ص ۱۸۲۔

(۲) وقعتہ صفین ص ۳۸۹۔

حضرت عائشہ کی معاویہ بن ہند کے بارے میں رائے :

اسود بن یزید نے حضرت عائشہ سے کہا کہ : ”آیا آپ کو تعجب نہیں ہے کہ آزاد کیے گئے لوگوں کا بیٹا اصحاب رسولؐ کے ساتھ خلافت کے مسئلہ پر لڑ رہا ہے“ حضرت عائشہ نے جواب میں فرمایا :

”اس میں تعجب کی کیا بات ہے ، وہ سلطان ہے اللہ نے اسے اچھا اور برا دونوں راستہ دکھلا دیا ہے ، آخر فرعون بھی تو اہل مصر پر چار سو سال تک حکومت کرتا رہا تھا ، اسی طرح اور بھی کفار میں سے بہت سے لوگوں نے حکومت کی ہے“ (۱)۔

حضرت عائشہ کا معاویہ کو فرعون اور کفار سے تشبیہ دینا دراصل اس بات کی جانب اشارہ ہے کہ جو قرآن میں ارشاد ہوا ہے ،

﴿وَمَا أَمْرُ فِرْعَوْنَ بِرَشِيدٍ يَقْدُمُ قَوْمَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَأَوْرَدَهُمُ النَّارَ وَبِئْسَ الْوَرْدُ الْمَوْرُودُ وَاتَّبِعُوا فِي هَذِهِ لَعْنَةً وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ بئسَ الْمَرْفُودُ﴾ (۲)۔

و حالانکہ فرعون کا حکم کچھ سوچا ہوا نہ تھا قیامت کے دن وہ اپنی قوم کے آگے چلے گا اور ان کو دوزخ میں جا کر جھونک دے گا اور یہ لوگ کس قدر بُرے گھاٹ اتارے گئے اور اس دنیا میں بھی لعنت انکے پیچھے لگادی اور قیامت کے دن بھی لگی رہے گی کیا بُرا انعام ہے جو انہیں ملا“

(۱) البدایہ والنہایہ ج ۸ / ص ۱۳۴ ، مختصر تاریخ دمشق ج ۲ / ص ۲۵۲۔

(۲) سورۃ ہود (۹۹، ۹۷)۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ کا صفین میں خطاب

”بے شک جگر کھانے والی عورت کا بیٹا (معاویہ بن ہند) اہل شام کو علی ابن ابیطالبؓ کے خلاف ورغلا کر لے آیا ہے، وہ علیؓ کہ جو رسول خداؐ کا چچا زاد بھائی اور ان کا ہمراہ ہے جس نے سب سے پہلے رسول خداؐ کے پیچھے نماز پڑھی، بدر میں رسولؐ کے ساتھ تھا، اس کی ہر چیز اور بات میں فضیلت ہے، جبکہ معاویہ اور ابوسفیان مشرک اور بت پرستی کرتے تھے“ یہاں تک کہ فرمانے لگے :

”جس علیؓ کے ساتھ جنگ کر رہے ہو وہ کہتا ہے کہ خدا اور اس کے رسولؐ سچے ہیں جبکہ معاویہ اور ابوسفیان کہتے ہیں کہ خدا اور اس کے رسولؐ جھوٹے ہیں.....“ (۱)۔

قیس کا خط معاویہ کے نام

﴿یا وثن بن وثن تکتب الی تدعونی الی مفارفة علی بن ابی طالب
والدخول فی طاعتک.....﴾

”اے بت پرست کے بت پرست بیٹے، تو نے مجھے علی بن ابیطالبؓ سے الگ ہونے اور تیری اطاعت کرنے کیلئے خط لکھا ہے اور مجھے میرے اصحاب سے جدا کرنے کی دھمکی دی ہے اور یہ کہ لوگ تیری جانب آرہے ہیں

(۱) وقعتہ صفین ص ۳۱۸، شرح نہج البلاغہ ابن حدید ج ۵ ص ۲۵۱۔

اس خدا کی قسم کہ جو وحدہ لا شریک ہے اگر علیؑ کیلئے میرے علاوہ کوئی بھی باقی نہ رہے میں پھر بھی تیرے سامنے نہیں جھکوں گا اور تجھ سے جنگ کرونگا اور تیری اطاعت میں نہیں آؤنگا جبکہ تو علی بن ابی طالبؑ کا دشمن ہے میں خدا کے ولی کو چھوڑ کر خدا کے دشمن کو اختیار نہیں کرونگا اور نہ ہی شیطان کی فوج کو اللہ کی فوج پر ترجیح دونگا والسلام (۱)

ایک اور مقام پر قیس کا معاویہ کے نام خط لکھنا ملتا ہے کہ :

﴿ اما بعد فانما انت وثن بن وثن دخلت فی الاسلام کرھا و
خرجت منه طوعاً... ﴾ الخ

بے شک تو بت پرست کا بت پرست بیٹا ہے، تو مجبوری کی حالت میں اسلام میں داخل ہوا ہے، اور اپنی مرضی سے اسلام سے خارج ہوا۔ تیرا ایمان کسی موقع پر بھی ظاہر نہیں ہوا ہے اور تیرا نفاق کوئی نئی چیز نہیں ہے ہاں میرے باپ نے تیرا مارا تھا اور نشانہ پر بھی لگا تھا اور اس نے اپنے پیچھے والے کو پلٹ کر نہیں دیکھا تھا اور کوئی بھی اس کی جنگ کی غبار کو چیر

(۱) التاج فی اخلاق الملوک ص ۱۱۴۔

کر اس تک نہیں پہنچ سکا تھا اور ہم اس دین کے انصار میں
سے ہیں جس سے تو نکل چکا ہے اور جس دین میں تو شامل
ہوا ہے اس کے دشمن ہیں والسلام (۱)

حافظ ابن کثیر کی بنو امیہ کی بادشاہت کے بارے میں رائے

سنت بھی یہی ہے کہ ان کے خلیفہ کو بادشاہ کھا جائے کیونکہ نبیؐ نے پیشگوئی فرمائی
تھی میرے بعد خلافت ۴۰ سال تک رہے گی پھر بادشاہت شروع ہو جائے گی اور یہ
مدت ربیع الاول ۴۱ھ میں ختم ہو گئی جبکہ حضرت امام حسنؑ معاویہ کے ساتھ صلح کرنے
پر مجبور ہو گئے تھے (۲)۔

معاویہ کے پوتے معاویہ بن یزید بن معاویہ کا بیان :

جب یزید کے مرنے کے بعد اس کا بیٹا معاویہ بن یزید بن معاویہ منبر پر آیا تو اہل شام
سے خطاب کرتے ہوئے کہنے لگا ”یہ خلافت خدا کی رسی ہے میرے دادا (معاویہ) نے
اسی کے اہل کے ساتھ جنگ کی اور کون اس کا علی بن ابی طالبؑ کے علاوہ مستحق ہو سکتا
تھا اور تم پر معاویہ اس طرح سوار ہو گیا اور تمہیں خبر بھی نہیں ہوئی یہاں تک کہ اس کو

(۱) مروج الذہب ج ۳ ص ۲۵، مناقب خوارزمی ص ۲۵۸ ج ۲۴۰۔

(۲) البدایہ والنہایہ ج ۸ ص ۱۷۔

موت آگئی اور اس نے اپنی قبر کو گناہوں سے بھر لیا، پھر اس کے بعد میرے باپ نے بھی اس کی تقلید کی اور وہ بھی اس منصب کا اہل نہیں تھا اور اس نے نواسہ رسولؐ سے جنگ کی لہذا اس کی عمر چھوٹی ہو گئی اور وہ بھی جلد ہی مر گیا اور اس کی قبر بھی گناہوں سے بھر گئی“ اور پھر معاویہ بن یزید رونے لگا (۱)۔

عبداللہ بن عمر کی معاویہ کے بارے میں رائے

﴿ان معاویہ فی تابوت فی الدرك الاسفل من النار و لو لا کلمة فرعون، انا ربکم الا علی، ما کان احدٌ اسفل من معاویہ﴾ (۲)۔
 بے شک معاویہ جہنم کے نچلے درجہ پر آگ کے تابوت میں ہوگا
 اگر فرعون یہ نہ کہتا کہ میں سب سے بڑا خدا ہوں، کوئی بھی
 معاویہ سے زیادہ جہنم میں نیچے نہ ہوتا

(۱) صواعق الحرقۃ ص ۲۲۴۔

(۲) وقعتہ صفین ص ۲۱۷۔

معاویہ کے کارنامے

سمرہ بن جندب معاویہ کے حواریوں میں سے ایک ہے حسب توفیق اس نے اپنی قدرت میں رہتے ہوئے بہت ظلم کیئے جب معاویہ نے زیاد بن ابی سفیان کو کوفہ اور بصرہ کا گورنر مقرر کیا تو زیاد چھ مہینے بصرہ میں اور چھ مہینے کوفہ میں رہتا تھا، بصرہ میں اس کی عدم موجودگی میں سمرہ بن جندب گورنری کے فرائض انجام دیتا تھا، سمرہ کھلے ہاتھوں سے قتل و غارت کیا کرتا تھا کہ جس کا معاویہ کو علم بھی تھا بلکہ بعض امور میں حکم بھی دیا کرتا تھا (۱)۔

اسی سمرہ بن جندب کو معاویہ نے بیت المال سے چار لاکھ درہم اس واسطے دیئے کہ وہ اہل شام کیلئے خطبہ دے کہ آیت شریفہ :

﴿وَمِنَ النَّاسِ مَن يَعْجَبُ قَوْلَهُ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَ يَشْهَدُ اللَّهُ عَلَىٰ فِئَةٍ قَلِيلَةٍ وَ هُوَ الدَّالُّ الْخَصَامُ وَ إِذَا تَوَلَّىٰ سَعَىٰ فِي الْأَرْضِ لِيُفْسِدَ فِيهَا وَ يُهْلِكَ الْحَرْثَ وَ النَّسْلَ وَ اللَّهُ لَا يَحِبُّ الْفُسَادَ﴾ (۲)۔

﴿اے رسول﴾ بعض لوگ منافقین سے ایسے بھی ہیں (جنکی چکنی چپڑی باتیں اس زرا سی زندگی میں تمہیں بہت بھاتی ہیں اور وہ اپنی دلی محبت پر خدا کو گواہ مقرر کرتے ہیں حالانکہ وہ تمہارے دشمنوں میں سب سے زیادہ جھگڑا لو ہے اور جب حاکم بنا تو ادھر ادھر دوڑ دھوپ کرنے لگا تا کہ ملک میں فساد پھیلائے اور زراعت اور مویشی کا ستیا ناس کرے اور خدا فساد کو اچھا نہیں سمجھتا“

امیر المومنینؑ علی بن ابی طالبؑ کی شان میں نازل ہوئی ہے اور یہ آیت شریفہ :

﴿وَمِنَ النَّاسِ مَن يَشْتَرِي نَفْسَهُ ابْتِغَاءَ مَرْضَاتِ اللَّهِ﴾ (۱)۔

”اور لوگوں میں سے کچھ ایسے ہیں جو خدا کی خوشنودی

حاصل کرنے کی غرض سے اپنی جان تک بیچ ڈالتے ہیں“

ابن ملجم یعنی قاتل علی بن ابی طالبؑ کی شان میں نازل ہوئی ہے (۲)۔

البتہ خاندان اہل بیتؑ کے خلاف بنی امیہ کی یہ سازشیں تاریخ کے صفحات پر

کثرت سے پائی جاتی ہیں اور بہت سے کارنامہ اپنی سیاہی سمیت موجود ہیں۔

گورنروں کو کھلی چھوٹ

معاویہ نے اپنے گورنروں کو قانون سے بالاتر قرار دیا اور ان کی زیادتیوں پر شریعت

کے مطابق کارروائی کرنے سے صاف انکار کر دیا، انکا گورنر عبداللہ بن عمرو بن غیلان ایک

مرتبہ بصرے میں منبر پر خطبہ دے رہا تھا ایک شخص نے دوران خطبہ میں اس کو کنکر

مار دیا اس پر عبداللہ نے اس شخص کو گرفتار کر کے اس کے ہاتھ کٹوا دیئے حالانکہ شرعی

قانون کی رو سے یہ ایسا جرم نہ تھا جس پر کسی کا ہاتھ کٹوا دیا جائے، معاویہ کے پاس

(۱) سورہ بقرہ ۲۰۷۔

(۲) شرح نہج البلاغہ لابن حدید ج ۱ ص ۷۷۔

استغاثہ کیا گیا تو اس نے کہا کہ ہاتھ کی دیت تو بیت المال سے ادا کر دوں گا مگر میرے عمال سے قصاص لینے کی کوئی سبیل نہیں (۱)۔

زیادہ کو جب معاویہ نے بصرے کے ساتھ کوفہ کا بھی گورنر مقرر کیا اور وہ ایک مرتبہ خطبہ دینے کیلئے کوفہ کی جامع مسجد کے منبر پر کھڑا ہوا تو کچھ لوگوں نے اس پر کنکر پھینکے اس نے فوراً مسجد کے دروازے بند کر دیئے اور کنکر پھینکنے والے تمام لوگوں کو جن کی تعداد ۳۰ سے ۸۰ تک بیان کی جاتی ہے گرفتار کرا کے اسی وقت ان کے ہاتھ کٹوا دیئے (۲)۔

نہ کوئی مقدمہ ان پر چلایا گیا اور نہ کسی عدالت میں پیشی ہوئی نہ کوئی باقاعدہ قانونی شہادت ان کے خلاف پیش ہوئی، گورنر نے محض اپنے انتقامی حکم سے اتنے لوگوں کو قطعید کی سزا دے ڈالی جس کے لیے قطعاً کوئی شرعی جواز نہ تھا، مگر دربار خلافت سے اس کا بھی کوئی نوٹس نہ لیا گیا۔

اس سے بڑھ کر ظالمانہ افعال بسر بن ارطاة نے کیئے جسے معاویہ نے پہلے حجاز و یمن کو حضرت علی بن ابی طالبؓ کے قبضہ سے نکالنے کے لیے بھیجا تھا اور پھر ہمدان پر قبضہ کرنے کیلئے مامور کیا تھا اس شخص نے یمن میں حضرت علیؓ کے گورنر عبید اللہ بن عباس

(۱) — اکمل ابن اثیر ج ۳ ص ۲۴۸، بدایہ و نہایہ ج ۸ ص ۷۱۔

(۲) — تاریخ طبری ج ۴ ص ۷۵، اکمل ج ۳ ص ۳۰۶۔

کے دو چھوٹے چھوٹے بچوں کو قتل کر دیا، ان کے بچوں کی ماں اس صدمہ سے دیوانی ہو گئی، بنی کنانہ کی ایک عورت یہ ظلم دیکھ رہی تھی چیخ اٹھی کہ ”مردوں کو تم نے قتل کر دیا اب ان بچوں کو کس لیے قتل کر رہے ہو؟ بچے تو جاہلیت میں بھی نہیں مارے جاتے تھے اے ارطاة کے بیٹے جو حکومت بچوں اور بوڑھوں کے قتل اور بے رحمی اور برادر کشی کے بغیر قائم نہ ہو سکتی ہو اس سے بُری کوئی حکومت نہیں ہے (۱)۔

اس کے بعد اسی ظالم شخص کو معاویہ نے ہمدان پر حملہ کرنے کیلئے بھیجا جو اس وقت حضرت علیؑ کے قبضہ میں تھا وہاں اس نے دوسری زیادتیوں کے ساتھ ایک ظلم عظیم یہ کیا کہ جنگ میں جو مسلمان عورتیں پکڑی گئی تھیں انہیں لونڈیاں بنا لیا گیا، ابن عبدالبر کا کہنا ہے کہ ”یہ پہلا موقع تھا کہ مسلمانوں کی آپس کی جنگ میں گرفتار ہونے والی عورتیں لونڈیاں بنائی گئیں (۲)۔

جب کہ شریعت میں اس کا قطعاً کوئی جواز نہیں ملتا یہ ساری کاروائیاں گویا اس بات کا عملاً اعلان تھیں کہ اب گورنروں اور سپہ سالاروں کو ظلم کی کھلی چھوٹ ہے اور سیاسی معاملات میں شریعت کی کسی بات کے وہ پابند نہیں ہیں۔

(۱) الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب ج ۱ ص ۲۴۲، تاریخ طبری ج ۴ ص ۱۰۸، الکامل ج ۳ ص ۲۵۰، بدایہ و نہایہ ج ۷ ص ۳۳۴۔

(۲) الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب ج ۱ ص ۲۴۳۔

سرکاٹ کر ایک جگہ سے دوسری جگہ بھیجنا

ایک اور سنت جو ڈالی گئی وہ یہ کہ سرکاٹ کر ایک جگہ سے دوسری جگہ بھیجا جانے لگا انتقام کے جوش میں لاشوں کی بے حرمتی کرنے کا وحشیانہ طریقہ بھی جو جاہلیت میں رائج تھا اور جسے اسلام نے مٹا دیا تھا اس دور میں دوبارہ شروع ہو گیا۔

قتل عمار یاسرؓ

سب سے پہلا سر جو زمانہ اسلام میں کاٹ کر لے جایا گیا وہ حضرت عمار یاسرؓ کا سر مبارک تھا، ابن سعد نے بھی طبقات میں اسے نقل کیا ہے کہ جنگ صفین میں حضرت عمار کا سر کاٹ کر معاویہ کے پاس لایا گیا اور دو آدمی اس پر جھگڑ رہے تھے ہر ایک کہتا تھا کہ عمار کو میں نے قتل کیا ہے، جبکہ وہاں موجود بعض لوگوں نے اعتراض کیا کہ قتل عمار کے بارے میں رسول خداؐ نے فرمایا تھا:

﴿يا عمار تقتلك الفئة الباغية﴾

اے عمار تم کو ایک یاغی گروہ قتل کرے گا۔

جس پر ابن نابغہ عمرو نے فوراً لوگوں میں یہ بات پھیلا دی کہ قتل عمار کا سبب ہم لوگ نہیں ہیں بلکہ خود علی بن ابی طالبؓ ہیں، کیونکہ وہ علیؓ کے ساتھ یہاں آئے تھے (۱)۔

(۱) طبقات ابن سعد ج ۳ ص ۲۵۳، الکامل ج ۳ ص ۱۸۸، بدایہ و نہایہ ج ۷ ص ۳۱۸۔

جبکہ یہ بات ظاہر ہے کہ حق بات کیا ہے، عمرو عاص کا بھی ان تمام مسائل میں بہت بڑا کردار ہے، حتیٰ جنگ صفین میں نیزوں پر قرآن اٹھانے کا مشورہ اور کئی ایسی باتیں کہ جو تاریخ میں محفوظ ہیں اس آدمی کے سر ہیں، کچھ اسکے بارے میں بھی بیان کریں گے۔

قتل مالک اشترؓ

جب حضرت علی بن ابی طالبؓ نے محمد بن ابی بکرؓ کی شہادت کے بعد مالک اشتر کو مصر کا گورنر بنا کر بھیجا تو معاویہ کو اس کے جاسوسوں کے ذریعہ یہ خبر پہنچی ادھر معاویہ کو یہ معلوم تھا کہ ایک مرتبہ مالک اشتر مصر پہنچ گئے تو معاویہ کو مصر سے ہاتھ دھونا پڑے گا اور عمرو عاص بھی مصر کی گورنری کے خواب دیکھا کرتا تھا معاویہ کو یہ بھی معلوم تھا کہ مالک اشتر محمد بن ابی بکر سے کہیں زیادہ سخت ہیں، اس لیے فوراً قلمزم کے لوگ کہ جو خراج دیا کرتے تھے ان میں سے ایک کے پاس آیا اور کہا کہ میں تمہاری تمام اگلی چھپی خراجیں معاف کر دوں گا لیکن اس کے بدلے مالک کو قتل کرنا پڑے گا۔

پھر وہ شخص اس مقام پر آکر بیٹھ گیا جہاں سے مالک اشتر کو گزرنا تھا، جب مالک اشتر وہاں پہنچے تو اس شخص نے مالک کا استقبال کیا اور اسی مقام پر منزل کرنے کو کہا، پھر اس نے کھانے اور پینے کیلئے چیزیں بھی دیں اس میں ایک شہد کا زہر ملا ہوا شربت بھی تھا کہ جو مالک اشتر کو پیش کیا گیا جس کے پینے کی وجہ سے وہیں مالک اشتر کی شہادت ہو گئی،

جب معاویہ کو مالک کی شہادت کی خبر پہنچی تو اس نے اہل شام کیلئے خطبہ دیا اور کھا کہ ”علیؑ کے دو بازو ہوا کرتے تھے کہ جن کو میں نے کاٹ دیا ہے ایک صفین میں یعنی عمار یا سر اور دوسرا آج یعنی مالک اشتر..... (۱)۔

قتل عمرو بن حمق

اس کے بعد دوسرا سر عمرو بن حمق کا تھا جو رسول خداؐ کے صحابیوں میں سے تھے، مشہور ہے کہ قتل عثمان بن عفوان میں ان کا بھی ہاتھ تھا، زیاد کی عراق میں حکومت کے دوران ان کو گرفتار کرنے کی کوشش کی گئی وہ بھاگ کر ایک غار میں چھپ گئے وہاں ایک سانپ نے ان کو کاٹ لیا اور وہ مر گئے، تعاقب کرنے والے ان کی مردہ لاش کا سر کاٹ کر زیاد کے پاس لے گئے، اس نے معاویہ کے پاس دمشق بھیجا دیا وہاں اسے بر سر عام گشت کرایا گیا اور پھر لے جا کر ان کی بیوی کی گود میں ڈال دیا گیا (۲)۔

قتل محمد بن ابی بکرؓ

ایسا ہی وحشیانہ سلوک مصر میں محمد بن ابی بکر کے ساتھ کیا گیا وہاں حضرت علیؑ

(۱) تاریخ طبری ج ۲ ص ۷۲، الکامل ج ۳ ص ۷۲۔

(۲) طبقات ابن سعد ج ۶ ص ۲۵، تہذیب التہذیب ج ۸ ص ۲۲، بدایہ و نہایہ ج ۸ ص ۴۹۔

کے گورنر تھے، معاویہ کا جب مصر پر قبضہ ہوا تو انہیں گرفتار کر کے قتل کر دیا گیا اور یہ کہ انہوں نے مرنے سے پہلے پانی مانگا تو انہیں وہ بھی نہیں دیا گیا اور بات یہیں ختم نہیں ہوئی بلکہ قتل کرنے کے بعد ان کی لاش ایک مردہ گدھے کی کھال میں رکھ کر جلائی گئی (۱)۔ اس کے بعد تو یہ مستقل طریقہ ہی بن گیا کہ جن لوگوں کو سیاسی انتقام کی بنا پر قتل کیا جائے ان کے مرنے کے بعد ان کی لاشوں کو بھی معاف نہ کیا جائے، امام حسینؑ اور ان کے اصحاب کا سر کاٹ کر کربلا سے کوفہ اور کوفہ سے دمشق لے جایا گیا اور ان کی لاش پر گھوڑے دوڑا کر روند اگیا (۲)۔

البتہ اس واقعہ کی نسبتاً تفصیل حالات یزید بن معاویہ میں آئے گی۔

قتل نعمان بن بشیر

نعمان بن بشیر انصاری جو یزید کے دور حکومت تک بنی امیہ کے ساتھ تھا مگر مروان کے زمانے میں عبداللہ بن زبیر کے ساتھ ہو گیا تھا، اسی بنا پر اس کا سر کاٹ کر اس کی بیوی کی گود میں ڈال دیا گیا۔ (۳)

(۱) تاریخ طبری ج ۴ ص ۷۹، الکامل ج ۳ ص ۲۲۹۔

(۲) تاریخ طبری ج ۴ ص ۳۴۹ الی ۳۵۶، الکامل ج ۳ ص ۴۴۳، بدایہ و نہایہ ج ۸ ص ۱۸۹ تا ۱۹۲۔

(۳) طبقات ابن سعد ج ۶ ص ۵۳، بدایہ و نہایہ ج ۸ ص ۲۴۹۔

قتل مصعب بن زبیر

مصعب کا سر بھی کوفہ اور مصر میں پھرایا گیا پھر دمشق لے جا کر اسے منظر عام پر لٹکا دیا گیا، اس کے بعد شام کے شہروں میں اسے پھرانے کا ارادہ تھا مگر خود عبدالملک بن مروان کی بیوی عاتکہ بنت یزید بن معاویہ نے اس پر احتجاج کیا اور کہا ”جو کچھ تم نے اب تک کیا ہے اس سے بھی تمہارا دل ٹھنڈا نہ ہوا؟ اب اس کی نمائش کیوں کرتے پھر رہے ہو؟“ پھر اس سر کو اتروا کر دفن کر دیا گیا (۱)۔

قتل عبداللہ بن زبیر

ابن زبیر اور اس کے ساتھی عبداللہ بن صفوان اور عمارۃ بن حزم کے ساتھ بھی ایسا ہی وحشیانہ سلوک کیا گیا، ان کے سر کاٹ کر مکہ سے مدینہ اور مدینہ سے دمشق لے جائے گئے جگہ جگہ ان کی نمائش کی گئی اور مکہ میں ان کی لاشیں کئی روز تک سولی پر لٹکی رہیں یہاں تک کہ وہ سڑ گئیں (۲)۔

(۱) اکامل ج ۴ ص ۱۰۴، تاریخ ابن خلدون ج ۳ ص ۴۵، الاخبار الموفقیات (الاخبار الموفقیات) میں بھی اس کی طرف اشارہ کیا گیا ہے ص ۵۴۵۔

(۲) اکامل ج ۴ ص ۱۲۶، تاریخ طبری ج ۵ ص ۳۴، الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب ج ۱ ص ۴۲۔

اپنے قارئین محترم سے سوال فقط یہ ہے کہ آیا اسلام میں کافر کے ساتھ بھی یہ سلوک روار کھا گیا ہے یا نہیں؟ اسلام کہ جو انسانی حقوق کا پاسبان ہے، انسان کو انسانیت کے اعلیٰ درجات پر لے جانے کیلئے آیا ہے، تمام احکام اسلامی انسان کو خدای متعال کے سامنے متعبد اور خلق خدا کے ساتھ متواضع ہونے کا سبق دیتے ہیں، جس دین میں حتی جانوروں کے حقوق کی بھی رعایت کی گئی ہے، وہاں انسان بلکہ خود اہل مسلمانوں کے ساتھ یہ سلوک کیا معنی رکھتا ہے، سوائے اس کے کہ ان جرائم کے مرتکب حکام اور عاملین اسلام تو کیا انسانیت سے بے بہرہ تھے اور ان کا انسانیت نام کے مقولہ سے کوئی واسطہ نہیں تھا، اور وہ لوگ بل ہم اضل کے قطعی مصداق ہیں۔

شہادت امام حسن علیہ السلام

شعبی فرماتے ہیں کہ معاویہ نے جعدہ بنت اشعث کو پیغام بھجوایا کہ حسنؑ کو زہر دے دو تو میں تمھاری شادی یزید سے کر دوں گا اس کے علاوہ تمھیں ایک لاکھ درہم بھی دیئے جائیں گے پھر جب امامؑ کی شہادت ہو گئی تو جعدہ نے معاویہ کو پیغام بھجوایا اور وعدہ پورا کرنے کو کہا تو معاویہ نے مال تو بھجوادیا اور کہا ”مجھے یزید بہت عزیز ہے میں اس کو زندہ دیکھنا چاہتا ہوں اگر یہ باتیں نہ ہوتیں تو تمھاری شادی یزید سے کر دیتا“ (۱)۔

(۱) تذکرۃ الخواص ص ۱۹۲۔

زمخشری فرماتے ہیں کہ معاویہ نے جعدہ بنت اشعث کیلئے ایک لاکھ درہم معین کیئے کہ وہ امامؑ کو زہر دیدے دو ماہ تک امامؑ سے خون جاری رہا اور وہ فرماتے تھے کہ ”مجھے کئی مرتبہ زہر دیا گیا مگر اثر نہ کر سکا لیکن اس مرتبہ اثر کر گیا اور زہر نے میرے جگر کے ٹکڑے کر دیئے (۱)۔

البتہ باز جگہوں پر اس سازش کی نسبت یزید سے بھی دی گئی ہے۔
صاحب صواعق محرقہ فرماتے ہیں :

”امام حسنؑ کی موت کا سبب یہ تھا کہ آپکی بیوی جعدہ بنت اشعث بن قیس الکندی کو یزید نے خفیہ پیغام بھیجا تھا کہ اگر تو امام حسنؑ کو زہر دیکر ہلاک کر دے تو میں تجھے ایک لاکھ درہم بھی دوں گا اور تجھ سے شادی بھی کروں گا، جعدہ نے امامؑ کو زہر دیدیا چنانچہ آپ چالیس روز بیمار رہے جب آپؑ کی وفات ہو گئی تو اس نے یزید کو ایفائے عہد کیلئے کھا تو یزید نے اس سے کہا ”بے شک ہم نے تو تجھے حسنؑ کیلئے پسند نہ کیا جو ہمارے دشمن تھے تو خود اپنے لیے کیسے پسند کریں گے (۲)۔

حافظ جلال الدین سیوطی کا کہنا ہے کہ ”حضرت امام حسنؑ کی وفات مدینہ منورہ میں زہر سے ہوئی، آپکی بیوی جعدہ بنت اشعث بن قیس کو یزید نے خفیہ پیغام بھیجا کہ اگر

(۱) ربيع الاربعاء ج ۴ ص ۲۰۸، مروج الذهب ج ۴ ص ۵۔

(۲) صواعق المحرقة ص ۱۴۰۔

تو حسنؑ کو زہر دیدے تو میں تجھ سے نکاح کر لوں گا تو اس نے زہر دے دیا جب آپؑ کی شہادت ہو گئی تو اس نے یزید سے ایفاءؑ وعدہ کیلئے کہا تو یزید نے کہا ”ہم نے تجھے اپنے دشمن کیلئے پسند نہ کیا تو کیا اپنی ذات کیلئے کیسے پسند کریں گے؟“ (۱)۔

اسی طرح ابو علی فضل بن حسن طبری اپنی کتاب اعلام انوری میں فرماتے ہیں کہ حضرت امام حسنؑ اور معاویہ کے درمیان صلح ہونے کے بعد امام حسنؑ کوفہ سے مدینہ منورہ تشریف لے گئے اور وہاں دس سال قیام کیا، پھر آپکی بیوی جعدہ بنت اشعث نے آپؑ کو زہر دیدیا، آپؑ چالیس روز تک بیمار رہ کر وفات پا گئے اور یزید نے اس عورت کو بھکا کر کہا کہ اگر تو نے یہ کام کر دیا تو تجھے ایک لاکھ درہم بھی دوں گا اور اپنی زوجیت میں بھی لوں گا جب امامؑ کی شہادت ہو گئی، جعدہ نے یزید سے ایفاء عہد کیلئے کہا تو یزید نے جواب دیا ”ہم تو تمہارا حسنؑ کے پاس رہنا پسند نہیں کرتے تھے تو خود اپنے پاس رکھنا کیسے پسند کر سکتے ہیں (۲)۔“

اگرچہ کہ ہمارے لیے ثابت ہے کہ اس کام کے پیچھے ابو فتنہ معاویہ کا ہاتھ ہے مگر پھر بھی ان تمام مذکورہ باتوں کی بنا پر یہ ضرور کہہ سکتے ہیں کہ ان دونوں باب بیٹوں میں سے کسی کا کارنامہ ضرور ہے، دونوں ہی شجرہ خبیثہ کی شاخوں میں سے ہیں، جبکہ کئی لوگوں

(۱) تذکرۃ الخوایص ص ۱۹۲، تاریخ الخلفاء ص ۱۹۴۔

(۲) نور الابصار ص ۲۱۵۔

نے معاویہ کو بچانے کی کوشش بھی کی ہے کہ اس کام میں فقط یزید کا ہاتھ ہے کیونکہ یزید بہت سر پھرا تھا، لیکن اگر ہم معاویہ کے حالات زندگی اور اس کی سوچ اور سیرت کو جانتے ہوں تو نہ یہ کہ ہمیں کوئی تعجب نہیں ہوگا بلکہ عین واقعیت لگے گی۔

ویسے بھی اس کی وجہ یہ بتلائی جاتی ہے کہ معاویہ اور امام حسنؑ کے درمیان صلح نامہ کی شرائط میں سے ایک نکتہ یہ بھی تھا کہ ”معاویہ کو اس بات کا حق نہیں پہنچتا ہے کہ وہ اپنے بعد کیلئے کسی کو معین کرے بلکہ اپنے بعد مسلمانوں کے درمیان شوریٰ نظام چھوڑ کر مرے گا۔“ جبکہ دوسری جانب معاویہ یزید کیلئے بیعت لینے کا پروگرام بنا رہا تھا (۱)۔ علماء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ امام حسنؑ نے معاویہ کو صرف اس کی حیات تک کیلئے خلافت سپرد کی تھی پھر معاویہ کے بعد خلافت حسنؑ کیلئے ہوگی اس پر دونوں کا اتفاق ہو چکا تھا، یقیناً ایسی صورت حال میں جبکہ معاویہ یزید کیلئے بیعت لینا چاہتا تھا تو اس مسئلہ میں سب سے بڑی رکاوٹ امام حسنؑ کا وجود تھا اور معاویہ کا یہ خیال تھا کہ اگر امام حسنؑ کو راستہ سے ہٹا دیا جائے تو اس کا کام کافی آسان ہو جائے گا۔

کچھ جعدہ بنت اشعث کنڈی کے بارے میں

اشعث کنڈی بھی شجرہ ملعونہ خبیثہ کا ایک مصداق ہے، کیونکہ اس نے اور اس کی اولاد نے ہمیشہ تاریخ اسلام میں منفی کردار ادا کیا ہے۔ اشعث ان لوگوں میں آگے آگے تھا کہ جو لوگ صفین میں علی ابن ابیطالب کے سامنے تلوار نکال کر کھڑے ہو گئے تھے کہ جنگ کو فوراً روک دیا جائے کیونکہ معاویہ کی فوج نے قرآن کو نیزوں پر اٹھا لیا ہے کہ جس کے سبب جیتی ہوئی جنگ فیصلہ پر موکول ہوئی کہ جو نتیجہ بے فائدہ رہا، اور یہیں سے خوارج کی بنیاد بھی پڑی کہ جو خود ایک بہت بڑا فتنہ تھا۔

شب شہادت علی بن ابی طالبؑ اشعث کو عبدالرحمن بن ملجم کے قصد کا علم تھا اور ابن ملجم نے یہ رات اشعث کی دعوت پر اس کے گھر گزاری تھی جب طلوع فجر کا وقت قریب ہوا تو اشعث نے ابن ملجم سے کہا ”صبح نے تیرا راستہ ظاہر کر دیا ہے لہذا اپنے کام کیلئے اٹھ کھڑا ہو“ تو ابن ملجم اور شیب بن جبرۃ کھڑے ہو گئے اور انھوں نے اپنی تلواریں لے لیں، اور آکر اس دروازے کے سامنے بیٹھ گئے جس سے حضرات علیؑ نکلتے تھے (۱)۔ اور پھر صبح کو اشعث نے اپنے بیٹے قیس کو بھیجا کہ جا کر دیکھو امیر المؤمنینؑ نے صبح کیسے کی ہے، اس بات سے یہ واضح طور پر ثابت ہوا کہ جعدہ کے باپ اشعث کو ابن ملجم کے

(۱) طبقات ابن سعد ج ۳ ص ۳۶۔

ارادہ قتل کا علم تھا، اگر اس کے دل میں حضرت علیؑ کی عقیدت اور محبت ہوتی تو وہ ابن ملجم کے اس ارادہ سے مطلع کر تابکھ یہاں تو یہ تسلیم کرنا پڑے گا کہ وہ حضرت علیؑ کے قتل میں ایک قسم کا شریک تھا، جب حضرت علیؑ کی شہادت کے بعد یہ بات کھل کر خاندان نبوت پر ظاہر بھی ہو گئی لیکن پھر بھی اشعث کی بیٹی جعدہ کہ جو اس وقت بھی امام حسنؑ کی زوجہ تھی کوئی انتقامی کارروائی نہیں کی گئی۔

اور یہی جعدہ کا باپ اشعث حضرت ابو بکر کے عہد خلافت میں اپنے قبیلے کے ساتھ مرتد ہو گیا تھا، چنانچہ امراء القیس کے سمجھانے نبھانے سے کہ تم قتل کر دیئے جاو گے یہ لوگ خوف قتل سے پھر اسلام میں آ گئے۔

۱) نیز مسلم بن عقیل کو کوفہ میں گرفتار کرنے والا اور ابن زیاد کا حامی اور ساتھی جعدہ کا بھائی محمد بن اشعث تھا، اس جعدہ کے بھائی قیس اور محمد بن اشعث اور اس کے قبیلے کے کندی لوگ کربلا میں یزیدی لشکر میں تھے اور حضرت امام حسینؑ کی شہادت کے بعد جعدہ کے بھائی نے حضرت امام حسینؑ کے تن بے سر سے جبہ و چادر اور پاؤں سے نعلین اتاری، خلاصہ یہ کہ یہ پورا گھرانہ اپنے مکروہ افعال میں مصروف رہا ہے انھوں نے کوئی موقع اہل بیت رسولؐ سے اپنی دشمنی نکالنے کا نہیں چھوڑا۔

امام حسنؑ کی تدفین

امام حسنؑ نے اپنی شہادت سے پہلے اپنے بھائی امام حسینؑ سے کچھ وصیتیں کیں تھیں ان میں سے تدفین کے بارے میں یہ تھی کہ میں نے حضرت عائشہ سے درخواست کی تھی کہ مجھے اپنے جد بزرگوار رسول خداؐ کے ساتھ دفن کیا جائے تو انہوں نے رضایت دے دی تھی، اگر کچھ لوگ اس پر ناراض ہوں اور جنگ کرنا چاہیں تو تم مجھے بقیع میں دفن کر دینا۔

آپؑ کی شہادت کے بعد امام حسینؑ حضرت عائشہ کے پاس آئے انہوں نے کیئے ہوئے وعدے کی تائید کی، یہ خبر جب مروان بن حکم کو پہنچی تو اس نے اپنے فوجی تعینات کر دیئے اور تدفین کرنے کیلئے آنے والوں کا راستہ روک لیا اور کہا خدا کی قسم یہاں ہر گز کوئی دفن نہیں ہو سکتا یہاں عثمان کو دفن نہیں ہونے دیا گیا تو یہاں حسنؑ عائشہ کے گھر میں دفن ہو سکتے ہیں ہر گز ایسا نہیں ہو سکتا یہاں تک کہ بعض کتابوں میں یہ بھی لکھا ہے کہ امامؑ کے تابوت پر تیر بھی برسائے گئے، پھر اسلحہ کے زور سے ان کو روک دیا گیا جس کی وجہ سے امام حسینؑ نے اپنی بھائی کی وصیت پر عمل کرتے ہوئے آپ کو بقیع میں دفن کر دیا (۱)۔

(۱) الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب ج ۱ ص ۴۴۲۔

مروان بن حکم کے بارے میں

اب جب مروان کا ذکر نکل ہی آیا ہے تو کچھ اس کے بارے میں بتاتے چلیں، تو ہم سب سے پہلے حضرت رسول خداؐ کی اس حدیث سے بات شروع کرتے ہیں کہ جس کو حضرت عائشہؓ نے نقل کیا ہے :

﴿لعن رسول الله ابا مروان و مروان في صلبه فمروان يفيض من لعنة الله﴾ (۱)

حضرت پیامبرؐ نے مروان کے باپ حکم پر لعنت فرمائی جبکہ مروان صلب پدر میں تھا تو وہ بھی اللہ کی لعنت سے حصہ پانے والا ہوا

عبداللہ بن زبیر سے شعبی نقل کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ ایک دن ابن زبیر نے منبر پر چڑھ کر کہا :

”اس خانہ کعبہ اور اس مقدس مکہ کی قسم بے شک حکم بن عاص اور اس کی اولاد زبان محمدؐ پر ملعون رہے ہیں (۲)۔“

(۱) تاریخ الخلفاء ص ۲۰۳۔

(۲) مختصر تاریخ دمشق ج ۲۴ ص ۱۹۱۔

آگے چل کر بادشاہت ابوسفیان کی اولادوں سے نکل کر مروان بن حکم اور اس کی اولادوں اور پوتوں تک چلی ہے۔

اس پورے شجرہ خبیثہ ملعونہ میں صرف ایک آدمی ایسا تھا کہ جو تمام مکاتب فکر اور تاریخی اوراق میں اسے اچھے نام سے یاد کیا جاتا ہے اور وہ ہے عمر بن عبدالعزیز یعنی آل حکم بن عاص میں ایک آدمی استثنائی طور پر سب سے مختلف نکلا، اس نے اپنے زمانے میں بہت سارے اچھے کام کیے، کئی ایک بدعتیں جو بنی امیہ کے دور میں شروع ہوئی تھیں ختم کیں اہل بیت نبیؐ اور بالخصوص سب علی بن ابی طالبؑ پر پابندی لگائی کہ جو معاویہ کے زمانے سے شروع ہوئی تھی، معاویہ کے حکم پر تمام خطیب حضرات پر لازم تھا کہ وہ ہر خطبہ میں سب علی بن ابی طالب کریں، ہماری اس مختصر کتاب میں گنجائش نہیں کہ آل حکم بن عاص کے بارے میں باقاعدہ بیان کریں البتہ ضمن گفتگو ان کا ذکر آیا ہے اور بعد میں بھی آئے گا۔ فقط رسول خداؐ سے ایک اور حدیث بنی حکم کے بارے میں بیان کرتے چلیں۔

ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ رسول خداؐ نے فرمایا:

﴿إِنِّي أَرِيتُ فِي مَنَامِي كَأَنَّ بَنِي الْحَكَمِ بْنِ عَاصٍ يَنْزُونَ عَلَيَّ مِنْبَرِي كَمَا تَنْزُو الْقُرْدَةُ﴾ (۱)۔

(۱) دلائل النبوة ج ۶ ص ۵۱۱، مختار تاریخ دمشق ج ۲۴ ص ۱۹۰۔

” بے شک میں نے خواب میں دیکھا کہ جیسے اولاد حکم بن

عاص میرے منبر پر کود رہے ہوں جیسے کہ بندر کو دتے ہیں“

واقعاً ان کے کئی گئے کاموں سے کہیں انسانیت کی بو نہیں آتی، کئی سال یہ بندر اسلام

اور شریعت کا مزاق اڑاتے رہیں، یہاں تک کہ ان کی حکومت بنی عباس کے منہ کا نوالہ

بن گئی۔

کچھ عمرو عاص کے بارے میں

جب معاویہ بن ہند کے دوستوں کا ذکر نکل ہی آیا ہے تو اس کے مشاور اور دوست

عمرو عاص کا بھی ذکر کرتے چلیں البتہ اس کی پیدائش بھی معاویہ سے زیادہ مختلف نہیں

ہے فقط افراد کے نام تبدیل ہو گئے اس کو بھی تاریخ میں عمرو بن نابغہ کے نام سے بھی ذکر

کیا جاتا ہے۔ امام حسنؑ کے اس قول کی تشریح میں ابن جوزی کلبی سے نقل کرتے ہیں

امامؑ نے عمرو عاص سے کہا تھا کہ تو مشترک بچہ ہے کیونکہ ایک طہر (پاکی) میں عمرو کی

ماں نابغہ نے پانچ آدمیوں سے زنا کیا تھا۔

(۱) عاص بن وائل (۲) ابو لہب

(۳) امیہ بن خلف (۴) ہشام بن مغیرہ

(۵) ابوسفیان بن حرب

جب نابغہ حاملہ ہوئی اور پھر عمر و پیدا ہوا تو پانچ آدمیوں کے درمیان فیصلہ ہوا کہ یہ بچہ کس کا ہے آخر میں ابو سفیان اور عاص رہ گئے یہاں تک کہ فیصلہ عاص کے حق میں ہو گیا۔ در ضمن کلبی یہ بھی فرماتے ہیں کہ ایک پوری جماعت مکہ میں اپنی زنا کاریوں میں معروف تھی ان مذکورہ پانچ آدمیوں کے علاوہ امیہ بن عبد شمس، عبد الرحمن بن حکم بن عاص (مروان بن حکم کا بھائی) عتبہ بن ابو سفیان، (معاویہ کا بھائی) اور عتبہ بن ابی معیط ہیں (۱)۔

یہ تو پورا آوے کا آواہی بگڑا ہوا ہے فقط یہی کافی ہے کہ ان زنا زادوں سے اس سے زیادہ کیا توقع کی جاسکتی تھی کہ جو انہوں نے کام کیئے ہیں۔

معاویہ علماء اعلام کی نظر میں

سعید بن جهمان سے نقل ہوا ہے کہ میں نے سفینہ سے کہا: بنی امیہ گمان کرتے ہیں کہ خلافت ان کا حق ہے یہ زرقاء کی اولاد جھوٹ بولتے ہیں بلکہ وہ لوگ بادشاہت چاہتے تھے اور ان کا پہلا بادشاہ معاویہ تھا۔

شہقی اور ابن عساکر، ابراہیم بن سوید الارمینی سے نقل کرتے ہیں کہ اس نے کہا کہ میں نے احمد بن حنبل سے پوچھا کہ خلیفہ کون ہیں ابن حنبل نے جواب دیا کہ ”ابو بکر،

(۱) ربيع الاربع ر ۳ ص ۵۵۰، تذکرۃ الخواص ص ۱۸۶۔

عمر، عثمان اور علی بن ابیطالبؓ میں نے پوچھا پھر معاویہ کیا ہے؟ تو جواب دیا ”وہ علی کے زمانے میں خلافت کا مستحق نہیں تھا“ (۱)۔

البتہ میں امام احمد بن حنبل سے عرض کروں گا کہ آپ نے مقید کیا ہے کہ علیؓ کے زمانے میں علیؓ سے زیادہ مستحق نہیں تھا، یہ بات صحیح نہیں ہے، کیونکہ اگر نظام خلافت کو مان بھی لیا جائے تو یقیناً بہت سے ایسے لوگ موجود تھے کہ جو یقیناً حسب نسب کے حوالے سے اور شرافت کے حساب سے معاویہ سے کہیں درجہ افضل تھے، باوجود اسکے کہ جب معاویہ اور اس کے اجداد کا کردار رسول خداؐ، اہل بیتؑ اور اسلام کے ساتھ یہ رہا ہو۔

سلفی طیورات میں عبداللہ بن احمد بن حنبل سے نقل کرتے ہیں کہ میں نے اپنے والد سے علیؓ اور معاویہ کے بارے میں سوال کیا تو امام احمد نے جواب دیا : جان جاؤ کہ علیؓ کے دشمن بہت زیادہ تھے ہر وقت کوشش میں لگے رہتے تھے کہ علیؓ میں کوئی عیب نکالیں اور جب کوئی عیب نہ ملا تو ایک ایسے آدمی کے ساتھ جا کر مل گئے کہ جو علیؓ کے ساتھ جنگ کرے“ (۲)۔

(۱) تاریخ الخلفاء ص ۱۹۹۔

(۲) تاریخ الخلفاء ص ۱۹۹۔

علی بن ابی طالبؑ کی لوگوں سے دشمنی کی وجہ بالکل واضح ہے کہ کیونکہ روزِ بعثت رسولؐ سے لیکر آخر تک علیؑ کی زندگی ایک نمونہ رہی علیؑ کو پیامبرؐ کی زبان پر حق سے تعبیر کیا گیا، غزوات میں علیؑ کا کردار، جیسا کہ یزید بن معاویہ نے سید الشہداء حسین بن علیؑ کے سر مبارک کو دیکھ کر کہا تھا کہ آج میں نے اپنے اجداد کا بدلہ لے لیا ہے، اس کا اشارہ ان اجداد کی طرف تھا کہ جو بدر میں مارے گئے تھے۔

معاویہ کی ایجاد کردہ بدعتیں :

۱۔ ارث

امام زہری کی روایت ہے کہ رسول اللہؐ اور چاروں خلفاء کے عہد میں سنت یہ تھی کہ نہ کافر مسلمان کا وارث ہو سکتا ہے نہ مسلمان کافر کا، معاویہ نے اپنے زمانے حکومت میں مسلمان کو کافر کا وارث قرار دیدیا اور کافر کو مسلمان کا وارث قرار نہ دیا، حضرت عمر بن عبدالعزیز نے اگر اس بدعت کو موقوف کیا مگر ہشام بن عبدالملک نے اپنے خاندان کی روایت کو پھر بحال کر دیا (۱)۔

۲۔ دیت کا مسئلہ

حافظ ابن کثیر کا کہنا ہے کہ دیت کے معاملے میں بھی معاویہ نے سنت کو بدل دیا،

(۱) بدایہ و نہایہ ج ۸ ص ۱۴۱۔

سنت یہ تھی کہ معاہدہ کی دیت مسلمان کے برابر ہوگی مگر معاویہ نے اس کو نصف کر دیا اور باقی نصف خود لینی شروع کر دی (۱)۔

۳۔ خاندان رسالت پر سب و شتم

ایک اور نہایت مکروہ: عت معاویہ کے زمانے میں شروع ہوئی کہ وہ خود اور اس کے حکم سے اس کے تمام گورنر خطبوں میں برسر منبر حضرت علی ابن ابی طالب پر سب و شتم کی بوچھاڑ کرتے تھے، حتیٰ کہ مسجد نبوی میں منبر رسول پر عین روضہ نبوی کے سامنے حضور کے محبوب ترین اور عزیز کو گالیاں دی جاتی تھی، اور حضرت علی کی اولاد اور ان کے رشتہ دار اپنے کانوں سے یہ گالیاں سنتے تھے (۲)۔

مثال کے طور پر فقط ایک واقعہ نقل کرنے پر اکتفاء کریں گے ایک روز معاویہ کوفہ میں آیا اور خطبہ دینا شروع کیا جب امام حسن اور امام حسین آئے تو اس نے علی بن ابیطالب کا ذکر کر کے ان کو سب و شتم کرنا شروع کر دیا پھر امام حسن کو بھی برا کہنا شروع کیا، امام حسین نے اٹھ کر جواب دینا چاہا تو امام حسن نے ان کا ہاتھ پکڑ کر ان کو بٹھا دیا اور خود فرمانے لگے ”اے علیؑ کا ذکر کرنے والے میں حسن ہوں اور میرا باپ علیؑ اور تو معاویہ ہے اور تیرا باپ صخر میری ماں فاطمہؑ ہے اور تیری ماں ہند ہے میرے نانار رسول

(۱) بدایہ و نہایہ ج ۸ ص ۱۴۱۔

(۲) الکامل ج ۴ ص ۳۱۴، تاریخ طبری ج ۴ ص ۱۸۸، صحیح مسلم ج ۵ ص ۲۳، المستدرک علی الصحیحین

ج ۳ ص ۱۰۹، صواعق المحرقہ ص ۱۳۹، تاریخ الخلفاء ص ۱۹۰۔

خدا ہیں اور تیرا نانا عقبہ بن ربیعہ اور میری نانی خدیجہؓ ہیں اور تیری نانی قتیلہ ہے، خدا لعنت کرے ان لوگوں پر کہ جنہوں نے ہمارے ذکر کو ختم کر دیا ان کے شر سے ہمیں امان دے، جنہوں نے ہمارے اجداد اور اب ہمارے ساتھ بدی کی، اور ہمیں کافر اور منافق جانا ہے“ مسجد میں موجود ایک گروہ نے آمین کہا (۱)۔

قارئین محترم ذرا غور فرمائیں کون کس کو بُرا بھلا کہہ رہا ہے کہ جس کی اپنی اور اس کے آباؤ اجداد کی زندگی اسلام سے دشمنی میں گزری ہے، ہمیشہ رسول خداؐ کے لیے اذیت کا سبب بنے رہے، وہ آج خاندان اور آل رسولؐ سے زیادہ دیندار اور دین کا درد رکھنے والے ہو گئے، جن کی زندگی بت پرستی اور اخلاقی برائیوں میں گزری ہے وہ ان لوگوں کے سامنے آکر کھڑے ہو رہے کہ جن کی پرورش رسول خداؐ کی گود میں ہوئی ہے، ہمیں تعجب ہے صاحبان عقل پر جو کہ معاویہ کا دفاع کرتے ہیں اس کے ہر عمل کی توجیہ پیش کرنے کی کوشش کرتے ہیں اگر وہ ان تمام حقائق کو جانتے ہوئے پھر بھی ایسا کرتے ہیں تو ہمیں بادلِ نخواستہ یہ کہنا پڑے گا کہ یہ لوگ تعصب کی عینک لگا کر اسلام اور قرآن کی ارزشوں کو پامال کر کے بنی امیہ کی بیجا حمایت کر رہے ہیں۔

یہ سب و شتم کا سلسلہ جاری رہا یہاں تک کہ عمر بن عبدالعزیز کے دور حکومت میں اس بدعت کا خاتمہ ہوا، عمر بن عبدالعزیز نے اپنے خاندان کی دوسری بدعتوں کے

(شرح نہج البلاغہ ابن حدید ج ۲ ص ۱۶)

ساتھ اس بدعت کو بھی ختم کرنے کا حکم دیا اور جمعہ کے خطبہ میں سب و شتم کے بجائے یہ آیت پڑھنا شروع کر دی گئی :

﴿ان الله يامر بالعدل والاحسان و ايتاي ذى القربى و ينهى عن الفحشاء والمنكر و البغى يعظكم لعلكم تذكرون﴾ (۱)

بے شک خدا انصاف اور نیکی کرنے اور قرابتداروں کو کچھ دینے کا حکم کرتا ہے، اور بدکاری اور ناشائستہ حرکتوں اور سرکشی کرنے کو منع کرتا ہے اور تمہیں نصیحت کرتا ہے تاکہ تم نصیحت حاصل کرو (۲)۔

۴۔ مال غنیمت کی تقسیم

مال غنیمت کی تقسیم کے معاملہ میں بھی معاویہ نے کتاب خدا اور سنت رسولؐ کے صریح احکام کی خلاف ورزی کی، کتاب و سنت کی رو سے پورے مال غنیمت کا پانچواں حصہ بیت المال میں داخل ہونا چاہیے اور باقی چار حصے اس فوج میں تقسیم کیے جانے چاہئیں جو لڑائی میں شریک ہوئی ہو لیکن معاویہ نے حکم دیا کہ مال غنیمت میں سے چاندی اور سونا ان کے لیے الگ نکال لیا جائے پھر باقی مال شرعی قاعدے کے مطابق تقسیم کیا جائے (۳)۔

(۱) سورۃ نحل ۹۰۔

(۲) تاریخ الخلفاء ص ۲۲۳۔

(۳) طبقات ابن سعد ج ۱ ص ۲۸، ۲۹، تاریخ طبری ج ۲ ص ۱۸۷، الکامل ج ۳ ص ۲۳۳، بدایہ و نہایہ ج ۸ ص ۲۹ و ۲۸۔

۵۔ زیاد بن سمیہ کا استلحاق

زیاد بن سمیہ کا استلحاق بھی معاویہ کے ان افعال میں سے ہے جن میں اس نے سیاسی اغراض کیلئے شریعت کے ایک مسلم قانون کی خلافت ورزی کی تھی، زیاد طائف کی ایک لونڈی سمیہ نامی کے پیٹ سے پیدا ہوا تھا، لوگوں کا بیان یہ تھا کہ معاویہ کے باپ ابو سفیان نے اس لونڈی سے زنا کیا تھا اور اسی سے وہ حاملہ ہوئی، ابو سفیان نے خود بھی ایک مرتبہ اس بات کی طرف اشارہ کیا تھا کہ زیاد میرے باپ کے نطفہ سے ہے، جو ان ہو کر کہ یہ شخص اعلیٰ درجہ کا مدبر اور فوجی لیڈر بنا، حضرت علی بن ابی طالبؓ کے زمانہ خلافت میں آپ کا زبردست حامی تھا اور اس نے بڑی اہم خدمات انجام دی تھیں، ان کے بعد معاویہ نے اس کو اپنا حامی اور مددگار بنانے کیلئے اپنے باپ کی زنا کاری پر شہادتیں پیش کیں اور اس بات کا ثبوت بہم پہنچایا کہ زیاد ابو سفیان ہی کا ولد الحرام ہے، پھر اسی بنیاد پر اسے اپنا بھائی اور اپنے خاندان کا فرد قرار دیدیا، جبکہ رسول پاکؐ کا فرمان ہے کہ بچہ اس کا ہے جس کے بستر پر وہ پیدا ہو اور زانی کیلئے کنکر پتھر ہیں، ام حبیبہ نے اسی وجہ سے اس کو اپنا بھائی تسلیم کرنے سے انکار کر دیا اور اس سے پردہ فرمایا، اور وہاں موجود لوگوں نے معاویہ کے اس طرح زیاد کو بھائی بنانے پر اعتراض کیا کہ یہ تو خلاف کتاب و سنت رسولؐ پر عمل کر رہا ہے (۱)۔

(۱) بدایہ و نہایہ ج ۸ ص ۲۹، مختصر تاریخ دمشق ج ۹ ص ۷۶، الکامل ج ۳ ص ۲۹۹، مروج الذهب ج ۳ ص ۱۴، الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب ج ۲ ص ۵۲۵ رقم ۸۲۵۔

اس بات پر زیادہ کچھ کہنے کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ اس فعل کا مکروہ ہونا تو ایک طرف خود آدمی کی شخصیت کا اندازہ ہوتا ہے کہ مسلمانوں کا خلیفہ وقت ایک حرام زادے کو اپنا بھائی بنانے کیلئے اور سیاسی مقاصد پورے کرنے کیلئے اپنے باپ کے زنا پر ثبوت فراہم کر رہا ہے۔ دین مبین اسلام اور شریعت تو ایک طرف یہ عمل تو ہر مذہب اور ملت میں مکروہ فعل ہے، اب کہاں کا انصاف باقی رہ جاتا ہے کہ ایسے شخص کو صحابی یا امیر معاویہ کہہ کر پکاریں، یہ شخص تو خود رسولؐ اور باقی اصحاب کیلئے توہین کا سبب ہے کہ ہم اس کو صحابی کہہ کر یہ ثابت کریں کہ رسولؐ اور صحابہ کرام کا ان جیسے لوگوں کیساتھ اٹھنا بیٹھنا تھا۔

۶۔ معاویہ سود خور تھا:

عطاء بن یسار سے روایت ہے کہ معاویہ سونا اور چاندی کو اس کے وزن سے زیادہ کی مالیت سے بچا کرتا تھا، ابو الدرداءؓ نے جب یہ دیکھا تو معاویہ سے کہا کہ رسول خداؐ نے اس کام سے منع کیا ہے مگر یہ کہ ہر چیز کو اس کی طرح کی چیز (مالیت) کے ساتھ بچو معاویہ نے جواب دیا ”مجھے اس کام میں کوئی عیب نظر نہیں آتا“ جس پر ابو الدرداءؓ نے کہا ”میں رسول خداؐ کا قول بتا رہا ہوں تو اپنی رائے بتا رہا ہے، میں ایسی جگہ نہیں رہ سکتا جہاں تو رہتا ہو، پھر ابو الدرداءؓ حضرت عمرؓ کے پاس آئے اور ماجرا بیان کیا جس پر حضرت عمرؓ نے معاویہ کو لکھا ”تم ان چیزوں (سونا اور چاندی) کو ان کے علاوہ کی مالیت

سے خرید و فروش نہ کرو، مثل کو مثل کے ساتھ اور وزن والی چیز کو وزن کے ساتھ
 پچو (۱)۔ جبکہ سود خوری کی حرمت اسلام کے مسلم قوانین میں سے ہے۔
 جیسا کہ رسول خداؐ نے فرمایا:

﴿لعن آكل الربا و موكله و شاهديه و كاتبه﴾ (۲)

سود کھانے والے پر لعنت ہو اور کھلانے والے پر اور اس پر
 گواہی دینے والے پر اور اس کو لکھنے والے پر (مراد وہ لوگ کہ
 جو سود لیتے اور دیتے وقت لکھت پڑھت کریں)
 ایک اور مقام پر رسالت مآبؐ کا ارشاد ہے کہ آپؐ نے فرمایا:

﴿اجتنبوا السبع الموبقات قيل يا رسول الله و ما هن؟ قال :
 الشرك بالله و السحر و قتل النفس التي حرم الله الا بالحق و اكل
 مال اليتيم و اكل الربا..... الحديث﴾ (۳)

آپؐ نے فرمایا: سات بری چیزوں سے بچو، پوچھا گیا کہ: اے خدا کے رسولؐ وہ کیا
 ہیں؟ تو آپؐ نے فرمایا ”خدا کے ساتھ شرک، جادو، ایسا قتل کہ جسے خدا نے حرام کیا
 ہو، یتیم کا مال کھانا اور سود خوری۔“

(۱) مؤطا ج ۲ ص ۶۳۴ ح ۳۳۔

(۲) صحیح مسلم ج ۳ ص ۴۰۷ ح ۱۰۶۱۰۵، مسند ابی یعلیٰ ج ۸ ص ۳۹۶ ح ۴۹۸۱۔

(۳) صحیح مسلم ج ۱ ص ۱۲۸ ح ۱۳۵۔

نیز ایک اور جگہ رسول خداؐ نے فرمایا:

﴿مَا ظَهَرَ فِي قَوْمٍ الزَّنا وَ الرِّبا إِلَّا أَحَلَّوْا بِنَفْسِهِمْ عَذَابَ اللَّهِ﴾ (۱)

کسی قوم میں ظاہر نہیں ہوتا زنا اور سود خوری مگر یہ کہ وہ اپنے ہاتھوں سے اپنے اوپر عذاب خدا کا سبب پیدا کر دیں

۷۔ عیدین کی نماز میں اذان

زہری سے روایت ہے کہ نہ نبیؐ، نہ ابو بکرؓ نہ عمرؓ اور نہ ہی عثمانؓ نے عید کی نماز میں اذان دلوائی، یہاں تک کہ معاویہ نے عیدین کی نماز میں اذان شروع کروائی (۲)۔

ابن حجر کہتے ہیں کہ اس میں اختلاف ہے کہ عید کی نماز میں سب سے پہلے اذان کس نے شروع کروائی، ابن شیبہ سے روایت ہے کہ معاویہ نے شروع کروائی کہ جو سنداً بھی صحیح روایت ہے، جبکہ شافعی نے روایت کی ہے کہ ابن زیادؓ نے بصرہ میں شروع کروائی جبکہ داؤدی کا کہنا یہ ہے کہ مروان نے شروع کروائی اور یہ تمام روایات اس بات سے منافقات نہیں رکھتیں کہ یہ معاویہ ہی نے شروع کروایا جیسا کہ عید کی نماز سے پہلے خطبہ کو بھی معاویہ ہی نے شروع کروایا ہے (۳)۔

(۱) مسند ابی یعلیٰ ج ۸ ص ۳۹۶ ح ۳۹۸۱۔

(۲) کتاب الام ج ۱ ص ۲۲۹۔

(۳) فتح الباری ج ۲ ص ۵۲۳۔

جبکہ امام مالک فرماتے ہیں کہ میں نے کئی ایک علماء سے سنا ہے کہ جو فرماتے ہیں کہ رسول خداؐ کے زمانے سے آج تک عید فطر اور عید الاضحیٰ میں نہ اذان ہوتی ہے اور نہ اقامت ہوتی ہے اور یہ وہ سنت ہے کہ جس میں کوئی اختلاف نہیں ہے (۱)۔

نیز امام شوکانی فرماتے ہیں کہ باب احادیث اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ نماز عیدین میں اذان و اقامت شرعاً جائز نہیں ہے (۲)۔

صحیح مسلم میں جابر بن سمرہ سے روایت ہے کہ انھوں نے فرمایا کہ میں نے کئی مرتبہ رسول خداؐ کے ساتھ عید کی نماز پڑھی ہے ہمیشہ بغیر اذان اور اقامت کے (۳)۔

اس طرح ابن عباس سے بھی روایت ہے کہ فطر اور الاضحیٰ کے دن اذان نہیں دی جاتی (۴)۔

۸۔ معاویہ کا بدھ کے روز نماز جمعہ پڑھانا

اہل کوفہ کا ایک آدمی ایک دن اپنی اونٹنی کے ساتھ دمشق آیا، اہل دمشق کے ایک آدمی نے دیکھا تو کہنے لگا کہ یہ میرا اونٹ ہے اور مجھ سے صفین میں چھینا گیا تھا، یہ بات معاویہ تک پہنچی، دمشق نے اپنی بات ثابت کرنے کیلئے پچاس آدمیوں کی گواہی پیش

(۱) موطا ج ۱ ص ۱۷۷۔

(۲) نیل الاوطار ج ۱ ص ۲۹۵۔

(۳) صحیح مسلم ج ۲ ص ۲۸۵ ح ۷۔

(۴) صحیح مسلم ج ۲ ص ۲۸۵ ح ۵۔

کردی، معاویہ نے کوئی کینخلاف اور دمشق کے حق میں فیصلہ کر دیا جس پر کوئی بول اٹھایہ اونٹنی ہے نہ اونٹ، معاویہ نے کہا اب جو فیصلہ ہو گیا سو گیا، اب کچھ نہیں ہو سکتا، جب لوگ چلے گئے تو کوئی کو بلا کر اس اونٹنی کی قیمت پوچھی اور اس کے دو برابر پیسے اسے دیکر کہا ”علیؑ“ کے پاس جا کر بتاؤ کہ میں تم سے جنگ کرنے آرہا ہوں اور میرے ساتھ ایک لاکھ ایسے آدمی ہیں کہ جنہیں اونٹ اور اونٹنی میں تمیز نہیں ہے، میں جو کچھ ان سے کہتا ہوں یہ لوگ وہی کرتے ہیں، میں نے صفین کے راستہ میں جاتے ہوئے بدھ کے دن جمعہ کی نماز پڑھا دی اور عمرو عاص کے مشورے سے عمار یاسر کا قتل بھی تمھاری ہی گردن پر ڈال دیا (۱)۔

۹۔ دو بہنوں سے ایک ساتھ نکاح کرنا

قاسم بن محمد سے نقل ہوتا ہے کہ معاویہ سے سوال کیا گیا کہ اگر کسی آدمی کے پاس دو بہنیں ہوں تو ان کے ساتھ وطی کر سکتا ہے؟ معاویہ نے جواب دیا کہ ”اس میں کوئی بری بات نہیں ہے۔“

نعمان بن بشیر نے جب یہ سنا تو معاویہ سے پوچھا کہ آیا تم نے یہ فتویٰ دیا ہے؟ تو معاویہ نے جواب دیا ”ہاں“ (۲)۔

(۱) مروج الذهب ج ۳ / ص ۴۱۔

(۲) الدثور ج ۲ / ص ۷۷۔

۱۰۔ نماز میں تکبیر کو ترك کرنا

سعید بن مسیب سے نقل ہوتا ہے کہ ”سب سے پہلے جس نے تکبیر کو ختم کیا وہ معاویہ ہے (۱)۔“

کتاب الام میں آیا ہے کہ معاویہ جب مدینہ آیا تو اس نے نماز پڑھائی جس میں بسم اللہ الرحمن الرحیم نہیں پڑھا اور نہ ہی اٹھتے اور بیٹھے وقت تکبیر پڑھی، جس پر مہاجر اور انصار بول پڑے ”اے معاویہ تو نے نماز چوری کر لی تیری بسم اللہ الرحمن الرحیم کہاں ہے؟ اٹھتے اور بیٹھتے وقت کی تکبیر کہاں ہے؟ پھر معاویہ نے دوبارہ ان کیلئے نماز پڑھی (۲)۔ جبکہ تکبیر ایسا مسلم نماز کا جزء ہے کہ حتی کتب فقہی میں باب کا عنوان ہی یہی قرار دیا گیا ہے (۳)۔“

۱۱۔ ترك تلبیہ

ابن عباسؓ سے نقل ہوتا ہے کہ ایک دن آپ میدان عرفہ میں تھے آپ نے کہا ”اے سعید میں لوگوں کے تلبیہ کرنے کی آواز نہیں سن رہا ہوں“ سعید نے جواب دیا ”وہ لوگ معاویہ سے ڈر رہے ہیں“ پھر ابن عباس نے نکل کر آواز لگانی شروع کر دی۔

(۱) تاریخ الخلفاء ص ۲۰۰۔

(۲) کتاب الام ج ۱ ص ۱۳۰۔

(۳) فتح الباری ج ۲ ص ۲۵۳۔

” لبيك اللهم لبيك “ اگرچہ کہ معاویہ کو ناگوار گزرے خدا کی لعنت ہو ان لوگوں پر کہ جنہوں نے علیؑ کے بغض میں سنت رسولؐ کو ترک کر دیا (۱)۔

۱۲۔ نماز عیدین میں خطبہ کو مقدم کرنا

زہری فرماتے ہیں کہ نماز عیدین میں سب سے پہلے جس نے نماز سے پہلے خطبہ دیا وہ معاویہ بن ابوسفیان ہے (۲)۔

۱۳۔ بیٹھ کر خطبہ دینا

شعبی نے کہنا:

﴿اول من خطب جالسا معاویہ کثر شحمہ و عظم بطنہ﴾

سب سے پہلے جس نے جمعہ کے دن بیٹھ کر خطبہ دیا وہ معاویہ ہے (۳)۔

قارئین محترم ہم بدعت کے بارے میں اس سے زیادہ کچھ نہیں کہیں گے سوائے اس کے کہ اگر کوئی شخص دین خدا میں تصرف کرتا ہے اور اپنی رائے کو خدا اور اس کے رسولؐ کی بات سے مقدم جانتا ہے تو آپؐ خود اس بات کا فیصلہ کریں کہ ایسے آدمی کی جگہ

(۱) سنن نسائی ج ۵ ص ۲۵۳، سنن کبریٰ للبیہقی ج ۵ ص ۱۱۳۔

(۲) تاریخ الخلفاء ص ۲۰۰، کتاب الام ج ۱ ص ۲۶۹، فتح الباری ج ۲ ص ۵۲۴، المصنف ج ۳ ص ۲۸۴

ح ۲۸۴ ج ۵۶۴، نیل الاوطار ج ۳ ص ۲۹۴۔

(۳) تاریخ الخلفاء ص ۲۰۰، بدایہ و نہایہ ج ۸ ص ۱۴۱۔

جہنم کے کس درجہ میں ہوگی، جبکہ آیات اور روایات کی رو سے قطعی طور پر ثابت ہے کہ بدعت حرام ہے اس میں مسلمانوں کے درمیان کسی قسم کا اختلاف نہیں ہے۔

یزید کیلئے بیعت لینا

یزید کی ولی عہدی کے زمانے میں اگرچہ بہت سے اکابر صحابہ کرام وفات پا چکے تھے اور زمانہ رسالت کی بہاریں کسی حد تک ختم ہو چکی تھیں تاہم ان میں پھر بھی اہم شخصیات باقی تھیں، جیسے حضرت امام حسینؑ بن علیؑ، عبداللہ بن عمرؓ، عبداللہ بن زبیر اور عبدالرحمن بن ابی بکر وغیرہ۔

اس واقعہ کی ابتداء یہاں سے ہوئی کہ معاویہ نے کوفہ کے گورنر مغیرہ بن شعبہ کو معزول کر کے اس کی جگہ سعید بن عاص کو مقرر کرنا چاہا مغیرہ کو معاویہ کے ارادہ کا علم ہوا تو وہ کوفہ سے دمشق پہنچا اور یزید سے ملاقات کی اور اس سے کہا کہ اکابر صحابہ اور قریش کے بزرگ لوگ دنیا سے رخصت ہو چکے ہیں البتہ ان کی اولادیں موجود ہیں اور تم ان سے کسی معاملے میں کم نہیں ہو، پھر بھی میری سمجھ میں نہیں آتا کہ امیر المؤمنین (معاویہ) کو تمہارے لیے بیعت لینے میں کون سا امر مانع ہے؟ یزید نے کہا تمہارے خیال میں یہ کام ہو سکتا ہے مغیرہ نے کہا ”ہاں“ یزید نے اس بات کا ذکر اپنے باپ معاویہ سے کیا، معاویہ نے مغیرہ کو بلا کر پوچھا کہ تم نے یزید سے کیا بات کی ہے؟

مغیرہ نے کہا ”امیر المومنین حضرت عثمان کے قتل کے بعد امت میں جو اختلافات اور خون ریزی ہوئی ہے وہ آپ دیکھ چکے ہیں اس لیے بہتر ہے کہ آپ اپنی زندگی ہی میں یزید کو اپنا ولی عہد مقرر کر کے بیعت لے لیں تاکہ آپ کے بعد فتنہ فساد اور خون خرابہ نہ ہو؟ معاویہ نے پوچھا کہ اس کام میں میرا کون سا تھ دے گا تو مغیرہ نے جواب دیا کہ جہاں تک اہل کوفہ کا تعلق ہے اس کا ذمہ میں لیتا ہوں اور اہل بصرہ کے لیے زیاد کافی ہے اور اس کے بعد کوئی مخالفت باقی نہیں رہے گی۔

البتہ یہ بات ضرور ذہن نشین رکھیں کہ اس کا مطلب یہ ہرگز نہیں ہے کہ مغیرہ کے کہنے سے پہلے معاویہ کے ذہن میں یزید کو ولی عہد بنانے کی کوئی بات نہیں تھی، کیونکہ تاریخ شاہد ہے کہ معاویہ نے اپنے گھر میں متعدد موقع پر اس بات کا اظہار کیا تھا کہ میرے بیٹوں میں خلافت کیلئے لائق ترین یزید ہے۔ جبکہ تاریخ کی کتابوں میں یزید کی ماں کا حاملہ ہونے کے وقت خواب میں اپنی فرج سے چاند نکلتا ہوا دیکھنا بھی نقل کیا جاتا ہے کہ جس پر یزید کی نانی نے تعبیر دی تھی کہ تیرے یہاں بیٹا پیدا ہو گا کہ جو خلیفہ بنے گا (۱)۔

معاویہ نے مغیرہ کو اس کے عہدے پر باقی رکھا اور ہر مغیرہ نے کوفہ پہنچ کر اپنے

قریبی لوگوں کو اعتماد میں لیکر یہ بات بتائی اور فی کس تین ہزار درہم دیکر اس بات پر راضی کیا کہ وہ اپنی حمایت کی یقین دہانی کریں، مغیرہ نے اپنے بیٹے موسیٰ بن مغیرہ کی قیادت میں یہ وفد دمشق بھیجا، وفد نے بڑے زور و شور سے نمک حلائی کا مظاہرہ کرتے ہوئے ولی عہد یزید کی حمایت کا یقین دلایا، لیکن معاویہ نے اس بات کو اظہار نہ کرنے کا حکم دیا، بعد میں معاویہ نے موسیٰ بن مغیرہ کو بلا کر پوچھا کہ ”تمہارے باپ نے ان لوگوں کو کتنے میں خریدا ہے؟“ موسیٰ نے جواب ”تیس ہزار درہم میں“ (۱)۔

قارئین محترم ملاحظہ کریں کہ یہ کونسا دین ہے کہ جس میں رشوتیں دیکر حمایت طلب کی جا رہی ہے، جانشینی کیلئے راستہ ہموار کیا جا رہا ہے، کونسی دیانتداری ہے۔ حتیٰ نظریہ خلافت کے قائل ہونے والے بھی اسے خلافت نہیں بلکہ بادشاہت کا نام دیتے ہیں۔

پھر معاویہ نے بصرہ کے گورنر زیاد کو بھی خط لکھا اور اپنی دیرینہ خواہش کا اظہار کیا، البتہ وہاں سے کوئی خاص اور قانع کنندہ جواب موصول نہ ہوا، ۵۳ ہجری میں زیاد کی موت کے بعد معاویہ نے دوبارہ یزید کی بیعت لینے کی تحریک کو تیز کر دیا (۲)۔

(۱) الکامل ج ۳ ص ۳۵۰۔

(۲) تاریخ طبری ج ۳ ص ۲۲۵۔

”اور بااثر لوگوں سے رابطہ کرنے کا عمل شروع ہو گیا، جیسا کہ عبد اللہ بن عمر کے پاس ایک لاکھ درہم بھیجے کہ جو اس نے قبول کر لیے لیکن جب یزید کی بیعت کا مدعی بیان کیا گیا تو اس نے یہ کہہ کر پیسے پلٹا دیے کہ ”اچھا ان کا یہ مقصد ہے پھر تو میرا دین بڑا ارزان ہے“ (۱)۔

پھر معاویہ نے مدینہ کے گورنر مروان بن حکم کو خط لکھا کہ میں بوڑھا ہو چکا ہوں مجھے اندیشہ ہے کہ میرے بعد امت میں پھر اختلاف نہ ہو جائے، اس لیے چاہتا ہوں کہ اپنی زندگی ہی میں کسی کو اپنا جانشین بنا جاؤں لہذا تم ان لوگوں سے پوچھو کہ وہ اس معاملہ میں کیا کہتے ہیں۔

مروان نے اہل مدینہ کو جمع کر کے ان کے سامنے یہ مدعی پیش کیا، اہل مدینہ نے اس تجویز کی تائید کرتے ہوئے کہا کہ ہم یہ چاہتے ہیں کہ وہ کسی شخصی کا انتخاب کر کے پہلے ہمیں بتائیں اور اس معاملہ میں غلطی نہ کریں۔

مروان نے اہل مدینہ کا جواب معاویہ کو لکھ بھیجا۔ معاویہ نے جواب میں لکھا کہ میں نے یزید کو منتخب کیا ہے، مروان نے اہل مدینہ کو مسجد نبوی میں جمع کر کے کہا کہ معاویہ نے تمہارے لیے ایک بہت مناسب شخص کا انتخاب کر لیا ہے، اور اس انتخاب میں

انہوں نے کوئی غلطی نہیں کی چنانچہ انہوں نے اپنے بیٹے یزید کو اپنا جانشین مقرر کیا ہے، اور کہا ”بے شک اللہ نے امیر المومنین معاویہ کو یزید کے بارے میں یہ بہت اچھی رائے بھائی ہے اور اگر وہ یزید کو خلیفہ بنا رہے ہیں تو بے شک ابو بکر اور عمر نے بھی تو خلیفہ بنائے تھے۔“

جس کے جواب میں عبدالرحمان بن ابی بکر نے اٹھ کر کہا ”اے مروان تو نے غلط کہا ہے اور معاویہ نے بھی غلط کیا ہے تمہارے دل میں امت محمدی کی بھلائی اور انتخاب نہیں بلکہ تم لوگ اس خلافت کو قیصریت بنانا چاہتے ہو کہ جب ایک قیصر مرا تو اس کی جگہ دوسرا قیصر یعنی اس کا بیٹا آگیا۔ ابو بکر اور عمر نے اپنے بیٹوں کو خلیفہ نہیں بنایا تھا“ مروان نے فوراً کہا ”اس شخص کو پکڑ لو یہ وہی ہے جس کے بارے میں قرآن میں آیا ہے : ﴿وَالَّذِي قَالَ لَوْلَا دِيهَ آفَ لَكُمَا﴾ (۲)۔

اور جس نے اپنے ماں باپ سے کہا تمہارا برا ہو۔ عبدالرحمن بن ابوبکر نے بھاگ کر اپنی بہن حضرت عائشہ کے گھر میں پناہ لی، پھر جس کے جواب میں حضرت عائشہ نے کہا کہ ”یہ مروان جھوٹ بولتا ہے یہ آیت ہمارے خاندان کے کسی بھی شخص کے بارے میں نہیں آئی ہے“

(۱) سورہ احقاف ۷۱۔

پھر امام حسینؑ بن علیؑ، عبد اللہ بن عمر اور عبد اللہ بن زبیر نے بھی کھڑے ہو کر یزید کی ولی عہدی تسلیم کرنے سے انکار کر دیا، مروان نے ان تمام باتوں کی خبر معاویہ کو بجھوا دی (۱)۔

اس کے ساتھ ساتھ مختلف علاقوں کے حکمرانوں کو معاویہ کی طرف سے خط لکھے گئے جو اباً کئی جگہ سے لوگ معاویہ کے پاس آئے، چاپلوسی اور خوشامدوں کا بازار گرم ہو گیا، معاویہ بھی یہی چاہتا تھا، لوگوں نے معاویہ کے فیصلہ پر تقریریں شروع کر دیں، اس طرح شام اور عراق میں آہستہ آہستہ میدان ہموار ہوتا چلا گیا۔

اب صرف حجاز والوں کا مسئلہ باقی تھا، اس لیے معاویہ ایک ہزار سوار کو ہمراہ لیکر مدینہ آیا، معاویہ نے لوگوں کو انعام و اکرام سے نوازا شروع کر دیا لیکن چند لوگوں سے سخت ناراض رہا کہ جس کا احساس ان لوگوں کو بھی ہو گیا تھا اور وہ تھے امام حسین بن علیؑ، عبد اللہ بن عمر، عبد اللہ بن زبیر اور عبد الرحمن بن ابی بکر، معاویہ نے ان سے اپنی ملاقات میں بہت سخت کلامی کی، ان لوگوں نے مدینہ کو چھوڑ کر مکہ جانے کو بہتر جانا اور یہ سب مکہ چلے گئے، اب مدینہ میں معاویہ کیلئے بظاہر کوئی مشکل باقی نہیں رہ گئی تھی، معاویہ کے کام میں کافی آسانی ہو گئی اور ظاہر امدینہ کی حد تک وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہو گیا تھا۔

(۱) الکامل ج ۳ ص ۳۷۷۔

ان تمام باتوں کی اطلاع حضرت عائشہ کو برابر پہنچتی رہتی تھی لہذا جب معاویہ حضرت عائشہ کے پاس آیا تو حضرت عائشہ نے معاویہ کی بہت سرزنش کی اور کہا ”مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم نے ان لوگوں کے متعلق کہا ہے کہ اگر وہ یزید کی بیعت سے انکار کریں گے تو ان کو قتل کر دیا جائے گا“ معاویہ نے جواب دیا ”ایسا تو نہیں کیونکہ یہ لوگ اس سے بہت بلند ہیں لیکن ان کے سوا سب لوگ بیعت کر چکے ہیں تو کیا آپ یہ خیال فرماتی ہیں کہ میں ان کی وجہ سے دوسرے تمام لوگوں کی بیعت کو توڑ دوں“ حضرت عائشہ نے جواب دیا ”بہر حال ان لوگوں کے ساتھ نرمی اور محبت سے پیش آؤ“۔

اس کے بعد معاویہ مدینہ سے فارغ ہو کر اپنے لشکر کو لیکر مکہ پہنچا ان چاروں افراد سے بھی ملاقات کی یہاں معاویہ ان لوگوں کے ساتھ بہت حسن سلوک سے پیش آنے لگا، یہ لوگ بھی اس حسن سلوک کا مطلب خوب جانتے تھے، بنی امیہ کی عادتیں اور سیرت ابلیسیہ سے سب ہی واقف تھے، جب معاویہ نے ان لوگوں سے کہا ”دیکھو یزید تمہارا بھائی ہے اور میں چاہتا ہوں کہ تم اس کی بیعت کر لو“ یہ لوگ پھر سے پھر گئے اور بیعت کرنے سے انکار کر دیا، آخر کار معاویہ ان لوگوں سے ناراض ہو کر مکہ سے نکل کر دمشق آگیا (۱)۔

(۱) الکامل ج ۳ ص ۳۵۴، تاریخ اسلام ج ۴ ص ۱۶۷۔

یہ پوری داستان ہے یزید بن معاویہ بن ہند کیلئے بیعت لینے کی، یہ تمام باتیں بدیہیات تاریخ میں سے ہیں، اس کا کوئی شخصی منکر نہیں ہو سکتا، صاحبان عقل لوگوں کو دعوت ہے کہ وہ حق مطلب کا فیصلہ کریں، ان تمام واقعات کے بعد اب کسی تبصرہ کی گنجائش باقی نہیں رہ جاتی، یہ پوری رودار بنی امیہ کے دین اور شریعت پر پابندی اور قائل ہونے کا ثبوت ہے۔

معاویہ کی موت اور یزید کا تخت نشین ہونا

معاویہ کی موت کے بعد یزید تخت نشین ہوا اور ہر خطوط بھیجنے اور طلب بیعت کا سلسلہ شروع ہو گیا انھیں خطوط میں مدینہ کے گورنر ولید بن عتبہ کے نام بھی خط بھیجا کہ جس میں لکھا ہوا تھا کہ ہر خاص و عام سے میری بیعت لو اور حسین بن علیؑ عبد اللہ بن زبیر اور عبد اللہ بن عمر سے پہلے بیعت لو، ان سب کو ایک لمحہ کی مہلت نہ دو۔

ولید نے مشورہ کیلئے مروان بن حکم کو بلوایا تو اس نے کہا کہ ان تینوں کو بلو او اور اگر بیعت نہ کریں تو فوراً قتل کرو اور گورنر نے تینوں حضرات کو بلا بھیجا، امام حسینؑ بنی ہاشم کے چند جوانوں کے ساتھ آئے، مکان کے باہر ان کو کھڑا کر دیا اور فرمایا ”اگر تم لوگوں کو میری آواز اونچی سنائی دے تو فوراً اندر آ جانا اور جب تک میں باہر نہ آ جاؤں یہاں سے ہر گز نہ جانا“ پھر اندر تشریف لے گئے، معاویہ کی موت کی خبر سنائی گئی پھر یزید کی بیعت

کامدعی بیان کیا گیا تو آپؐ نے فرمایا :

”میرے جیسا آدمی اس طرح چھپ کر بیعت نہیں کر سکتا تم لوگ باہر نکل کر سب لوگوں سے بیعت طلب کرو تو ان کے ساتھ مجھ سے بھی بیعت کرنے کیلئے کہنا۔“

ولید نے امامؑ کو جانے دیا تو مروان نے برہم ہو کر ولید سے کہا اگر ان کو اس وقت جانے دیا تو پھر یہ کبھی قابو نہ آئیں گے ان کو فوراً قتل کر دو، یہ سن کر امامؑ پلٹے اور فرمایا ”او ابن زرقاء کیا تو مجھے قتل کرے گا یا یہ تیرا ساتھی قتل کرے گا خدا کی قسم تو جھوٹا اور مکینہ ہے“ یہ کہہ کر آپؐ باہر تشریف لے آئے (۱)۔

واقعہ کربلا

معاویہ کے دور میں سیاست کو دین پر بالا رکھنے اور سیاسی اغراض کیلئے شریعت کی حدیں توڑ ڈالنے کی جو ابتداء ہوئی تھی ان کے اپنے نامزد کردہ جانشین پزید کے عہد میں وہ بدترین نتائج تک پہنچ گئی، اس کے زمانے میں تین ایسے واقعات ہوئے جنہوں نے پوری دنیائے اسلام کو لرزہ بر اندام کر دیا۔

سب سے پہلا واقعہ امام حسینؑ کی شہادت، جب مدینہ میں بیعت کرنے سے انکار

(۱) الکام ج ۳ ص ۳۷۸، تاریخ اسلام ج ۴ ص ۶۷۷، ہدایہ و نہایہ ج ۸ ص ۸۸، تاریخ طبری ج ۴ ص ۲۵۰۔

کر دیا تو آپؑ نے فوراً وہاں سے نکلنا ہی بہتر سمجھا اور مکہ تشریف لے آئے بلاشبہ وہ اہل عراق کی دعوت پر عراق کیلئے نکلے تھے، مکہ میں بھی حج کے موقع پر حج کو چھوڑ کر آپؑ نے عراق کی طرف جانے کا ارادہ کیا، البتہ اسباب خروج حسینیؑ پر مفصل بحث کی گنجائش نہیں ہے مگر ہم فقط سیاسی نکتہ نگاہ اور واقعات کو نظر میں رکھتے ہوئے بیان کرنا چاہتے ہیں جیسا کہ ہم مقدمہ میں بھی بیان کر چکے ہیں کہ ہمارا مقصد فقط بنی امیہ کے کارناموں کو سامنے لانا ہے کہ جو تاریخ میں محفوظ ہیں لیکن بعض لوگ اس کو پشت پردہ ڈال کر بنی امیہ کے غیر واقعی چہرہ کو روشناس کرانا چاہتے ہیں، تاریخ کی مستند کتب میں حالات یزید بن معاویہ کے بارے میں جو کچھ بیان ہوا ہے اس کو دیکھ کر ہر غیر مت مند اور غیور شخص اس کے خلاف آواز اٹھانے پر مجبور ہوگا، اگرچہ کہ بعض اصحاب کا یہ قدم نہ اٹھانا اس بات پر دلالت نہیں کرتا کہ وہ یزید بن معاویہ سے راضی تھے بلکہ اپنی دانست میں مصلحت اندیشی سے کام لیتے ہوئے خاموشی اختیار کیئے ہوئے تھے جبکہ امام حسینؑ نے اپنے نانا کے دین کو برباد ہوتے ہوئے دیکھا تو یہ قدم اٹھایا اگرچہ یہ امر واقعی ہے کہ وہ کوئی فوج لیکر نہیں جا رہے تھے، بلکہ ان کے ساتھ ان کے بال بچے تھے اور ۳۲ سوار اور چالیس پیادے، اسے کوئی شخص بھی فوجی چڑھائی نہیں کہہ سکتا ہے ان کے مقابلے میں عمر بن سعد بن ابی وقاص کے تحت جو فوج کوفہ سے بھیجی گئی تھی اس کی تعداد حد اقل چار ہزار تھی، کوئی ضرورت نہ تھی کہ اتنی بڑی فوج اس چھوٹی سے جمعیت سے

جنگ ہی کرتی اور اسے قتل کر ڈالتی وہ اسے محصور کر کے با آسانی گرفتار کر سکتی تھی، جبکہ امام حسینؑ نے آخری وقت میں جو کچھ کہا تھا وہ یہ تھا کہ یا تو مجھے واپس جانے دو یا کسی سرحد کی طرف نکل جانے دو یا مجھ کو یزید کے پاس لے چلو، لیکن شامیوں نے کوئی بات نہ مانی آخر کار امامؑ سے جنگ کی گئی، ایک ایک صحابی جنگ کے لیے میدان میں جاتا رہا اور شہید ہوتا رہا، امامؑ نے روز عاشور سے پہلے کئی مرتبہ اور خود عاشور کے روز متعدد مرتبہ شامیوں کے سامنے حجت تمام کی، اپنا تعارف کروایا، رسول خداؐ کی احادیث کا حوالہ دیا، مگر یہ سب باتیں کیونکر یزیدیوں پر اثر کرتیں، عمر بن سعد تو یزید کے کیئے گئے وعدہ کا خواب دیکھ رہا تھا کہ اس کو شہر ری کی گورنری مل جائے گی، جبکہ امامؑ نے اس سے کربلا میں یہ فرما دیا تھا کہ تجھے ری کی حکومت کا ایک دانہ بھی نصیب نہیں ہوگا اور واقعاً ایسا ہی ہوا یزید بن معاویہ اپنے وعدے سے مکر گیا، شمر بن ذی الجوشن کہ جو علی بن ابی طالبؑ کے سامنے خارجی کے روپ میں آکر کھڑا ہو گیا تھا اور پھر جب خارجیوں کا قصہ ختم ہوا تو دین محمدی سے اپنے بغض اور کینے کو نکالنے کیلئے معاویہ ابن ہند کے ساتھ جا ملا تھا، حتیٰ قتل امام حسنؑ میں بھی اس شمر کا ہاتھ تھا شمر ہمیشہ مروان کے شانہ بشانہ رہ کر اپنی اسلام دشمنی کی بھڑاس نکالتا رہا، ادھر محمد بن اشعث کہ جس کا ذکر شہادت امام حسنؑ میں گزر چکا ہے وہ بھی اسی ملعون کا بیٹا ہے کہ جو خارجی بنا اس سے پہلے مرتد ہوا پھر علیؑ کے قتل میں بھی ایک طریقے سے شریک رہا، خلاصہ یہ کہ اس یزیدی فوج میں اکثر افراد ایسے جمع

تھے جن کا ماضی ان کے سیاہ کارناموں سے بھرا ہوا تھا۔ جب آخر میں امامؑ تنہا رہ گئے تو اس سے پہلے کہ وہ بھی میدان جنگ میں جاتے اپنے چھوٹے بیٹے علی اصغرؑ کی عمر چھ ماہ کے قریب بتلائی جاتی ہے، انھوں نے اپنے اس بچے کیلئے پانی کی درخواست کی کہ جس کے جواب میں وہاں سے تیر آیا اور یہ چھ ماہ کا بچہ بھی شہید ہو گیا، حد اقل یزیدیوں کو یہ تو احساس کرنا تھا کہ اس بچے کا کیا قصور ہے اگر وہ امام حسینؑ کو غلطی پر سمجھ بھی رہے تھے تو اس بچے کی کیا غلطی ہے، مگر بات وہی ہے کہ خاندان رسالت سے دشمنی میں اندھے ہو گئے تھے، دین تو دور کی بات ہے انسانیت سے بھی ہاتھ دھو بیٹھا تھا۔

پھر جب امامؑ میدان جنگ میں آئے اور جب لڑتے لڑتے زخموں سے چور ہو گئے تو پھر بھی ان کو گھیرے میں لیکر قتل کیا گیا اور فقط یہ کہ قتل کر کے چھوڑ دیتے ان کے سر مبارک کو ان کے جسم سے جدا کیا گیا اور جو کچھ ان کے بدن پر تھا لوٹا گیا اور بات یہیں ختم نہیں ہوتی بلکہ گھوڑوں کی نعلیں تبدیل کر کے ان کی لاش پر گھوڑے دوڑائے گئے۔ (العیاذ باللہ) یہ کونسا دین اور کونسی انسانیت ہے، بات یہاں پر آکر ختم نہ ہوئی، اب ان کی قیام گاہ کا رخ کیا گیا، خیام کو لوٹا گیا اور پھر آگ لگا دی گئی، خواتین اہل بیت رسولؐ کے سروں سے چادریں اتاری گئیں، وہ وہ ظلم کیئے گئے کہ جس پر انسانیت قیامت تک شرمسار رہے گی، بد سلوکی اور اسلام دشمنی یہاں پر بھی ختم نہیں ہوئی اس کے بعد جو کچھ خاندان رسالت کی خواتین اور بچوں کے ساتھ ہوا تاریخ کس عاجزی کے ساتھ اس

کو بیان کرتی ہے، خواتین اور بچوں کو اسیر بنا کر کوفہ لایا گیا نہ فقط اس پر اکتفاء کیا بلکہ شہداء کے سروں کو نیزوں پر اٹھا کر کربلا سے کوفہ اور کوفہ سے شام لایا گیا جگہ جگہ ان کی نمائش کی گئی، ملک میں جشن کا سماں بنایا گیا۔

جس وقت شہداء کے سر اور خواتین کو اسیر بنا کر کوفہ لایا گیا تو ابن زیاد نے کہا ”حمد و ثناء ہو خدا کیلئے جس نے حق اور اہل حق کو ظاہر کر دیا اور امیر المومنین یزید اور اس کی فوج کو فتح نصیب کی اور بہت زیادہ جھوٹ بولنے والے کے بہت زیادہ جھوٹ بولنے والے بیٹے حسین بن علی اور ان کے ساتھیوں کو قتل کر دیا (العیاذ باللہ)۔

قلم شرمندہ ہے بارگاہ خدا اور اس کے رسول کے حضور میں کہ ان الفاظ کو نقل کر رہا ہے، یہ حرام زادہ ابن حرام زادہ ان بزرگ ہستیوں کے بارے میں یہ کہہ رہا ہے کہ جس نے رسول کی گود میں پرورش پای ہو، فاطمہ کے بطن سے وجود میں آیا ہو اور جس کا باپ فاتح خیبر و خندق اور باب علم ہو، جس کے باپ کو رسولؐ نے کہہ دیا کہ حق علی کے ساتھ ہے اور علی حق کے ساتھ، یہ کمینہ انہیں کذاب کہہ رہا ہے، استغفر اللہ من ذلك۔

نیز جب شہداء کے سر اور اہل بیت کی خواتین کو یزید کے دربار میں اس کے سامنے پیش کیا گیا تو اس نے اپنی چھڑی سے سر مبارک امام حسینؑ کی توہین کرنی شروع کر دی جس پر وہاں موجود ایک صحابی نے یزید سے کہا۔

کیا تو نہیں جانتا کہ جن ہونٹوں پر تو چھڑی مار رہا ہے وہاں رسول خدا اپنے لب مبارک سے بوسہ لیا کرتے تھے، اس سے زیادہ جزئیات میں جانے کی مجھ میں ہمت نہیں ہے، بیشتر تفصیل کیلئے کتب تاریخ سے مراجعہ کریں (۱)۔

اگر تمام فضائل اور مناقب اہل بیتؑ اور شریعت اسلام سے صرف نظر بھی کر لیا جائے تو فقط انسانیت کے نکتہ نگاہ سے دیکھیں تو یہ ساری کاروائی جو میدان کربلا سے لیکر کوفہ اور کوفہ سے دمشق تک ہوئی اس کا ایک ایک پہلو انسانیت کیلئے لرزہ خیز ناجائز اور مکروہ عمل ہے، اگر یزید بن معاویہ میں زرہ برابر بھی شرافت ہوتی تو فقط وہ یہ سوچتا کہ فتح مکہ کے دن اس حسینؑ کے نانار رسول خداؐ نے اس کے اجداد کو کس طرح معاف کیا تھا، لیکن بات پھر وہی ہے کہ اگر انسانیت اور شرافت کا کوئی تصور بنی امیہ کے پاس ہوتا تو یہ واقعہ پیش ہی کیوں آتا۔

مدینہ پر حملہ

جسے تاریخ میں واقعہ حرہ کے نام سے یاد کیا جاتا ہے حرہ مدینہ کے مشرق میں اس مقام کا نام ہے کہ جو نہایت گرم اور بے آب علاقہ ہے، یہ واقعہ اہل مدینہ کا یزید کی

(۱) طبری ج ۴ ص ۳۰۱ تا ۳۵۹، الکامل ج ۳ ص ۲۰۷ تا ۲۲۳، بدایہ و نہایہ ج ۸ ص ۷۰ تا ۲۰۴،

تاریخ اسلام ج ۵ ص ۵ تا ۲۰۔

بیعت سے خارج ہونے کے سبب پیش آیا، قریش نے عبداللہ بن مطیع اور انصار نے عبداللہ بن حنظلہ بن ابی عام کی بیعت کر لی تھی۔

اس سے پہلے یزید نے کئی افراد کو مدینہ سے بلا کر بیعت لینے کے بعد خوب اچھی طرح سے انعام و اکرام سے نوازا، پھر جب یہ لوگ مدینہ پلٹ کر آئے تو کسی نے کہا میں خلعت بیعت کرتا ہوں جیسے یہ عمامہ اپنے سر سے اتار رہا ہوں، کسی نے کہا جیسے یہ نعلین (جوتیاں) اپنے پاؤں سے اتارتا ہوں وغیرہ، اور وہ سب یزید کے نمائندے عثمان بن محمد بن ابی سفیان کے جو یزید کا چچا زاد بھائی بھی تھا اس کو نکالنے کیلئے جمع ہو گئے ادھر بزرگان بنی امیہ نے مروان بن حکم کے گھر میں پناہ لے لی بنی امیہ نے اپنی ساری روداد یزید کو لکھ بھیجی، یزید نے فوراً دس ہزار سوار گھوڑے یا بارہ ہزار کی فوج مرتب کی، اہل دمشق کیلئے عبداللہ بن مسعدہ کو سردار مقرر کیا، اہل حمص کیلئے حصین بن نمیر السکونی کو اہل اردن کیلئے جیش بن دلجۃ القصبی کو اہل فلسطین کیلئے روح بن زنباع الجذامی کو اور اہل قنسرین کیلئے طریف بن حساس ہلالی کو مقرر کیا، اور سب کا سردار مسلم بن عقبہ المزنی کو بنایا، یزید نے مسلم بن عقبہ سے چلتے وقت کہا ”ان لوگوں کو تین دن کی مہلت دینا اگر میری اطاعت میں پلٹ کر آجائیں تو صحیح ہے اور ان کو چھوڑ دینا ورنہ خدا کی مدد سے ان کو قتل کر دینا اور جب ان پر غلبہ پا جاؤ تو اہل مدینہ تمہارے لیئے تین دنوں تک کیلئے مباح ہیں، اور جب مدینہ سے فارغ ہو جاؤ تو مکہ کو جا کر گھیرے میں لینے لینا اور اگر تم کسی

حادثہ کا شکار ہو جاؤ تو تمھاری جگہ حصین بن نمیر سکونی لے لیگا۔ ادھر مکہ پر ابن زبیر نے قبضہ کر لیا تھا، اور یزید کے خلاف خطبہ دیتے ہوئے کہا کہ ”یزید بندر بازی کرتا ہے شراب الخمر ہے تارک الصلاة ہے اتنی شراب پیتا ہے کہ نشہ میں دھت ہو کر گر پڑتا ہے۔“

مسلم بن عقبہ اپنی فوج کے ساتھ مدینہ پہنچا تو عبد الملک بن مروان کو جو بعد میں جا کر خود بھی خلافت کی کرسی پر بیٹھا تھا، مسلم بن عقبہ کو مشورہ دیا کہ تم مدینہ کے مشرق کی جانب مقام حرہ سے حملہ کرو تو کامیاب رہو گئے سورج تمھارے پیچھے اور ان لوگوں کی صورت پر ہوگا، اگر تمھاری بات مان جائیں تو صحیح ہے ورنہ انھیں قتل کر دینا، مسلم بن عقبہ نے عبد الملک بن مروان کا شکریہ ادا کر کے فوج کو لیکر مشرق کی طرف آگیا، لوگوں کو تین دن کی مہلت دی اور پھر چوتھے دن کہ جو ذی الحج کی ۲۸ اور سال ۶۳ ہجری کا دن تھا مدینہ پر چڑھائی کر دی، طرفین میں گھمسان کی جنگ ہوئی جس میں مدینہ کے بزرگان بھی مارے گئے جن میں اصحاب رسولؐ اور تابعین کی بہت بڑی تعداد شامل ہے۔

قتل ہونے والے صحابیوں کی تعداد سات سو تک بتائی جاتی ہے جبکہ مرنے والوں کی تعداد دس ہزار ہے، جب اہل مدینہ مغلوب ہو گئے تو شہر میں کھل کر قتل و غارت کیا گیا جو کوئی مل رہا تھا اسے قتل کیا جا رہا تھا، حتیٰ کہ ایک عورت مسلم بن عقبہ کے پاس آئی اور

کہنے لگی کہ میں تمہاری غلام ہوں اور میرا بیٹا تمہاری اسارت میں ہے، مسلم بن عقبہ نے حکم دیا کہ اس کے بیٹے کا سر کاٹ کر اس عورت کو دید و اس پر عمل کیا گیا، پھر مسلم بن عقبہ نے اس عورت سے کہا کہ ”یہی تیرے لیے غنیمت نہیں ہے کہ تجھے زندہ چھوڑا ہوا ہے اور تو مجھ سے اپنے بیٹے کے بارے میں بات کر رہی ہے۔“

اس کے علاوہ مدینہ کی مسلمان خواتین کے ساتھ تجاوز کیا گیا، جب سب کچھ اپنی فوج پر تین دن تک کیلئے حلال کر دیا تو خواتین بھی ان میں شامل تھیں کہ جس کے نتیجہ میں تاریخ بتاتی ہے کہ اس سال بغیر شوہر کے ایک ہزار عورتیں حاملہ ہوئیں۔

تین دن تک مسجد نبویؐ میں اذان اور نماز نہ ہو سکی فقط ایک آدمی سعید بن مسیبؓ مسجد میں بیٹھا نماز پڑھتا رہا، بعد میں جس کو سپاہی پکڑ کر مسلم کے پاس لے آئے مسلم نے ان کی گردن کاٹنے کا حکم دیدیا، لیکن وہاں کسی نے شہادت دے دی کہ یہ شخص دیوانہ ہے اس لیے انھیں چھوڑ دیا گیا مسجد نبویؐ میں گھوڑے باندھے گئے کہ جس کے نتیجہ میں تین دن میں پوری مسجد ان کی غلاظتوں سے بھر گئی اور یہ سارا کام یزید کے کہنے پر ہوا، مزید تفصیلات کیلئے رجوع کریں (۱)۔

بنا بر فرض محال اگر یہ تسلیم بھی کر لیا جائے کہ اہل مدینہ کی بغاوت ناجائز تھی مگر کیا

(۱) بدایہ و نہایہ ج ۸ ص ۲۲۰ تا ۲۲۷، اکامل ج ۳ ص ۴۵۵، تاریخ طبری ج ۴ ص ۳۷۰، تاریخ اسلام ج ۵ ص ۲۳۔

کسی باغی مسلمان آبادی بلکہ حتی غیر مسلم باغیوں اور حربی کافروں کے ساتھ بھی اسلامی قانون کی رو سے یہ سلوک جائز تھا؟ اور یہاں تو معاملہ کسی اور شہر کا نہیں بلکہ خاص مدینۃ الرسولؐ کا تھا جس کے متعلق آپؐ کا ارشاد ہے جیسے :

﴿لَا يَرِيدُ أَحَدُ الْمَدِينَةِ بَسْوَةً إِلَّا أَذَابَهُ اللَّهُ فِي النَّارِ ذُوبُ الرِّصَاصِ﴾

مدینہ کے ساتھ جو شخص بھی برائی کا ارادہ کرے گا اللہ اسے جہنم کی آگ میں سیسے کی طرح پگھلا دے گا۔

نیز ایک اور مقام پر ارشاد ختمی مرتبہ ہے :

﴿اللَّهُمَّ مَنْ ظَلَمَ أَهْلَ الْمَدِينَةِ وَ أَخَافَهُمْ فَاخْفِهِ وَ عَلَيْهِ لَعْنَةُ اللَّهِ

وَالْمَلَائِكَةُ وَالنَّاسُ أَجْمَعِينَ لَا يَقْبَلُ مِنْهُ صَرْفٌ وَ لَا عَدْلٌ﴾ (۱)۔

پروردگار جو کوئی بھی اہل مدینہ پر ظلم کرے اور ان کو ڈرائے تو اس کو خوفزدہ کر دے اور اس پر خدا اور ملائکہ اور تمام انسانوں کی لعنت ہو اور اس سے کوئی بھی چیز اس گناہ کے بدلے میں قبول نہ کرنا۔

اس کے علاوہ لاتعداد روایات جو کتب روائی صحاح ستہ میں نقل ہوئی ہیں کہ جس میں شہر مقدس مدینہ منورہ کی فضیلت بیان کی گئی ہے۔

(۱) روح المعانی ج ۲۶ ص ۷۲۔

بہر حال یہ امر واضح ہے کہ یزید یوں کونہ کوئی خدا کا لحاظ تھا اور نہ ہی شریعت کا،
قارئین محترم ان تمام چیزوں کے باوجود آپ اس شخص کو مسلمان ماننے کیلئے تیار ہیں؟

مکہ مکرمہ پر حملہ

مسلم بن عقبہ مدینہ میں قتل و غارت گری کرنے کے بعد جنگ کی نیت سے مکہ کی
جانب روانہ ہوتا ہے جب وہ ثنیۃ ہر شاکہ کے مقام پر پہنچتا ہے تو اپنی فوج کے سرداروں کو
جمع کر کے کہتا ہے کہ یزید بن معاویہ نے کہا تھا کہ اگر تم کسی حادثہ کا شکار ہو جاؤ تو اپنی جگہ
حصین بن نمیر سکونی کو جانشین بنادینا پھر اس نے حکم دیا کہ مکہ جا کر عبداللہ بن زبیر کو قتل
کر دینا اور وہ اسی مقام پر موت کا نوالہ بن گیا۔

حصین بن نمیر اپنی فوج کے ساتھ جب مکہ پہنچا تو محرم ختم ہونے میں چار روز باقی
تھے ادھر عبداللہ بن زبیر سے مدینہ کے وہ شرفاء جو بچ گئے تھے آکر مل گئے، اسکے علاوہ
نجد بن عامر حنفی اپنے قبیلے کے کچھ لوگوں کو لیکر ابن زبیر کی حمایت میں مکہ پہنچ چکا تھا۔
کئی دن تک گمسان کی جنگ رہی، دونوں طرف کے کئی لوگ مارے گئے، شامیوں
نے مکہ کو گھیرے میں لے رکھا تھا جب مکہ فتح نہ ہو سکا تو ہفتہ کے روز تین ربیع الاول کو
چاروں طرف سے مجاہدین لگائی گئیں خانہ کعبہ کے اوپر پھتروں اور آگ کے گولوں کی
بارش کئی گئی کہ جس کے سبب اسی روز خانہ کعبہ کی دیوار مبارک ایک طرف سے مسمار

ہو گئی اور غلاف کعبہ میں آگ لگ گئی حتیٰ حضرت ابراہیمؑ نے جو حضرت اسماعیلؑ کی قربانی کی تھی جس میں بھیڑا کر ذبح ہو گیا تھا اس کے سینک جو اس وقت تک کعبہ کی چھت پر نصب تھے وہ بھی جل گئے۔ خلاصہ یہ کہ خانہ کعبہ پوری طرح سے منہدم ہو گیا لیکن پھر بھی یہ جنگ جاری رہی یہاں تک کہ عبداللہ بن زبیر کو اطلاع ملی کہ چودہ ربیع الاول کو یزید مرچکا ہے، اس نے شامیوں کو مخاطب کرے کہا ”اے شامیوں خدا نے تمہارے غارت گری کرنے والے خلیفہ کو مار دیا ہے“ اہل شام کو یقین نہ آیا حتیٰ یہ کہ ثابت بن قیس بن القیق یزید کے مرنے کی خبر لیکر آیا۔ یہ بات سنتے ہی شامیوں نے فرار کرنا شروع کر دیا اور حصار خود بخود ختم ہو گیا (۱)۔

یہ تھی یزید بن معاویہ بن ہند کے کارنامے کے ہم نے جن کو بہت اختصار کے ساتھ بیان کیا ہے، وہ تو خدا کا کرنا یہ ہوا کہ زندگی نے اس کا ساتھ نہ دیا اور نہ اور کیا گل کھلاتا، لعنة اللہ علیہ و علی آباء۔

قتل امام حسینؑ یزید کی رضایت سے ہوا

نہ فقط یہ کہ یزید راضی تھا بلکہ بہت خوش تھا ہمارے پاس تاریخی شواہد ہیں اس بات

(۱) ہدایہ و نہایہ ج ۸ ص ۲۲۷، تاریخ طبری ج ۲ ص ۳۸۱، الکامل ج ۳ ص ۴۶۳، تاریخ اسلام ج ۵ ص ۳۳۔

کو ثابت کرنے کیلئے، بعض لوگ جو یہ کہتے ہیں کہ یہ اس کی مرضی سے نہیں ہوا تھا اور وہ اس سے راضی نہیں یہ بات سراسر غلط ہے، اور اگر تاریخ میں کہیں ملتا بھی ہے کہ اس نے ابن زیاد پر ملامت کی تو وہ مکاری اور ریا کی وجہ سے تھا کیونکہ وہ یہ سمجھتا تھا کہ میری پیشانی پر امام کے بے گناہ قتل کا وہ سیاہ داغ لگ چکا ہے کہ جو رہتی دنیا تک میری ملامت کا سبب بنا رہے گا، چنانچہ اس نے اپنی رسوائی کے خطرات کے پیش نظر صرف زبانی لعنت بھیجی اور ندامت کا اظہار کیا۔

اس بارے میں حافظ ابن کثیر کا کہنا ہے کہ ”جب ابن زیاد نے حضرت امام حسینؑ کو مع انکے اصحاب کے قتل کر دیا اور ان کے سروں کو یزید کے پاس بھیجا تو یزید امامؑ کے قتل سے پہلے خوش ہوا اور اسکی وجہ سے ابن زیاد کی قدر و منزلت اس کے نزدیک زیادہ ہو گئی مگر وہ اس خوشی پر زیادہ دیر تک قائم نہ رہ سکا (۱)۔“

حتیٰ یہ کہ پھر ظاہری طور پر نادم ہونے کے بعد یزید کہنے لگا ”اللہ کی لعنت ہو ابن مرجانہ (ابن زیاد) پر کہ اس نے حسینؑ کو تنگ اور مجبور کر دیا حالانکہ حسینؑ نے اس سے سوال کیا تھا کہ یا تو انکو آزاد چھوڑ دیا جائے کہ جہاں چاہیں چلے جائیں یا انکو میرے پاس آنے دیا جائے یا انکو سرحد کی طرف جانے دیا جائے لیکن پھر بھی ابن مرجانہ نہ مانا اور انکو

(۱) بدایہ و نہایہ ج ۸ ص ۲۳۵۔

قتل کر دیا اور ان کے قتل سے مجھے مسلمانوں میں مبغوض بنا دیا اور ان کے دلوں میں میرا بغض اور عداوت پیدا کر دی تو اب ہر نیک و بد مجھ سے بغض رکھے گا جبکہ میرا حسینؑ کو قتل کرنا لوگوں پر شاق اور گراں گزرے گا۔ مجھے مر جانے کے بیٹے سے کیا واسطہ اللہ اس کا برا کرے اور اس پر غضب نازل ہو“ (۱)۔

یزید کے اس بیان کے آخری الفاظ میں غور فرمائیے کہ ”اب ہر نیک و بد مجھ سے عداوت رکھے گا کہ میرا حسینؑ کو قتل کرنا ان پر بہت گراں گزرے گا“ اس جملہ سے اس بات کا بھی صاف اعتراف ہے کہ وہ قاتل حسینؑ ہے کیونکہ سب کچھ اس کے حکم سے ہوا۔

رہا ابن زیاد پر لعنت وغیرہ کرنا تو وہ اس وجہ سے نہیں کہ وہ قاتل امامؑ ہے یا یہ کہ خود یزید اس قتل سے خوش نہیں ہوا بلکہ قتل امامؑ کی وجہ سے ابن زیاد کا مرتبہ اس نے اپنے یہاں بلند کیا جیسا کہ ذکر ہو چکا اور ابن زیاد پر لعنت وغیرہ کرنا اپنی رسوائی کی وجہ سے تھا۔ جیسا کہ حافظ ابن کثیر کا کہنا ہے کہ ”بے شک یزید نے ابن زیاد پر اس کے فعل کی وجہ سے لعنت تو کی اور اسکو برا بھلا بھی کہا اس وجہ سے آئندہ جب حقیقت ظاہر ہوگی اور بات کھلے گی تو پھر کیا ہوگا لیکن نہ تو اس نے ابن زیاد کو اس ناپاک حرکت پر معزول کیا اور

(۱) بدایہ و نہایہ ج ۸ ص ۲۳۵۔

نہ بعد میں اسے کچھ کہا اور نہ ہی کسی کو بھیج کر اسکا یہ شرم ناک عیب اسکو جتایا یعنی ملامت کیا ہو (۱)۔

اور اگر وہ اتنا ہی شرمندہ تھا اپنے فعل سے تو جب اہل بیتؑ نبیؐ کی خواتین بے پردہ اس کے دربار میں لائی گئیں تو اس نے ان کیلئے پردے کا انتظام کیوں نہ کر لیا، کیونکہ بعض یزید دوست لوگوں کا کہنا ہے کہ اس نے امامؑ کے گھر کی خواتین کے ساتھ بہت اچھا سلوک رکھا اور بہت احترام سے پیش آیا، بلکہ حقیقت سے اس کے برعکس ہے کیونکہ امام حسینؑ کی گھر کی خواتین نے یزید کو اس بات کا احساس بھی دلانے کی کوشش کی کہ رسولؐ کی نواسیاں بے پردہ ہیں اور تیری گھر کی کنیریں تک پردہ میں ہیں (۲)۔

اس کے علاوہ رقیہ بنت الحسینؑ کی قبر آج بھی زندان شام میں موجود ہے کہ جو تماچہ ہے ان جھوٹ بولنے والوں کے منہ پر کہ جو کہتے ہیں کہ یزید بہت احترام سے پیش آیا۔

لعنت کی سنت اور یزیدیوں کا دفاع

یزیدی ٹولہ یزید کی حمایت میں سر توڑ کوشش کرتا رہتا ہے کہ کسی طرح یزید کو بڑا متقی صالح

(۱) بدایہ و نہایہ ج ۸ ص ۲۰۴۔

(۲) بدایہ و نہایہ ج ۸ ص ۱۹۷۔

اور امام عادل اور خلیفہ راشد کے روپ میں متعارف کروائے اور اس سلسلے میں کبھی کسی کا اور کبھی کسی کا سہارا لیتے ہیں لیکن افسوس کہ وہ جس کا بھی سہارا پکڑتے ہیں وہی ان کی آرزوں اور حسرتوں کا خون کر دیتا ہے چنانچہ آجکل بڑے زور و شور سے امام غزالی کا فتویٰ شائع کیا جا رہا ہے اور ان کے متعلق لکھا جاتا ہے کہ ائمہ اربعہ کے بعد سب سے برے عالم بزرگ امام غزالی کا فتویٰ یہ ہے کہ یزید مسلمان تھا اور مسلمان پر لعنت کرنا جائز نہیں ہے، جیسا کہ امام غزالی کا کہنا ہے کہ :

”اور جو صفات لعنت کی مقتضی ہیں وہ تین ہیں کفر، بدعت اور فسق اور ان میں لعنت کرنے کی تین صورتیں ہیں پہلی صورت یہ ہے کہ وصف عام کے ساتھ لعنت کی جائے مثلاً یوں کہا جائے کہ کافروں بدعتیوں اور فاسقوں پر اللہ کی لعنت ہو دوسری صورت یہ ہے کہ وصف خاص کے ساتھ لعنت کرے مثلاً یوں کہ یہود نصاریٰ مجوسی قدریہ، خوارج، زانی، ظالم اور سود خور پر لعنت ہو، یہ دونوں صورتیں جائز ہیں لیکن اہل بدعت پر لعنت کرنے میں تردد ہے کیونکہ بدعت کا پہچاننا مشکل امر ہے، تیسری صورت یہ ہے کہ کسی شخص معین پر لعنت کرے یہ محل خطر ہے، مثلاً زید اگر کافر یا فاسق یا بدعتی ہے تو اس طرح نہیں کہنا چاہیئے کہ زید پر لعنت ہے.....“ (۱)

(۱) احیاء العلوم ج ۳ ص ۱۲۵۔

پھر چند جملہ بعد لکھتے ہیں کہ :

”اگر کوئی کہے کہ یزید نے حضرت امام حسینؑ کو قتل کیا یا اس نے قتل کی اجازت دی تو اسکو لعنت کرنا جائز ہے یا نہیں؟ تو ہم یہ کہتے ہیں کہ قتل و اجازت قتل یہ دونوں باتیں بالکل پایہ ثبوت کو نہیں پہنچیں۔“

پھر چند سطر کے بعد لکھتے ہیں کہ :

”اگر کوئی یہ کہے کہ یہ بھی کہنا جائز ہے یا نہیں کہ قاتل امام حسینؑ یا قتل کی اجازت دینے والے پر لعنت ہو ہم کہتے ہیں کہ درست یہ ہے کہ یوں کہے کہ اگر قاتل یا اجازت دہندہ قبل توبہ مرا ہو تو اس پر اللہ کی لعنت ہے کیونکہ یہ احتمال ہے کہ شاید بعد میں توبہ کر کے مرا ہو (۱)۔“

نیز چند جملوں کے بعد دوبارہ فرماتے ہیں کہ :

”اور ہم نے جو یزید کی لعنت کا یہاں ذکر کیا ہے تو اسی لیئے کیا کہ لوگ لعن کے باب میں جھٹ پٹ زبان کھول دیتے ہیں حالانکہ حدیث شریف میں ہے کہ مومن لعنت کرنے والا نہیں ہوتا، تو چاہیئے کہ جو شخص کفر پر مرگیا ہو اس کے سوا

(۱) احیاء العلوم ج ۳ ص ۱۲۵۔

کسی پر زبان لعن نہ کھولیں اور اگر لعنت ہی کرنی ہو تو معین شخص کا ذکر نہ کریں وصف عام کے طور پر لعنت کریں جیسا کہ اوپر ذکر ہوا اس سے تو یہی بہتر ہے کہ آدمی کچھ ذکر خدا کرے اور اگر نہ ہوسکے تو چپ ہی رہے اس میں سلامتی ہے (۱)۔

پہلا جواب :

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ لعن فرماتا ہے کلام پاک جیسی کتاب میں ۳۲ آیات ہیں کہ جن میں مختلف حوالوں سے مختلف لوگوں کو لعنت بھیجی گئی ہے۔ مانند :

﴿ان الذين كفروا و ماتوا وهم كفار اولئك عليهم لعنة الله﴾ (۲)

”یہ شک جن لوگوں نے کفر اختیار کر لیا اور کفر ہی کی حالت میں مر گئے انہیں پر خدا کی لعنت ہو.....“

﴿ثم نبتهل فنجعل لعنة الله على الكاذبين﴾ (۳)۔

”پھر اس کے بعد ہم سب مل کر گڑ گڑا کر جھوٹوں پر لعنت کریں گے“

(۱) احیاء العلوم ج ۳ ص ۱۲۵۔

(۲) سورۃ بقرہ ۱۶۱۔

(۳) سورۃ آل عمران ۶۱۔

یعنی آیہ مباہلہ کی بات ہو رہی کہ محمد و آل محمد اور ان کے دشمن ایک دوسرے پر لعنت کیلئے جمع ہو رہے ہیں۔

اور :

﴿اللعنة الله على الظالمين﴾ (۱)

سن رکھو کہ ظالموں پر خدا کی پھٹکار ہے۔

یا :

﴿واتبعوا في هذه الدنيا لعنة و يوم القيامة﴾ (۲)

اس دنیا میں لعنت ان کے پیچھے لگا دی گئی اور قیامت کے دن بھی لگی رہے گی۔

حتی اس کے علاوہ قرآن میں ایک جگہ ارشاد ہوتا ہے کہ خود انبیاء کرام لعنت فرمایا کرتے تھے۔

مانند :

﴿لعن الذين كفروا من بني اسرائيل على لسان داود و عيسى ابن

مریم﴾ (۳)۔

(۱) سورہ ہود۔ ۱۸۔

(۲) سورہ ہود۔ ۶۰۔

(۳) سورہ مائدہ ۸۸۔

بنی اسرائیل میں سے جو لوگ کافر تھے ان پر داؤدؑ اور

مریمؑ کے بیٹے عیسیٰؑ کی زبانی لعنت کی گئی۔

ثابت یہ ہوا کہ یہ خود خدا اور انبیاء علیہم السلام کی سنت ہے کہ نافرمانوں پر لعنت کی

جائے۔

دوسرا جواب:

امام غزالی کے پیروکاروں کو چاہیے کہ وہ شیطان کو بھی لعن نہ کریں کیونکہ امام

صاحب کا کہنا ہے کہ لعنت وغیرہ سے کیا فائدہ فقط زبان پر حمد و ثناء پروردگار ہونی چاہیے،

امام صاحب کی یہ بات خدا اور رسول خداؐ کی سنت کے خلاف ہے ہم پیامبر اسلامؐ سے

زیادہ متقی و پرہیزگار نہیں ہو سکتے لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ جگہ جگہ پیامبر اسلامؐ نے مختلف

مواقع پر دشمنان خدا اور دشمنان رسولؐ پر لعنت فرمائی ہے، امام صاحب کے بقول یہ

بات خلاف احتیاط ہے یا یوں کہیں حد اقل ترک اولیٰ ہے تو معاذ اللہ رسول خداؐ نے ترک

اولیٰ فرمایا ہے اور وہ بھی کئی بار۔

تیسرا جواب:

مزے کی بات تو یہ ہے کہ جو لوگ امام غزالی کو ائمہ اربعہ کے بعد کا مقام دیتے ہیں

اور انھیں کے فتاویٰ کو عدم جواز لعن یزید پر دلیل بنا کر پیش کرتے ہیں وہ خود اس آفت

میں مبتلی ہیں، حتیٰ خود انہی لوگوں کی طرف سے دوسرے فرقوں کے متعلق مسلمانوں

کیلئے کفر والحاد کے فتویٰ صادر ہوتے ہیں، وہ بریلوی اور اہل تشیع کے علاوہ بھی کسی کو نہیں بخشے، یہ کیسی امام صاحب کی پیروی ہے یوں بالبعض ویکفرون بالبعض، (کچھ چیزوں پر ایمان لاتے ہیں اور کچھ چیزوں کا انکار کرتے ہیں) اپنے مطلب کی بات لے لی اور جس میں اپنا نقصان نظر آیا اس کو چھوڑ دیا، اگر امام صاحب کی پیروی ہی کرنی ہے تو کم از کم تمھارا کردار دوسروں کیلئے بے ضرر ہونا چاہیے۔

چوتھا جواب:

علامہ آلوسی فرماتے ہیں کہ خود رسول خداؐ نے یزید پر لعنت فرمائی ہے، طبرانی سے روایت کرتے ہیں:

رسول خداؐ نے فرمایا:

﴿اللهم من ظلم اهل المدينة و اخافهم فاحفه و عليه لعنة الله و

الملائكة و الناس اجمعين لا يقبل منه صرف و لا عدل﴾.

اے خدا جو کوئی اہل مدینہ پر ظلم کرے اور ان کو خوفزدہ کرے تو اس کو خوفزدہ کر اور اس پر خدا ملائکہ اور سارے انسانوں کی لعنت ہو، اس ظلم کے بدلے میں اس کا کوئی عذر قبول نہ کرے۔

ایک دوسری روایت نقل فرماتے ہیں کہ:

رسول خداؐ نے فرمایا:

﴿لَعْنَهُمُ اللَّهُ وَكُلُّ نَبِيٍّ مُّجَابٍ الدَّعْوَةَ الزَّائِدَةَ فِي كِتَابِ اللَّهِ
الْمَكْذُوبِ بِقَدْرِ اللَّهِ وَالْمُسْلَطِ بِالْجَبْرُوتِ لِيُعْزَّزَ مِنْ أَذْلِ اللَّهِ يَزُولُ مِنْ
أَعْزِ اللَّهِ وَالْمُسْتَحِلِّ مِنْ عِزَّتِي وَالتَّارِكِ سِتِّي﴾

خدا اور ہر مجاب الدعوة نبی کی لعنت ہو اس پر کہ جو کتاب
خدا میں کچھ اضافہ کریں، قدر خدا کے منکرہوں جبروت پر
مسلط ہوتا کہ جس کو خدا نے ذلیل قرار دیا ہو اس کو عزت دے
اور جس کو خدا نے عزت دی ہو اس کو ذلیل کرے، آل رسول
کے قتل کو حلال سمجھے اور میری سنت پر عمل نہ کرے (۱)

جیسا کہ واقعات مدینہ میں گذر چکا ہے کہ قضیہ حرّہ کہ جو تاریخ بشریت بالخصوص
تاریخ اسلام کا شرمناک حصّہ ہے آیا اس کا مصداق یزید کے علاوہ کوئی اور ہے، آیا یہ سب
کچھ یزید کے کہنے پر نہیں ہوا تھا، اسی طرح دوسری روایت میں دیکھتے ہیں کہ چھ
گروہوں پر رسول خداؐ نے لعنت فرمائی ہے، قدر متقین تین لعنت کے مستحق گروہ کا
مصداق یزید بن معاویہ ہے، اہل بیتؑ کو خدا نے عزت دی اور اس نے ذلت دی، آل
رسول کے قتل کو حلال کر دیا، سنت رسول کا تارک تو تھا ہی، تاریخ ان تینوں چیزوں کی
ہر گز منکر نہیں ہو سکتی ہے۔

(۱) روح المعانی ج ۲۶ ص ۷۲۔

اب جبکہ رسول خداؐ اس پر لعنت فرما رہے ہیں تو ہم کو کیا حق پہنچتا ہے کہ اس پر لعنت بھیجنے میں توقف یا احتیاط سے کام لیں، بلکہ برعکس یہاں احتیاط کا تقاضا تو یہ ہے کہ سنت نبویؐ پر عمل کرتے ہوئے ضرور لعن کریں۔

پانچواں جواب:

اس کے علاوہ امام غزالی ایک اور مقام پر فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عباس ایک دن خواب سے بیدار ہوئے تو آپؓ نے انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا اور فرمایا خدا کی قسم حسینؑ قتل ہو گئے اور یہ واقعہ ان کے قتل کی خبر آنے سے پہلے کا تھا، ان کے ساتھیوں نے اسکو ماننے سے انکار کیا تو ابن عباسؓ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہؐ کو خواب میں دیکھا ہے آپؐ کے ہاتھ میں شیشہ کا برتن ہے جس میں خون ہے اور آپؐ نے فرمایا ”کیا تم نہیں جانتے کہ میری امت نے میرے بعد کیا کیا ہے؟ انھوں نے میرے بیٹے حسینؑ کو قتل کر دیا ہے اور یہ میرے بیٹے حسینؑ اور ان کے ساتھیوں کا خون ہے جس کو میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پیش کروں گا“ چوبیس روز کے بعد خبر آئی کہ اسی دن حسینؑ قتل ہوئے تھے جس دن ابن عباسؓ نے خواب دیکھا تھا (۱)۔

امام صاحب سے سوال یہ ہے کہ آیا یہ کوئی معمولی واقعہ ہے؟ امام صاحب کہتے ہیں امام حسینؑ کے قاتلوں پر لعنت مت بھیجو کیونکہ ممکن ہے کہ وہ توبہ کر کے مرے ہوں تو

(۱) احیاء العلوم ج ۴ ص ۵۰۷۔

کیا رسول خداؐ کے پاس یہ احتمال نہیں تھا۔ یا آپ کے بقول العیاذ باللہ رسول خداؐ احتیاط کے خلاف عمل کر رہے تھے، رسول خداؐ نے تو نہیں فرمایا کہ اگر وہ توبہ کر کے نہیں مریں گے تو اس صورت میں خدا کی بارگاہ میں یہ خون لیکر فریاد کروں گا۔

چھٹا جواب:

امام غزالی کا سارا زور اس بات پر ہے کہ ممکن ہے انھوں نے توبہ کر لی ہو مگر تاریخ اس احتمال اور امکان کو کالعدم قرار دیتی ہے، کیونکہ یزید کی موت اس وقت ہوئی ہے کہ جب یزیدی لشکر مکہ کو حصار میں لیئے ہوئے تھا۔ یعنی اس کی طرف سے ظلم کا بازار مسلسل گرم تھا نادم ہوتا تو کہیں تو اظہار کرتا کہ میں نے آل رسولؐ کے ساتھ ایسا کیوں کیا؟ یا مدینہ پر حملہ کروا کر غارتگری کیوں کی یا یہ کہ مکہ مکرمہ پر کیوں حملہ کا حکم دیا۔ اگر ہم تسلیم کر کے یہ مان بھی لیں کہ اس نے ممکن ہے کہ توبہ کر لی ہو، لیکن امام غزالی اس بات کو بھول گئے کہ گناہ دو قسم کے ہوتے ہیں، ایک حقوق الناس اور ایک حقوق اللہ حق اللہ تو خدا جب چاہے معاف کر سکتا ہے اس کیلئے کوئی قید و شرط نہیں ہے جبکہ حق الناس کے معاف ہونے کی اساسی شرط یہ ہے کہ جس کا حق غصب ہوا ہے یا جس پر ظلم ہوا ہے اس کا معاف کرنا ضروری ہے، جبکہ ہمیں معلوم ہے کہ اہل بیت پیامبرؐ کی طرف سے کسی ایک آدمی نے بھی اس بات کا اظہار نہیں کیا کہ ہم نے یزید کو معاف کر دیا بلکہ اس کے برعکس تاریخ میں متعدد مقامات پر ان ظلم و ستم کو یاد کیا گیا ہے اور اس کے فاعلین کو لعنت ملامت کی گئی ہے۔

ساتواں جواب :

خداوند عالم کا ارشاد ہے کہ :

﴿وَالَّذِينَ يَنْقُصُونَ عَهْدَ اللَّهِ مِنْ بَعْدِ مِيثَاقِهِ وَيَقْطَعُونَ مَا أَمَرَ اللَّهُ بِهِ أَنْ يُوصَلَ وَيُفْسِدُونَ فِي الْأَرْضِ أُولَٰئِكَ لَهُمُ اللَّعْنَةُ وَلَهُمْ سُوءُ الدَّارِ﴾ (۱).

اور جو لوگ خدا سے عہد و پیمان پکا کرنے کے بعد توڑ ڈالتے ہیں اور جن تعلقات کے قائم رکھنے کا خدا نے حکم دیا ہے انہیں قطع کرتے ہیں اور روئے زمین پر فساد پھیلاتے پھرتے ہیں ایسے ہی لوگ ہیں جن کے لیئے لعنت ہے اور ایسے لوگوں کیلئے برا گھر (جہنم) ہے۔

کلمہ فساد کی ضد اصلاح ہے یعنی ہر وہ کام کہ جو تخریب کاری ویرانگری کا سبب بنے وہ فساد ہے جیسا کہ خود قرآن میں اسی طریقہ سے معنی کیا گیا ہے۔

﴿وَالَّذِينَ يَفْسِدُونَ فِي الْأَرْضِ وَلَا يُصْلِحُونَ﴾ (۲).

جو لوگ روئے زمین پر فساد پھیلا کر رہتے ہیں اور اصلاح نہیں کرتے

(۱) سورہ رعد ۲۵۔

(۲) سورہ شعراء ۱۵۲۔

یا: ﴿وَاللّٰهُ يَعْلَمُ الْمَفْسَدَ مِنَ الْمَصْلَحِ﴾ (۱).

اور خدا فسادى کو خير خواہ سے الگ جانتا ہے۔

اب اس سے زيادہ نہیں کہنا کہ آپ خود فيصلہ کریں کہ کون فسادى ہے اور کون اصلاح امت کا داعى، حالات و واقعات بنی ہاشم خاندان رسالت بھی آپ کے سامنے ہے اور گمراہى اور وضالت میں غرق بنی امیہ کی کارستانیاں بھی واضح ہیں، اور خدا ایسے لوگوں کو لعنت فرما رہا ہے، آیا قتل امام حسنؑ اور امام حسنؑ فساد نہیں ہے؟ آیا مدینہ میں قتل و غارتگری فساد نہیں ہے؟ آیا مکہ مکرمہ پر حملہ اور آگ لگانا فساد نہیں؟ آیا حضرت علیؑ کے خلاف معاویہ کا خروج فساد نہیں ہے ان تمام باتوں کا جواب خود انسان کے وجدان میں موجود ہے، کونسی احتیاط باقی رہ جاتی ہے یعنی دشمن خدا کو لعن کرنے میں بھی کوئی احتیاط کا تصور پایا جاسکتا ہے۔ ہم اپنی گفتگو کو یہیں ختم کرنے پر اکتفاء کرتے ہیں، ورنہ کثرت سے آیات اور روایات فقط اس مطلب کے اثبات کیلئے بیان کی جاسکتی ہیں۔

حدیث قسطنطنیہ اور اس کا جواب

یزیدی ٹولہ اپنے آقا یزید بن معاویہ بن ہند کی حمایت اور اس کو پاک و صالح ثابت کرنے کیلئے ایک حدیث سے استدلال کرتا ہے کہ وہ مخشاشیا ہوا ہے۔

(۱) سورہ بقرہ ۲۲۰۔

رسول خداؐ نے فرمایا :

﴿اول جيش من امتي يغزون مدینه قیصر مغفور لهم﴾

”میری امت کا پہلا لشکر جو قیصر کے شہر قسطنطنیہ پر

حملہ کرے گا و بخشا ہوا ہے“

اور اس کا مصداق یزید بن معاویہ ہے کیونکہ وہ پہلے حملے میں شریک تھا۔

اول تو یہ بات صحیح نہیں ہے کہ یزید پہلے حملے میں شریک تھا کیوں پہلے حملے کے

بارے میں کافی اختلاف پایا جاتا ہے کہ کب ہوا تھا۔

امام الحدیث علامہ بدر الدین عینی شارح صحیح بخاری کہتے ہیں کہ ”اور کہا گیا ہے کہ

معاویہ نے ایک لشکر جس کا سردار سفیان بن عوف تھا قسطنطنیہ، پر چڑھائی کرنے کیلئے

بھیجا، وہ لشکر روم کے شہروں کو فتح کرتے ہوئے بڑھتا چلا گیا اس لشکر میں عبداللہ بن

عمر، عبداللہ بن زبیر اور ابو ایوب انصاری تھے۔ اور ابو ایوب انصاری اس زمانہ حصار میں

فوت ہوئے میں کہتا ہوں کہ یہ بات بالکل ظاہر ہے کہ یہ اکابر اصحاب سفیان بن عوف کی

قیادت میں تھے، یزید کی قیادت میں نہ تھے کیونکہ یزید اس کا اہل نہ تھا کہ یہ بڑے

حضرات اس کی خدمت (ماتحت کی حیثیت) میں رہیں اور مطلب کہتا ہے کہ ”اس حدیث

سے معاویہ کی منقبت ثابت ہوتی ہے کیونکہ اس نے ہی سب سے پہلے دریائی جنگ کی اور

اس کے بیٹے یزید کی بھی منقبت ثابت ہوتی ہے کیونکہ اس نے سب سے پہلے قیصر کے شہر

قسطنطنیہ سے جنگ کی“ میں کہتا ہوں وہ کونسی منقبت ہے جو یزید کیلئے ثابت ہو گئی جبکہ اس کا حال خوب مشہور ہے اگر تم یہ کہو کہ حضور نے اس لشکر کے حق میں مغفور لھم فرمایا ہے تو میں کہوں گا کہ اس عموم میں یزید کے داخل ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ کسی دوسری دلیل سے اس حدیث سے خارج نہ ہو سکے کیونکہ اس میں تو اہل علم کا کوئی اختلاف ہی نہیں ہے کہ حضور کے قول مغفور لھم میں وہی داخل ہیں جو مغفرت کے اہل ہوں حتیٰ کہ اگر ان غزوہ کرنے والوں میں سے کوئی مرتد ہو جاتا تو وہ یقیناً اس بشارت کے عموم میں داخل نہ رہتا پس یہ صاف طور پر دلالت کرتا ہے کہ مغفرت سے مراد یہ ہے کہ جس کے واسطے مغفرت کی شرط پائی جائے اس کے واسطے مغفرت ہے“ (۱)۔

اگر یزید نوازوں کی بات مان لی جائے تو مطلب یہ ہوا کہ مسلمان سے مصافحہ کرنے والا اور روزہ دار کو افطار کرانے والا اور ماہ رمضان میں روزہ رکھنے والے سب بخشے بخشائے ہیں چاہے وہ حرمین طیبین کی بے حرمتی بھی کریں تو بھی معاف، کعبہ کو آگ لگا دیں تو بھی معاف، مسجد نبوی میں غلاظت ڈالیں تو بھی معاف، ہزاروں بے گناہوں کو قتل کر ڈالیں تو بھی معاف، اگر سید الانبیاء کی اولاد کو تین دن بھوکا پیاسا رکھنے کے بعد ذبح کر دیں تو بھی معاف پس سب کچھ معاف، ہو گیا نعوذ باللہ من ذلک۔

قارئین محترم اگر ایسا ہونے لگے تو دنیا کا نظام درہم برہم ہو کر رہ جائے گا پھر تو کلمہ
لا الہ الا اللہ پڑھ لو اب تو جنتی ہو گیا پھر جو کچھ ہو کر لو کوئی گناہ نہیں یعنی ساری شریعت
اور احکام اور اخلاق لغو ہے خداوند نے طولانی قرآن کیوں نازل فرمایا (العیاذ باللہ) اپنے
رسول سے کہ دیتا کہ سب کو کلمہ پڑھو ادو میں ان کو جنت میں ڈال دوں۔ (استغفر اللہ)
حافظ ابن اثیر کا کہنا ہے کہ :

” اور اسی ۴۹ ھ میں اور کہا جاتا ہے کہ ۵۰ ھ میں معاویہ نے
لشکر بلاد روم کی طرف بھیجا اور اس پر شفیان بن عوف کو
امیر بنایا اور اپنے بیٹے یزید کو ان کے ساتھ شریک ہونے کا حکم دیا
تو یزید بیٹھا رہا اور حیلے بہانے شروع کر دیئے ، معاویہ اس کے
بھیجنے سے رک گیا ، اس جنگ میں لوگوں کو بھوک پیاس اور
سخت بیماری کا سامنا کرنا پڑا تو یزید نے خوش ہو کر یہ
اشعار کہے :

ما ان ابالی بما لاقت جموعهم
بالفر قدونه من حمی و من

ہوم بدیر مرّ ان عند ام کلثوم
اذا اتکان علی انحاطہ مرتفعاً

(یعنی مجھے پروا نہیں کہ ان لشکریوں پر بخار اور تنگی و
تکلیف کی بلائیں مقام فرقدونہ میں آپڑیں جبکہ میں دیر مرّان

میں اونچی مسند پر تکیہ لگائے ہوئے ام کلثوم کو اپنے پاس لیئے بیٹھا ہوں) ”ام کلثوم بنت عبداللہ بن عامر یزید کی بیوی تھی یزید کے یہ اشعار جب معاویہ تک پہنچے تو اس نے قسم کھائی کہ اب میں یزید کو بھی سفیان بن عوف کے پاس روم کی زمین میں ضرور بھیجوں گا تا کہ اسے بھی مصیبتیں پہنچیں جو لوگوں کو پہنچی ہیں“ (۱)۔

اب بتلائیں یزید نے کس لشکر میں شرکت کی اور کہاں جہاد کیا؟

یزید کے بارے میں اعلام العلماء کی رائے

۱۔ عمر بن عبدالعزیز

ابن ابی فرات سے روایت ہے کہ ایک روز ایک شخص حضرت عمر بن عبدالعزیز کے پاس بیٹھ کر کہنے لگا ”امیر المومنین یزید بن معاویہ“ جس پر خلیفہ وقت عمر بن عبدالعزیز بہت ناراض ہوا اور حکم دیا کہ اس کو پیس کوڑے لگائے جائیں (۲)۔

۲۔ امام ذہبی

زیاد حارثی سے روایت ہے کہ ”یزید نے مجھے شراب پلائی میں نے اس پہلے اتنی اچھی

(۱) اکامل ج ۳ ص ۳۱۴۔

(۲) سیر اعلام النبلا ج ۸ ص ۴۰، تاریخ الخلفاء ص ۲۰۹۔

شراب ابھی تک نہیں پی تھی میں نے پوچھا یہ کہاں سے آئی ہے تو یزید نے جواب دیا یہ میٹھے اناروں کی ہے اصفہان کے شہد، اہواز کی شکر، طائف کے انگور اور بروئی کے پانی سے بنی ہے۔“

احمد بن مسمع سے روایت ہے کہا کہ ”ایک مرتبہ یزید شراب پی کر ناچنے لگا پھر منہ کے بل گر پڑا اور اس کی ناک سے خون جاری ہو گیا“ ان روایات کو نقل کرنے کے بعد ذہبی کا کہنا ہے کہ ”یزید شراب پیتا تھا، منکرات پر عمل کرتا تھا اس کی حکومت کا آغاز شہادت امام حسینؑ سے اور اختتام واقعہ حرہ پر ہوا پھر لوگوں کے نزدیک مبغوض ہو گیا اور اس کی عمر چھوٹی ہو گئی“ (۱)۔

۳۔ حافظ ابن حجر

جونویں صدی کے بہت بڑے محدث ہیں فرماتے ہیں کہ ”ایک جماعت کہتی ہے کہ یزید کافر ہے جیسے ابن جوزی وغیرہ اور ایک گروہ کا یہ کہنا ہے کہ وہ کافر نہیں ہے، یہ امت کا اختلافی مسئلہ ہے، اور جمہور اہل سنت کا اسی پر اتفاق ہے کہ وہ فاسق و فاجر اور شرابی تھا۔“

واقدی سے روایت ہے کہ خدا کی قسم ہم یزید کے خلاف اس وقت اٹھ کھڑے ہوئے جبکہ ہمیں خوف لاحق ہو گیا کہ اسکی بد کاریوں کی وجہ سے ہم پر آسمان سے پتھر نہ برس

(۱) سیر اعلام النبلاء ج ۴ ص ۷۳، ۷۴، ۷۵۔

پڑیں کیونکہ یزید ماؤں بیٹیوں اور بہنوں کے ساتھ نکاح جائز قرار دیتا تھا اور شراب پیتا اور نمازیں چھوڑتا تھا (۱)۔

ابن حجر پھر ذہبی سے نقل کرتے ہیں کہ اس نے کہا ”یزید نے باشندگان مدینہ کے ساتھ جو کیا سو کیا لیکن اس کے باوجود وہ شراب پیتا تھا اور ممنوعہ اعمال کا مرتکب تھا اسی سبب سب لوگ اس سے ناراض ہوئے اور کئی لوگوں نے اس کے خلاف چڑھائی کی، اور اللہ تعالیٰ نے اس کی عمر سے برکت ختم کر لی (۲)۔

ایک اور مقام پر ابن حجر فرماتے ہیں کہ: ”جان لو اہل سنت و جماعت کا یزید بن معاویہ کے کافر ہونے میں اختلاف ہوا ہے ایک گروہ نے کہا ہے کہ وہ کافر ہے چنانچہ سبط ابن جوزی وغیرہ کا قول مشہور ہے کیونکہ یزید کے پاس حضرت امام حسینؑ کا سر مبارک آیا تو اس نے اہل شام کو جمع کیا اور خیزران کی لکڑی جو اس کے ہاتھ میں تھی، اس سے امامؑ کے سر انوار کو الٹ پلٹ کرتا رہا اور زہری کے یہ اشعار جو مشہور ہیں کہ (اے کاش میرے بزرگ جو بدر میں مارے گئے آج زندہ و موجود ہوتے) اس کو پر ہتار ہا اور اس نے ان اشعار میں دو بیت اور زیادہ کئے جو صریح کفر پر دلالت کرتے ہیں ابن جوزی نے کہا کہ ابن زیاد کا امام حسینؑ کو قتل کرنا اس قدر تعجب خیز نہیں، تعجب خیز تو یزید کا خزلان ہے

(۱) صواعق محرقة ص ۲۲۱، تاریخ الخلفاء ص ۲۰۹۔

(۲) صواعق محرقة ص ۲۲۱۔

اور اس کا امامؑ کے دانتوں پر لکڑی مارنا اور آل رسولؐ کو قیدی بنا کے اونٹوں کے پالانوں پر بٹھانا ہے اور ابن جوزی نے اس قسم کی بہت سی قبیح باتوں کا ذکر کیا ہے جو اس یزید کے بارے میں مشہور ہیں، اس سے اس کا مقصد سوائے فضیحت اور سرانور کی توہین کے اور کیا تھا حالانکہ خارجیوں اور باغیوں کی تجہیز و تکفین اور نماز جنازہ بھی جائز ہے چہ جائیکہ فرزند رسولؐ کے ساتھ یہ سلوک کیا جائے، اور اگر اس کے دل میں جاہلیت کا بغض و کینہ اور جنگ بدر کا انتقامی جذبہ نہ ہوتا تو جب اسکے پاس امامؑ کا سر مبارک پہنچا تھا تو وہ اس کا احترام کرتا اور اسکو کفن دے کر دفن کرتا اور آل رسولؐ کے ساتھ نہایت اچھا سلوک کرتا“ (۱)۔

۴۔ علامہ جلال الدین سیوطی

آپؐ نے فرمایا ”اللہ کی لعنت ہو امام حسینؑ کے قاتل ابن زیاد اور یزید پر، امامؑ کربلا میں شہید ہوئے اور آپؐ کی شہادت کا قصہ طویل ہے، قلب اسکے ذکر کا محمل نہیں ہو سکتا انا للہ وانا الیہ راجعون (۲)۔

۵۔ علامہ حافظ ابن کثیر

آپؐ کہتے ہیں کہ ”بے شک یزید بن معاویہ کا مسلم بن عقبہ کو یہ کہنا کہ مدینہ تمہارے

(۱) صواعق المحرقہ ص ۲۲۰۔

(۲) تاریخ الخلفاء ص ۲۰۷۔

لیئے تین روز تک مباح ہے بہت فاحش غلطی تھی علاوہ براین جس میں قتل صحابہ اور ان کی اولاد کا قتل ہونا ہے، اور ان تین دنوں میں بڑے پیمانے پر فساد کیا گیا کہ جس کی نہ کوئی حد ہے اور نہ ہی بیان کیا جاسکتا ہے اور نہ ہی خدا کے سوا کوئی جان سکتا ہے (۱)۔

نیز ایک اور مقام پر فرماتے ہیں :

”اور بے شک روایت کی گئی ہے کہ وہ یزید مشہور تھا آلات لہو و لعب کے ساتھ اور شراب کے پینے اور گانا بجانا سننے اور شکار کھیلنے اور بے ریش لڑکوں کو رکھنے اور چھینے بجانے اور کتوں کے رکھنے میں اور سینگوں والے دنبوں اور ریچھوں اور بندروں کو آپس میں لڑانے میں اور کوئی دن ایسا نہ ہوتا تھا جبکہ وہ شراب سے مخمور نہ ہوتا اور بندروں کو زین شدہ گھوڑوں پر سوار کر کے دوڑاتا تھا، اور بندروں کے سروں پر سونے کی ٹوپیاں رکھتا تھا اور ایسے ہی لڑکوں کے سروں پر بھی اور گھوڑوں کی دوڑ کرواتا اور جب کوئی بندر مرجاتا تھا تو اسکو اس کے مرنے کا صدمہ ہوتا تھا اور کہا جاتا ہے کہ اسکی موت کا سبب یہ تھا کہ اس نے ایک بندر کو اٹھایا ہوا تھا اور اسکو اچھالتا تھا کہ بندر نے اسکو کاٹ لیا، مورخین نے اس کے علاوہ بھی اس کے قبائح بیان کئے ہیں۔ (۲)۔

(۱) بدایہ و نہایہ ج ۸ ص ۲۲۵۔

(۲) بدایہ و نہایہ ج ۸ ص ۲۳۹۔

۶۔ الکیا الہراسی

شافعیوں کے امام الہراسی سے جب یزید کے بارے میں سوال کیا گیا تو انھوں نے جواب دیا کہ ”یزید صحابہ میں سے نہیں تھا کیونکہ اس کی ولادت حضرت عثمان کے دور میں ہوئی ہے، رہا اس پر لعنت کرنا تو اس میں سلف صالحین امام ابو حنیفہ امام مالک اور امام احمد بن حنبل کے دو قسم کے قول ہیں ایک تصریح کے ساتھ (یعنی اسکا نام لیکر لعنت کرنا) دوسرا تلویح کے ساتھ (یعنی بغیر نام لیئے جیسے ”اللہ امام کے قاتلوں اور دشمنوں پر لعنت کرے“) لیکن ہمارے نزدیک ایک ہی قول ہے تصریح نہ کہ تلویح اور کیوں نہ ہو جبکہ وہ یزید چیتوں کا شکار کھیلتا اور بندروں سے کھیلتا اور ہمیشہ شراب پیتا تھا چنانچہ اس کے اشعار میں سے ایک شراب کے بارے میں یہ ہے کہ :

اقول لصحب صحت الکاس شملہم

و داعی مبابات الہوی یترنم

خذوا بنصیب من نعیم و لذۃ

فکل وان طال المری لیتعرم

(یعنی میں اپنے ساتھیوں سے کہتا ہوں جن کو دورِ جام و شراب نے جمع کر دیا ہے اور عشق کی گرمیاں ترنم سے پکار رہی ہیں کہ اپنی نعمتوں اور لذتوں کے حصہ کو حاصل کرلو کیونکہ ہر انسان ختم ہو جائے گا خواہ اسکی عمر کتنی ہی

طویل کیوں نہ ہو لہذا جو عیش کرنا ہے کرلو پھر وقت ہاتھ
نہیں آئے گا)

اور اسی پر الہی نے ایک لمبی فصل لکھی ہے جس کے ذکر کو ہم نے طویل ہونے کی
وجہ سے چھوڑ دیا ہے پھر انہوں نے ایک ورق پلٹا اور لکھا کہ :
”اگر اس میں کچھ اور بھی جگہ ہوتی تو میں قلم کی باگیں ڈھیلی چھوڑ دیتا اور کافی تفصیل
سے اس شخص (یزید) کی رسوائیاں لکھتا (۱)۔

۷۔ شہاب الدین آلوسی

آپ لکھتے ہیں کہ ”اور میں کہتا ہوں جو میرے گمان پر غالب ہے کہ وہ خبیث نبی پاکؐ
کی رسالت کی تصدیق کرنے والا نہیں تھا، بے شک اس کا مجموعی عمل جو اس نے اللہ تعالیٰ
اور اس کے رسولؐ کے حرم پاک کے رہنے والوں کے ساتھ کیا اور نبی پاکؐ کی طیب و طاہر
عترت یعنی اولاد کے ساتھ ان کی زندگی اور انکی وفات کے بعد جو کچھ روار کھا اور جو کچھ
اس سے ذلت آمیز افعال صادر ہوئے ہیں یہ زیادہ دلالت کرنے والے ہیں اسکی عدم
تصدیق پر اس شخص کے عمل سے کہ جس نے قرآن پاک کے اوراق کو نجاست میں پھینکا
اور میں یہ گمان نہیں کرتا کہ اس کا حال اس وقت کے جلیل القدر مسلمانوں پر مخفی تھا لیکن
وہ مغلوب و مقہور تھے اور ان کے لیے سوائے صبر کے اور کوئی چارہ کار نہ تھا۔

(۱) حیوة النبی ج ۲ ص ۲۲۵۔

﴿لِيقْضِيَ اللَّهُ أَمْرًا كَانَ مَفْعُولًا﴾ (۱)۔

(یعنی تاکہ خدا کو جو کچھ کرنا منظور تھا وہ پورا ہو جائے)۔
تاکہ تقدیر الہی پوری ہو کر رہے اور اگر تسلیم کر لیا جائے کہ وہ خبیث مسلمان تھا تو وہ ایسا مسلمان تھا کہ اس نے اپنے لیے اتنے کبیرہ گناہ جمع کر لیے تھے کہ احاطہ بیان سے باہر ہیں اور میرے نزدیک یزید جیسے شخص معین پر لعنت کرنا جائز و درست ہے، اگرچہ اس جیسا کوئی فاسق بھی متصور نہیں ہو سکتا اور ظاہر یہی ہے کہ اس نے توبہ نہیں کی اسکی توبہ کا احتمال اس کے ایمان کے احتمال سے بھی زیادہ کمزور ہے۔

یزید کے ساتھ ابن زیاد، ابن سعد اور اسکی جماعت کو اور انکے اعوان و انصار پر اور انکے گروہ پر اور جو بھی انکی طرف مائل ہو قیامت تک اور اس وقت تک کہ کوئی بھی آنکھ ابو عبد اللہ الحسین علیہ السلام پر آنسو بہائے“ (۲)۔
جبکہ ایک صفحہ قبل فرمایا کہ :

”(اے مخاطب) تو یہ کہے گا یزید مروود کے بارے میں کیا وہ حضرت علی علیہ السلام سے محبت رکھتا تھا یا بغض، میں گمان کرتا ہوں کہ تو اس میں شک و شبہ نہ کرے گا وہ یزید حضرت علی کے ساتھ سخت بغض و عداوت رکھتا تھا اور اسی طرح ان کے دونوں بیٹوں

(۱) سورہ انفال، ۴۴۔

(۲) روح المعانی ج ۱/ ۲۶ ص ۷۳۔

حسن و حسین علیہما السلام کے ساتھ بھی بغض و عداوت رکھتا تھا جیسا کہ معنوی طور پر احادیث متواترہ اس پر دلالت کرتی ہیں تو پھر تیرے لیے ضروری ہے کہ یہ کہے کہ وہ لعین منافق تھا (۱)۔

۸۔ امام ابن جوزی

علامہ سمھودی امام ابن جوزی سے نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ واقعہ کربلا کے بعد یزید نے اپنے چچا زاد بھائی عثمان بن محمد بن ابی سفیان کو مدینہ کا حاکم مقرر کیا اور اس کو کہا کہ اہل مدینہ سے میری بیعت لو، اس نے مدینہ آکر ایک وفد تیار کیا اور اسکو بغرض بیعت یزید کے پاس بھیجا یزید نے ان کو تحفہ تحائف دیئے مگر ان تمام چیزوں کے باوجود جب وفد واپس لوٹا تو انھوں نے یزید کی برائیاں ظاہر کیں اور کہا کہ ”ہم ایسے شخص کے پاس سے آئے ہیں جس کا کوئی دین نہیں وہ شراب پیتا اور طنبورے جاتا ہے گانے بجانے والے اس کے پاس بیٹھے گاتے جاتے رہتے ہیں اور وہ کتوں کے ساتھ کھیلتا رہتا ہے ہم تمھارے سامنے گواہی دیتے ہیں کہ ہم نے اسکی بیعت توڑ دی.....“ عبداللہ بن ابی عمرو بن حفص مخزومی نے کہا ”اگرچہ یزید نے مجھے صلہ و انعام دیا ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ وہ دشمن خدا، شرابی ہے اور میں اسکی بیعت سے اس طرح الگ ہوتا ہوں جس طرح اپنا یہ عمامہ اپنے سر سے الگ کرتا ہوں اور یہ کہہ کر اپنا

(۱) روح المعانی ج ۲۶ ص ۷۲۔

عمامہ سر سے الگ کرتا ہے، ایک اور شخص نے کہا میں اسکی بیعت سے اس طرح نکلتا ہوں جس طرح سے میں اپنی اس جوتی سے نکلتا ہوں پھر سب اس طرح کرنے لگے یہاں تک کہ عماموں اور جوتیوں کا ڈھیر ہو گیا (۱)۔

۹۔ منذر بن زبیر بنقل حافظ ابن اثیر

”بے شک یزید نے مجھے ایک لاکھ درہم انعام دیا ہے مگر اس کا یہ سلوک مجھے اس امر سے باز نہیں رکھ سکتا کہ میں تمہیں اس کا حال نہ سناؤں خدا کی قسم وہ شراب پیتا ہے اور اسے اس قدر نشہ ہو جاتا ہے کہ وہ نماز ترک کر دیتا ہے“ (۲)۔

۱۰۔ ابو الاعلیٰ مودودی

خصوصاً ان لوگوں پر تو مجھے سخت حیرت ہے جنہیں ایک طرف یزید کی خلافت کو صحیح اور حضرت حسینؑ کو غلط ٹھرانے پر تو بڑا اصرار ہے مگر دوسری طرف معاویہ کے حق میں معذرتیں پیش کرنے کیلئے ایڑی چوٹی کا زور لگاتے ہیں..... (۳)۔

(۱) وفاء الوفاء ج ۱ / ص ۱۷۷۔

(۲) الکامل ج ۳ / ص ۳۵۰۔

(۳) خلافت و ملوکیت ص ۳۴۲۔

ایک اور جگہ مولانا لکھتے ہیں :

”میرا اپنا میلان اس طرف ہے کہ صفات ملعونہ کے حاملین پر جامع طریقہ سے تو لعنت کی جاسکتی ہے مثلاً یہ کہا جاسکتا ہے کہ ظالموں پر خدا کی لعنت ہو مگر کسی شخص خاص پر معین طریقہ سے لعنت کرنا مناسب نہیں ہے۔“

آگے چل کر لکھتے ہیں ”لیکن اس کے معنی یہ بھی نہیں کہ اب یزید کی تعریف کی جائے اور اسے رضی اللہ عنہ لکھا جائے“ (۱)۔

اس کے بعد عمر بن العزیز سے منقول اس روایت کا ذکر کرتے ہیں کہ جس میں انھوں نے یزید کو امیر المومنین کہنے پر کہنے والے کو پیس کوڑے لگوائے تھے۔

البتہ یاد رہے کہ ہم پہلے لعن کرنے کی بحث میں امام غزالی کے اسی طرح توقف کرنے پر متعدد جواب دے چکے ہیں لہذا مولانا مودودی صاحب کا یہ کہنا ہرگز صحیح نہیں ہے کہ معین کر کے لعن نہ کیا جائے، بلکہ معین کر کے ہی دشمنان خدا کو لعن کی جائے کیونکہ یہ سنت خدا، رسول خدا اور انبیاء علیہم السلام ہے، کما ذکر۔

(۱) خلافت و ملوکیت ص ۱۸۳۔

قارئین محترم یہ تمام باتیں کہ جو مستند حوالوں کے ساتھ آپ کی خدمت میں پیش کی ہیں یہ سب حقائق تاریخ ہیں اب آپ خود ہی فیصلہ کریں ان تمام کارناموں کے بعد بھی معاویہ اور یزید وغیرہ کو مسلمان کہہ سکتے ہیں ہمیں تو پوری تاریخ میں ان سے مسلمانوں والا کوئی عمل نظر نہیں آتا، اب آپ پر ہے کہ اچھی طرح سے غور و فکر کر کے فیصلہ کریں۔

والسلام علی من اتبع الهدی

فہرست آیات

- (۱) انما يريد الله ليذهب عنكم الرجس ۱۵
- (۲) تعالوا ندع ابناءنا و ابناءكم ۱۸
- (۳) انما وليكم الله و رسوله ۱۹
- (۴) الذين ينفقون اموالهم ۲۰
- (۵) قل لا اسئلكم عليه اجرا ۲۱
- (۶) و من الناس من يشتري نفسه ۲۴، ۲۷
- (۷) و ما جعلنا الرءيا التي اريناك ۴۹
- (۸) و ما امر فرعون برشيد ۶۹
- (۹) و من الناس من يعجبك قوله ۷۳
- (۱۰) ان الله يامر بالعدل والاحسان ۹۷
- (۱۱) و الذي قال لوالديه اف لكما ۱۱۰

- (١٢) ان الذين كفروا و ماتوا ١٣١
- (١٣) ثم نبتهل فنجعل لعنة الله ١٣١
- (١٤) ألا لعنة الله على الظالمين ١٣٢
- (١٥) واتبعوا في هذه الدنيا ١٣٢
- (١٦) لعن الذين كفروا من بنى اسرائيل ١٣٢
- (١٧) والذين ينقصون عهد الله ١٣٨
- (١٨) الذين يفسدون في الارض ١٣٨
- (١٩) والله يعلم المفسد من المصلح ١٣٩
- (٢٠) ليقضى الله امراً كان مفعولاً ١٥٠

فہرست روایات نبیؐ

- (۱) خرج النبیؐ غداً وعلیہ مرطۃ ۱۵
- (۲) انما یرید اللہ فقال رسول اللہ اللہمہ ہولاء اہلی ۱۶
- (۳) اخذ رسول اللہ ثوبہ فوضعه ۱۷
- (۴) من مات علی حب آل محمد ۲۲
- (۵) انی قد ترک فیکم الثقلین ۲۵
- (۶) و هو منی بمنزلہ ہارون من موسیٰ ۲۶
- (۷) یا علی انت منی و انا منک ۲۷
- (۸) انت اخی فی الدنیا و الآخرۃ ۲۸
- (۹) مکتوب علی باب الجنۃ ۲۸
- (۱۰) انا حرب لمن حاربہم ۲۹

- (۱۱) خلق الانبياء من اشجار شتى ۲۹
- (۱۲) لا يحبك الا مو من ۳۰
- (۱۳) انما رفع الله القطر ۳۱
- (۱۴) اللهم هولاء اهل بيتي ۳۱
- (۱۵) حب علي بن ابي طالب يا كل السيئات ۳۳
- (۱۶) من آذاك فقد آذاني ۳۳
- (۱۷) ان الله يغضب لغضبك ۳۴
- (۱۸) فاطمة بضعة مني ۳۴
- (۱۹) من احب الحسن والحسين ۳۵
- (۲۰) فاذا سجد وثب الحسن والحسين على ظهره ۳۵
- (۲۱) حسين مني وانا من حسين ۳۶
- (۲۲) الم تعلمي ان بكاءه يوذيني ۳۶
- (۲۳) من آمن بي وصدقني ۳۷
- (۲۴) ما تريدون من علي ۳۷
- (۲۵) اوصي من آمن بالله وصدقني ۳۸
- (۲۶) هذا اول من آمن بي ۳۹
- (۲۷) ايها الناس ان الله مولاي ۳۹

- ٢٨ (انا مدينة العلم و على بابها ٢٠
- ٢٩ (من اراد ان ينظر الى آدم ٢١
- ٣٠ (النظر الى وجه على عبادة ٢١
- ٣١ (الصديقون ثلاثة ٢٢
- ٣٢ (ثلاثة ما كفروا بالله ٢٢
- ٣٣ (اول من آمن برسول الله ٢٣
- ٣٤ (صلت الملائكة على ٢٣
- ٣٥ (افضل نساء اهل الجنة ٢٢
- ٣٦ (كان الحسن اشبه الناس برسول الله ٢٢
- ٣٧ (الحسن و الحسين سيد شباب اهل الجنة ٢٥
- ٣٨ (رايت النبي يمص لعاب الحسن و الحسين ٢٥
- ٣٩ (الحسن و الحسين هما ريحانتاي ٢٥
- ٤٠ (اريت بنى اميه على منابر ٢٩
- ٤١ (اصبح رسول الله و هو مهموم ٥٠
- ٤٢ (راى رسول الله بنى اميه على المنابر ٥٠
- ٤٣ (لا اشبع الله بطنه ٥٨
- ٤٤ (اعاذك من اماراة السفهاء ٥٨

- (٤٥) اللهم العن القائد والسائق والراكب ٥٩، ٥٣
- (٤٦) لعن الله القائد والراكب ٥٣
- (٤٧) اللهم العن التابع والمتبوع ٥٣
- (٤٨) اللهم عليك بالاقيعس ٦٠
- (٤٩) يطلع من هذا الفج ٦٠
- (٥٠) ان معاوية في تابوت مقفل ٦٠
- (٥١) اذا بلغت بنو اميه اربعين ٦١
- (٥٢) ويل لبني اميه ٦٢
- (٥٣) يموت معاويه على غير الاسلام ٦٢
- (٥٤) يموت معاويه على غير ملتي ٦٢
- (٥٥) اذا رايتم معاويه يخطب على الاعواد فاقتلوه ٦٢
- (٥٦) اذا رايتم معاويه على منبري فاقتلوا ٦٣
- (٥٧) اذا رايتم معاويه و عمرو عاص مجتمعين ٦٣
- (٥٨) شر خلق الله خمسة ٦٣
- (٥٩) معاويه في تابوت مقفل عليه في جهنم ٦٥
- (٦٠) يا عمار تقتلك الفئة الباغية ٤٤
- (٦١) لعن رسول الله ابا مروان و مروان في صلبه ٤٩

- (٦٢) انى اريت فى منامى كان بنى الحكم بن عاص ٩٠
- (٦٣) لعن آكل الربا و موكله ١٠٠
- (٦٤) اجتنبوا السبع الموبقات ١٠٠
- (٦٥) ما ظهر فى قوم الزنا و الربا ١٠١
- (٦٦) لا يريد احداً المدينة بسوء ١٢٣
- (٦٧) اللهم من ظلم اهل المدينة ١٣٢، ١٢٣
- (٦٨) لعنهم الله و كل نبى مجاب الدعوة ١٣٥
- (٦٩) اول جيش من امتى يغزون ١٤٠

فہرست منابع

تاریخ طبری	۱	طبع مؤسسه الاعلمی للمطبوعات العربی۔ بیروت
البدایہ والنہایہ	۲	طبع دار الکتب العلمیہ۔ بیروت
تاریخ الاسلام	۳	طبع دار الکتب العربی، بیروت، طبعہ اولی
سیر اعلام النبلاء	۴	طبع مؤسسہ الرسالہ طبعہ سابعہ
تاریخ الخلفاء	۵	طبع منشورات الشریف الرضی طبعہ اولی
لسان العرب	۶	طبع احیاء التراث العربی۔ بیروت
صواعق المحرقہ	۷	طبع مکتبہ القاہرہ۔ طبع الثانیہ
اکامل فی التاریخ	۸	طبع دار الکتب العلمیہ۔ بیروت
تفسیر روح المعانی	۹	طبع دار احیاء التراث العربی، بیروت، طبعہ الرابعہ
احیاء علوم الدین	۱۰	طبع دار المعرفہ۔ بیروت
وفاء الوفاء	۱۱	طبع دار الکتب العلمیہ بیروت
الطبقات الکبری لابن سعد	۱۲	طبع دار بیروت سنہ ۱۹۸۵م

طبع ادارة ترجمان القرآن، لاہور طبع ۲۵ / ۱۹۹۸ م	۱۳ خلافت و ملوکیت
طبع دار الكتب العلمیہ، بیروت، طبقہ اولیٰ ۱۹۹۵ م	۱۴ الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب
طبع دار الفکر، دمشق، طبعة اولیٰ ۱۹۸۵ م	۱۵ الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب
طبع دار الفکر طبعة اولیٰ ۱۹۸۴ م	۱۶ تہذیب التہذیب
طبع دار المعرفة بیروت	۱۷ المستدرک علی الصحیحین
طبع مؤسسہ العربیۃ الحدیثیہ، قاہرہ، طبعة ثانیہ	۱۸ وقعة صفین
طبع دار الكتب العلمیہ، بیروت، طبعة اولیٰ ۱۹۸۵ م	۱۹ دلائل النبوة
طبع دار المعرفة بیروت	۲۰ مروج الذهب
طبع دار احیاء التراث العربی، بیروت، طبعة اولیٰ ۱۹۹۵ م	۲۱ لسان المیزان لابن حجر
طبع دار احیاء التراث العربی ۱۹۸۵ م	۲۲ الموطا لما لک
طبع دار الفکر طبعة ثانیہ ۱۹۸۳ م	۲۳ کتاب الام للشافعی
طبع دار الریان للتراث، قاہرہ، طبعة اولیٰ ۱۹۸۶ م	۲۴ فتح الباری لابن حجر
طبع مؤسسۃ اہل بیت بیروت ۱۹۸۱ م	۲۵ تذکرۃ الخواص لابن الجوزی
طبع موسسہ نشر الاسلامی قم، طبع ثانیہ ۱۴۱۱ ھ	۲۶ المناقب الخوارزمی
طبع المكتبة الخیریہ، نجف، ۱۹۶۴ م	۲۷ تاریخ یعقوبی
طبع مؤسسہ الرسالۃ بیروت، ۱۹۸۹ م	۲۸ کنز العمال للہندی
طبع المجلس العلمی طبعة ثانیہ ۱۹۸۳ م	۲۹ المصنف لابن حمام
طبع الشركة اللبنانیۃ للکتاب، بیروت	۳۰ التاج فی اخلاق الملوک للجاحظ

طبع دار احیاء التراث العربی، بیروت	۳۱	حیاء الحیوان الکبریٰ لد میری
طبع الدار العالمیہ، بیروت طبعۃ اولیٰ ۱۹۸۵م	۳۲	نور الابصار للشیخ شبلنجی
طبع احیاء التراث الاسلامی، عراق ۱۹۸۰م	۳۳	ربیع الابرار للزمخشری
طبع دار الفکر بیروت، طبعۃ ثانیہ ۱۹۸۸م	۳۴	تاریخ امن خلدون
طبع دار الجلیل، بیروت	۳۵	نیل الاوطار للشوکانی
طبع دار الفکر، بیروت، طبعۃ اولیٰ ۱۹۹۶م	۳۶	انساب الاشراف للبلاذری
طبع دار احیاء التراث العربی، بیروت	۳۷	عمدة القاری للعینی
طبع دار الفکر، بیروت، طبع ثالثہ ۱۹۸۸	۳۸	اکامل فی ضعفاء الرجال للجزجانی
طبع دار المامون للتراث، دمشق،	۳۹	مسند ابی یعلیٰ للتمیمی
طبعۃ اولیٰ ۱۹۸۶م		
طبع مؤسسہ عزالدین، بیروت، طبعۃ اولیٰ	۴۰	صحیح مسلم
۱۹۸۷م		
طبع دار الفکر، بیروت، طبع اولیٰ ۱۹۸۳م	۴۱	الدر الثور
طبع دار المعرفة، بیروت	۴۲	سنن الکبریٰ للبیہقی
طبع دار الکتب العلمیہ، بیروت	۴۳	سنن نسائی
طبع دار صادر، بیروت	۴۴	مسند احمد بن حنبل
طبع اوقاف احیاء التراث الاسلامی، بغداد	۴۵	الاخبار الموفقیات
طبع دار الشعب	۴۶	اسد الغابۃ

طبع دار الكتب العلمية، بيروت	٣٧	الاصابة في تمييز الصحابة
طبع دار الفكر، بيروت طبعة اولی ۱۹۹۰م	٣٨	ارشاد الساری
طبع دار الفكر لطباعة والنشر	٣٩	مسند احمد
طبع مجمع احیاء الثقافة الاسلامیة	٥٠	شواهد التنزیل
طبع دار المعرفة، بيروت	٥١	تفسیر الکشاف لذمخشری
طبع دار احیاء التراث العربی، طبعة ثالثة	٥٢	تفسیر الکبیر لفتح رازی
طبع دار الفكر	٥٣	جامع المسانید والسنن
طبع مؤسسه الرسالة مکه مکرمه	٥٤	فضائل الصحابة
طبع مكتبة العلوم والحکم الموصل ۱۹۸۳م	٥٥	المعجم الکبیر
طبع دار الكتب العلمیة	٥٦	جواهر العقدین
طبع دار الفكر	٥٧	سنن ترمذی
طبع دار الفكر	٥٨	جامع الاحادیث
طبع دار احیاء الكتب العربیة، طبعة	٥٩	شرح نهج البلاغة لابن حدید
ثانیة ۱۹۶۵م		
طبع دار الفكر، بيروت	٦٠	تفسیر قرطبی
طبع دار المعرفة، بيروت ۱۹۸۹م	٦١	تفسیر طبری
طبع دار الكتب العلمیة، بيروت	٦٢	تفسیر شوکانی
طبع المكتبة العصریة، بيروت ۱۹۹۹م	٦٣	تفسیر ابن ابی حاتم

طبع دار الكتب العلمية، بيروت ١٩٩٨م	٦٣ تفسير اللباب
طبع دار المعرفة، بيروت، طبعة الثانية ١٩٨٤م	٦٥ تفسير ابن كثير
طبع مؤسسه الا علمى للمطبوعات،	٦٦ تفسير بضاوى
بيروت، طبعة اولى ١٩٩٠م	
طبع عالم الكتب، بيروت	٦٤ اضواء البيان
طبع مؤسسه الكتب الثقافيه بيروت	٦٨ تفسير الماوردى
طبع دار الفكر، بيروت، طبعة اولى ١٩٨٤م	٦٩ تفسير زاد اليسر
طبع دار الكتب العلمية، بيروت طبعة اولى ١٩٩٣م	٤٠ تفسير سمرقندى
طبع دار الكتب العلمية، بيروت، طبعة اولى ١٩٩٢م	٤١ تفسير غرائب القرآن
طبع دار مكتبة الحياة- بيروت	٤٢ تاج العروس
طبع دار العلم للملايين- بيروت طبعة ثالثة ١٩٨٢م	٤٣ الصحاح
طبع دار ومكتبة الهلال لطباعة والنشر	٤٢ مجمع البحرين
طبع المكتبة العلمية- بيروت	٤٥ النهاية فى غريب الحديث
طبع دار العلم للملايين- بيروت	٤٦ جمهرة اللغة
طبع مؤسسه دار الهجرة	٤٤ العين
طبع مؤسسه الرسالة- بيروت	٤٨ مجمل اللغة

فہرست رجال

- حضرت انی اسامہ مباہلیؓ ----- ۳۰،۲۹۔
- حضرت ابو ہریرہؓ ----- ۹۰،۴۵،۳۵۔
- حضرت ابو المراءؓ ----- ۲۱۔
- حضرت آدمؑ ----- ۶۳،۴۱۔
- حضرت ابو بکرؓ ----- ۱۱۰،۱۰۱،۹۲،۸۷،۴۷،۴۱۔
- انی لیلیٰ ----- ۴۲۔
- ابن انی ابر الہیم ----- ۴۶،۴۵۔
- ابوسفیان بن حرب ----- ۹۸،۹۲،۹۱،۹۰،۵۹،۵۶،۵۵،۵۴،۵۳،۵۲۔
- امام قرطبی ----- ۵۵،۵۲۔
- البراء بن عازب ----- ۶۰،۵۴۔
- امام اصمعی ----- ۵۵۔
- امام کلبی ----- ۹۲،۵۶۔
- اسحاق بن طابہ ----- ۵۷،۵۶۔

امام شعبی ----- ۱۰۵، ۸۹، ۸۲، ۵۷

احمد بن حنبل ----- ۱۳۸، ۹۲، ۵۸

ابلیس ----- ۶۷، ۶۳

ابن ابی مویط ----- ۶۷

ابن ابی سرج ----- ۶۷

اسود بن یزید ----- ۶۸

ارطاة ----- ۷۶

ابن عبدالبر ----- ۷۶

ابن سعد ----- ۷۷

ابو علی فضل بن حسن طبری ----- ۸۴

اشعث کنڈی ----- ۸۷، ۸۶

امراء القیس ----- ۸۷

ابو لہب ----- ۱۳۳، ۹۱

امیہ ابن خلف ----- ۹۱

امیہ ابن عبدالشمس ----- ۹۲

امام شہقی ----- ۹۲

ابراہیم بن سوید الارمنی ----- ۹۲

امام زہری ----- ۱۰۵، ۱۰۱، ۹۴

ابودرداء ----- ۹۹

ابن شیبہ ----- ۱۰۱

امام مالک ----- ۱۰۲

امام شوکانی ----- ۱۲۸، ۱۰۲۔

حضرت ابراہیمؑ ----- ۱۲۵۔

حضرت اسماعیلؑ ----- ۱۲۵۔

امام غزالی ----- ۱۵۲، ۱۳۷، ۱۳۶، ۱۳۳، ۱۲۹۔

امام بدرالدین عینی ----- ۱۴۰۔

حضرت ابو ایوب انصاری ----- ۱۴۰۔

امام ذہبی ----- ۱۴۵، ۱۴۳۔

امام مہودی ----- ۱۵۱۔

ابو الاعلیٰ مودودی ----- ۱۵۲۔

حضرت امام حسن ----- ۳۵، ۳۲، ۳۱، ۳۰، ۲۹، ۲۴، ۱۹، ۱۸، ۱۷، ۱۶، ۱۵۔

۸۵، ۸۴، ۸۳، ۸۲، ۷۱، ۵۵، ۵۴، ۴۵، ۴۴، ۳۶۔

۱۵۱، ۱۴۹، ۱۱۶، ۹۵، ۸۸، ۸۷۔

حضرت امام حسین ----- ۳۵، ۳۲، ۳۱، ۳۰، ۲۹، ۲۴، ۱۹، ۱۸، ۱۷، ۱۶، ۱۵۔

۹۵، ۹۴، ۸۸، ۸۷، ۸۰، ۵۰، ۴۶، ۴۵، ۴۴، ۳۶۔

۱۰۶، ۱۱۱، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۵۔

۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۳۰، ۱۳۶، ۱۳۹، ۱۴۴، ۱۴۶، ۱۵۰۔

۱۵۲، ۱۵۱۔

حاکم نیشاپوری ----- ۵۸، ۴۴۔

جابر بن عبد اللہ انصاری ----- ۶۲، ۵۸، ۴۴، ۴۰، ۳۴، ۲۸۔

جمیع بن عمیر ----- ۳۴، ۳۱۔

حذیفہ بن اسید ----- ۴۰، ۳۹۔

- حضرت جبریلؑ ----- ۴۷، ۴۶۔
- حبیب بن مسلمہ ----- ۶۷۔
- حافظ ابن کثیر ----- ۱۵۴، ۱۴۶، ۱۴۲، ۱۲۷، ۱۲۶، ۹۴، ۷۱۔
- بسر بن ارطاة ----- ۷۵۔
- حافظ جلال الدین سیوطی ----- ۱۴۶، ۸۳۔
- حکیم بن عاص ----- ۹۱، ۹۰، ۸۹۔
- حافظ ابن عساکر ----- ۹۲۔
- جابر بن سمرہ ----- ۱۰۲۔
- حصین بن نمیر سکونی ----- ۱۲۴، ۱۲۱، ۱۲۰۔
- جیش بن دلجہ القبی ----- ۱۲۰۔
- حافظ بن حجر ----- ۱۴۵، ۱۴۴۔
- زید بن ارقم ----- ۶۴، ۶۹۔
- زیاد بن سمیہ ----- ۹۸، ۵۵۔
- زیاد ----- ۱۰۸، ۱۰۱۔
- زیاد بن ابی سفیان ----- ۷۳۔
- زخشری ----- ۸۳۔
- روح بن زباع الجزامی ----- ۱۲۰۔
- حضرت داؤد ----- ۱۳۳، ۱۳۲۔
- زبیری ----- ۱۴۵۔
- سعد بن ابی وقاص ----- ۱۶۔
- شہاب الدین آلوسی ----- ۱۴۹، ۱۳۴، ۲۴۔

سعید بن مسیبؓ ----- ۱۲۲، ۱۰۴، ۵۰۔

صباح ----- ۵۷۔

سالم بن ابی جعد ----- ۶۵۔

سمرہ بن جندب ----- ۷۳۔

شبيب بن بجرہ ----- ۸۶۔

سفینه ----- ۹۲۔

سعید بن جمعان ----- ۹۲۔

سعید بن سعد ----- ۱۰۶۔

شمر بن ذی الجوشن ----- ۱۱۶۔

سفیان بن عوف ----- ۱۲۲، ۱۴۰۔

سبط ابن جوزی ----- ۱۵۱، ۱۴۵۔

حضرت امام علیؓ ----- ۲۹، ۲۸، ۲۷، ۲۶، ۲۴، ۲۱، ۲۰، ۱۹، ۱۸، ۱۷، ۱۶، ۱۵۔

۴۱، ۴۰، ۳۹، ۳۸، ۳۷، ۳۴، ۳۳، ۳۲، ۳۱، ۳۰۔

۶۷، ۶۶، ۶۵، ۶۴، ۶۳، ۶۲، ۶۱، ۶۰، ۵۹، ۵۸، ۵۷، ۵۶، ۵۵، ۵۴، ۵۳، ۵۲، ۵۱، ۵۰، ۴۹، ۴۸، ۴۷، ۴۶، ۴۵، ۴۴، ۴۳، ۴۲، ۴۱، ۴۰، ۳۹، ۳۸، ۳۷، ۳۶، ۳۵، ۳۴، ۳۳، ۳۲، ۳۱، ۳۰، ۲۹، ۲۸، ۲۷، ۲۶، ۲۵، ۲۴، ۲۳، ۲۲، ۲۱، ۲۰، ۱۹، ۱۸، ۱۷، ۱۶، ۱۵، ۱۴، ۱۳، ۱۲، ۱۱، ۱۰، ۹، ۸، ۷، ۶، ۵، ۴، ۳، ۲، ۱۔

۸۶، ۸۵، ۸۴، ۸۳، ۸۲، ۸۱، ۸۰، ۷۹، ۷۸، ۷۷، ۷۶، ۷۵، ۷۴، ۷۳، ۷۲، ۷۱، ۷۰، ۶۹، ۶۸، ۶۷، ۶۶، ۶۵، ۶۴، ۶۳، ۶۲، ۶۱، ۶۰، ۵۹، ۵۸، ۵۷، ۵۶، ۵۵، ۵۴، ۵۳، ۵۲، ۵۱، ۵۰، ۴۹، ۴۸، ۴۷، ۴۶، ۴۵، ۴۴، ۴۳، ۴۲، ۴۱، ۴۰، ۳۹، ۳۸، ۳۷، ۳۶، ۳۵، ۳۴، ۳۳، ۳۲، ۳۱، ۳۰، ۲۹، ۲۸، ۲۷، ۲۶، ۲۵، ۲۴، ۲۳، ۲۲، ۲۱، ۲۰، ۱۹، ۱۸، ۱۷، ۱۶، ۱۵، ۱۴، ۱۳، ۱۲، ۱۱، ۱۰، ۹، ۸، ۷، ۶، ۵، ۴، ۳، ۲، ۱۔

۱۳۹، ۱۳۸، ۱۳۷، ۱۳۶، ۱۳۵، ۱۳۴، ۱۳۳، ۱۳۲، ۱۳۱، ۱۳۰، ۱۲۹، ۱۲۸، ۱۲۷، ۱۲۶، ۱۲۵، ۱۲۴، ۱۲۳، ۱۲۲، ۱۲۱، ۱۲۰، ۱۱۹، ۱۱۸، ۱۱۷، ۱۱۶، ۱۱۵، ۱۱۴، ۱۱۳، ۱۱۲، ۱۱۱، ۱۱۰، ۱۰۹، ۱۰۸، ۱۰۷، ۱۰۶، ۱۰۵، ۱۰۴، ۱۰۳، ۱۰۲، ۱۰۱، ۱۰۰، ۹۹، ۹۸، ۹۷، ۹۶، ۹۵، ۹۴، ۹۳، ۹۲، ۹۱، ۹۰، ۸۹، ۸۸، ۸۷، ۸۶، ۸۵، ۸۴، ۸۳، ۸۲، ۸۱، ۸۰، ۷۹، ۷۸، ۷۷، ۷۶، ۷۵، ۷۴، ۷۳، ۷۲، ۷۱، ۷۰، ۶۹، ۶۸، ۶۷، ۶۶، ۶۵، ۶۴، ۶۳، ۶۲، ۶۱، ۶۰، ۵۹، ۵۸، ۵۷، ۵۶، ۵۵، ۵۴، ۵۳، ۵۲، ۵۱، ۵۰، ۴۹، ۴۸، ۴۷، ۴۶، ۴۵، ۴۴، ۴۳، ۴۲، ۴۱، ۴۰، ۳۹، ۳۸، ۳۷، ۳۶، ۳۵، ۳۴، ۳۳، ۳۲، ۳۱، ۳۰، ۲۹، ۲۸، ۲۷، ۲۶، ۲۵، ۲۴، ۲۳، ۲۲، ۲۱، ۲۰، ۱۹، ۱۸، ۱۷، ۱۶، ۱۵، ۱۴، ۱۳، ۱۲، ۱۱، ۱۰، ۹، ۸، ۷، ۶، ۵، ۴، ۳، ۲، ۱۔

۱۵۰۔

عبداللہ بن عباسؓ ----- ۶۹، ۵۸، ۴۴، ۴۳، ۳۹، ۳۳، ۳۱، ۲۷، ۲۶، ۲۱، ۱۷۔

۱۳۶، ۱۰۴، ۱۰۲۔

عبداللہ بن عمر ----- ۱۴۰، ۱۱۳، ۱۱۱، ۱۰۹، ۱۰۶، ۷۴، ۷۲، ۶۲، ۵۹، ۲۸۔

عبداللہ ----- ۳۵۔

- حضرت عمار بن یاسرؓ ----- ۱۰۳، ۷۹، ۷۷، ۳۷
- عمر بن خطابؓ ----- ۱۱۰، ۱۰۱، ۹۹، ۹۳، ۶۳، ۶۲، ۵۷، ۴۸، ۴۶
- عبداللہ بن بریدہؓ ----- ۴۷
- عثمان بن عفانؓ ----- ۱۰۷، ۱۰۱، ۹۳، ۷۹، ۵۶
- عمارہ بن ولید بن مغیرہؓ ----- ۵۷، ۵۶، ۵۵
- عباس بن عبدالمطلبؓ ----- ۵۷، ۵۶، ۵۵
- علی بن اقرمؓ ----- ۵۹
- عمر بن عاصؓ ----- ۹۲، ۹۱، ۷۷، ۶۷، ۶۶، ۶۴
- عبدالرحمن بن ملجم مرادیؓ ----- ۸۶، ۷۴
- عبید اللہ بن عباسؓ ----- ۷۵
- عمر بن حلقؓ ----- ۷۹
- عبداللہ بن زبیرؓ ----- ۱۴۰، ۱۲۵، ۱۲۴، ۱۲۱، ۱۱۳، ۱۱۱، ۱۰۶، ۸۹، ۸۱، ۸۰
- عبداللہ بن صفوانؓ ----- ۸۱
- عمارہ بن حزمؓ ----- ۸۱
- عبدالملک بن مروانؓ ----- ۱۲۱، ۸۱
- عبید اللہ بن زیادؓ ----- ۱۵۰، ۱۴۶، ۱۲۷، ۱۲۶، ۱۱۸، ۸۷
- عمر بن عبدالعزیزؓ ----- ۱۵۳، ۹۶، ۹۴، ۹۰
- عاص بن وائلؓ ----- ۹۲، ۹۱
- عبدالرحمن بن حکم بن عاصؓ ----- ۹۲
- عتبہ بن یوسفیانؓ ----- ۹۲
- عتبہ بن ابی معیطؓ ----- ۹۲

عبداللہ بن احمد بن حنبل ----- ۹۳۔

عتبہ بن ربیعہ ----- ۹۶، ۹۵۔

عطاء بن یسار ----- ۹۹۔

عبدالرحمن بن ابی بکر ----- ۱۱۱، ۱۱۰، ۱۰۶۔

عمر بن سعد ----- ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۵۰۔

حضرت علی اصغرؑ ----- ۱۱۷۔

عبداللہ بن مطیع ----- ۱۲۰۔

عبداللہ بن حنظلہ ----- ۱۲۰۔

عثمان بن محمد بن ابوسفیان ----- ۱۲۰۔

عبداللہ بن مسعدہ ----- ۱۲۰۔

طریف بن حساس ہلالی ----- ۱۲۰۔

حضرت عیسیٰؑ ----- ۱۳۲، ۱۳۳۔

طبرانی ----- ۱۳۴۔

عثمان بن محمد بن ابوسفیان ----- ۱۵۱۔

عبداللہ بن ابی عمرو بن حفص مخزومی --- ۱۵۱۔

حضرت محمد ﷺ ----- ۱۱، ۱۳، ۱۴، ۱۵، ۱۶، ۱۷، ۱۸، ۱۹، ۲۰، ۲۲، ۲۵، ۲۶،

۲۷، ۲۸، ۲۹، ۳۰، ۳۱، ۳۲، ۳۳، ۳۴، ۳۵، ۳۶،

۳۷، ۳۸، ۳۹، ۴۰، ۴۱، ۴۲، ۴۳، ۴۴، ۴۵، ۴۶،

۴۷، ۴۸، ۴۹، ۵۰، ۵۱، ۵۲، ۵۳، ۵۴، ۵۵، ۵۶،

۵۷، ۵۸، ۵۹، ۶۰، ۶۱، ۶۲، ۶۳، ۶۴، ۶۵، ۶۶، ۶۷، ۶۸، ۶۹،

۷۰، ۷۱، ۷۲، ۷۳، ۷۴، ۷۵، ۷۶، ۷۷، ۷۸، ۷۹، ۸۰، ۸۱، ۸۲،

۱۰۵، ۱۱۶، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۳، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵

۱۳۶، ۱۳۷، ۱۴۰، ۱۴۹، ۱۵۳

فخر رازی ----- ۱۶۔

حضرت موسیٰ ؑ ----- ۳۱، ۲۷۔

مسور بن مخرمہ ----- ۳۴۔

حضرت میکائیل ؑ ----- ۴۷۔

معاویہ بن ہند ----- ۵۳، ۵۴، ۵۵، ۵۶، ۵۷، ۵۸، ۵۹، ۶۰، ۶۱، ۶۲

۶۳، ۶۴۔

مسافر بن ابی عمرو ----- ۵۷۔

مسلم ----- ۵۸۔

فرعون ----- ۶۸، ۶۴۔

معاویہ ----- ۶۵، ۶۶، ۶۷، ۶۸، ۶۹، ۷۰، ۷۱، ۷۲، ۷۳، ۷۴

۷۶، ۷۷، ۷۸، ۷۹، ۸۰، ۸۲، ۸۳، ۸۴، ۸۵، ۹۰

۹۱، ۹۲، ۹۳، ۹۴، ۹۵، ۹۶، ۹۷، ۹۸، ۹۹، ۱۰۱، ۱۰۲

۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲

۱۱۳، ۱۱۴، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۵۲، ۱۵۴

حضرت محمد بن ابی بکرؓ ----- ۶۶، ۷۸، ۷۹۔

حضرت قیسؓ ----- ۶۹، ۷۰۔

مالک اشترؓ ----- ۷۸، ۷۹۔

مصعب بن زبیر ----- ۸۱۔

مسلم بن عقیلؓ ----- ۸۷۔

- قیس بن اشعث ----- ۸۷۔
- محمد بن اشعث ----- ۱۱۶، ۸۷۔
- مروان بن حکم ----- ۱۲۰، ۱۱۶، ۱۱۴، ۱۱۳، ۱۰۹، ۱۰۱، ۹۲، ۹۰، ۸۹، ۸۸۔
- قاسم بن محمد ----- ۱۰۳۔
- مغیرہ بن شعبہ ----- ۱۰۸، ۱۰۷، ۱۰۶۔
- موسیٰ بن مغیرہ ----- ۱۰۸۔
- مسلم بن عقبہ المزنی ----- ۱۲۶، ۱۲۴، ۱۲۲، ۱۲۱، ۱۲۰۔
- مسلم ----- ۱۲۰۔
- منذر بن زبیر ----- ۱۵۲۔
- حضرت نوحؑ ----- ۲۱۔
- نعمان بن بشیر انصاری ----- ۸۰۔
- نعمان بن بشیر ----- ۱۰۳۔
- الکلیاء الہراسی ----- ۱۲۸۔
- حضرت ہارونؑ ----- ۲۷۔
- ہشام بن مغیرہ ----- ۹۱۔
- ہشام بن عبد الملک ----- ۹۴۔
- یعلیٰ بن مرہ ----- ۳۹، ۳۶۔
- حضرت یحییٰؑ ----- ۳۱۔
- یزید بن ابی سفیان ----- ۵۹، ۵۷، ۵۵، ۵۳۔
- یزید بن معاویہ ----- ۱۱۰، ۱۰۹، ۱۰۷، ۱۰۶، ۹۴، ۸۵، ۸۴، ۸۳، ۸۲، ۸۰۔
- ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶۔

۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۵، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳

۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴

ولید بن عتبہ ----- ۱۱۲، ۱۱۳

حضرت فاطمہ علیہا السلام ----- ۱۵، ۱۶، ۱۷، ۱۸، ۱۹، ۲۲، ۲۹، ۳۰، ۳۱، ۳۳، ۳۴

۱۱۸، ۹۵، ۴۴

صفیہ بن شیبہ ----- ۱۵

حضرت عائشہ ----- ۱۵، ۱۶، ۳۱، ۳۲، ۳۶، ۴۱، ۶۸، ۸۸، ۸۹، ۱۱۰، ۱۱۳

حضرت ام سلمیٰ ----- ۲۶، ۳۰، ۴۶

حضرت آسیہ ----- ۴۲، ۴۴

حضرت مرثم ----- ۴۴

حضرت خدیجہ بنت خویلد ----- ۴۴، ۹۵

ہند بنت عتبہ ----- ۵۶، ۵۷، ۹۵

عاتکہ بنت یزید بن معاویہ ----- ۸۱

جعدہ بنت اشعث ----- ۸۲، ۸۳، ۸۴، ۸۶، ۸۷

نابغہ ----- ۹۱، ۹۲

قتیلہ ----- ۹۵

سمیہ ----- ۹۸

ام حبیبہ ----- ۹۸

حضرت رقیہ بنت حسین ----- ۱۲۸

حضرت ام کلثوم ----- ۱۴۲، ۱۴۳

www.ziaraat.com
jagir.abbas@yahoo.com
Sabeel-e-Sakina

www.ziaraat.com
jabir.abbas@yahoo.com
Sabeel-e-Sakina

www.ziaraat.com
jabir.abbas@yahoo.com
Sabeel-e-Sakina

www.ziaraat.com
jagir.abbas@yahoo.com
Sabeel-e-Sakina